یا صاحب البرکات والنجات

مصنفہ حضرت سلطان العاشقین قدوۃ السالکین جناب سید شاہ برکت اللہ

الملقب بہ صاحب البرکات صاحب درگاہ علیہ مارہرہ قدس سرہ العزیز

دیوان عشقی

مثنوی ریاض عشق

مجموعہ البرکات

رسالہ سوال جواب

عوارف ہندی

جسکو جناب حافظ حاجی شاہ سید علی حسن صاحب احسن سجادہ نشین درگاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ

مرتب کیا اور بندہ ہیچمیرز خاقانی وفا مارہروی نے اپنی نگرانی سے

مرقع عالم پریس ہردوئی میں چھپوایا

محمد مبارک اللہ کاپی نویس نقاش مارہروی

(باہتمام محبوب احمد منیجر مطبع)

تعداد طبع اول ۵۰۰

قیمت فی جلد (عہ)

ریاض سخن

پھولے ہین ابتو مردم دیدہ چمن کے پھول
آنکھون سے چن رہے ہین ریاض سخن کے پھول

حضرات یہ وہ گلدستہ ہی جسکی ہر تی سے ناظر کو ایک خاص دلچسپی ہوتی ہی اسکے ہر ایک پھول کو معشوق کے گل عارض سی تشبیہ دیجاتی ہی اس گلدستہ کو ریاض سخن مین پھولے پھلے آج دس مہینے ہو چکے ہر مہینے مین ایک نئے رنگ سی اپنے حسن و جمال کی خوبیان پبلک کو دکھاتا ہی اس گلشن سخن کی جو شخص سیر کری اسکو وہ وہ لطف حاصل ہونگا جسکے بیان سے ہماری زبان قاصر ہی کہین سوسن اپنی زبان دری کا سبق دیرہی ہی کہین نرگس آنکھون ہی آنکھون مین بلبل کو گل کی محبت کا اشارہ دے رہی ہی کہین جوانان چمن مست الست کیطرح جھوم رہے ہین کہین سرو اپنے خرام ناز سے عاشق مزاج دلونکو پامال کر رہا ہی غرض کہ یہ وہ گلدستہ ہی جسکی درستی کیلیے حضرت داغ بالقابہ اور حضرت امیر اور حضرت شوق اور حضرت جلال اور حضرت احسان اور حضرت مضطر اور حضرت شہیر جیسے لوگ اپنا اپنا عزیز وقت صرف کرتے ہین پبلک کے مذاق کی موافق علاوہ نظم کے آٹھ صفحے ناول کے بھی شایع کیے جاتے ہین اور نیز بامذاق لوگونکے لیے کچھ تھوڑا سا فارسی کلام بھی اس گلدستہ کے ساتھ شایع ہوتا ہی جسکے مصنف ایک مشہور اور مستند بزرگ جناب عالم و فاضل حضرت فرمدی سید شاہ صاحب عالم صاحب صاحب قدس سرہ العزیز سجادہ نشین درگاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ ہین جسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے گویا خاص اہل فارس کا کلام ہی اس مجموعہ سخن کی سالانہ قیمت صرف مبلغ (عما) معہ محصول ڈاک ہی جو صاحب محض گلدستہ نظم لینگے اُنسے ایکروپیہ (عہ) اور معہ ناول (عہ) معہ فارسی کلیات (عما) روپیہ ہے غرض کہ ہر پارٹ اسکا قابل دید ہی منگائیے اور جلد منگائیے

المشتہر
سید علی احسن احسن منیجر ریاض سخن مارہرہ ضلع ایٹہ



	نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ ذی الفضل العظیم	

خدا در انتظار حمد ما نیست		محمد چشم بر راہ ثنا نیست

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین فی الحقیقت وہ مشہور و معروف خاندان جسکے ہر ایک جزو کو خاص وعام معزز نگاہون سے دیکھتے ہون اور واقعی وہ قابل افتخار واعزاز ہو تو اُسکے وہ حالات جنکی وجہ سے اُس خاندان کے حضرات بابرکات مفتخر خیال کیے گئے ہین اگر قلمبند نہ کیے جائین تو اُس خاندان کے اعقاب بدنصیب خیال کیے جائینگے -

مین اسوقت سادات بلگرام کے ایک بزرگ یعنی اپنے جدامجد قدوۃ السالکین

سلطان العاشقین حضرت شاہ سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات قدس اللہ سرہ العزیز کے مختصر حالات لکھکر آنکی تصنیف کے مجموعہ مین بطور دیباچہ چھپان کیئے دیتا ہون ناظرین سے امید ہے کہ اُسکو قدر کی نگاہون سے دیکھکر مجکو عزت بخشین گے۔

اصل مین آپکا اور آپ کے آبا و اجداد کا مولد و مسکن قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی جو ملک اودہ مین ہے تھا مگر آپ کے جد امجد حضرت سید شاہ عبد الجلیل خلف اکبر حضرت میر عبد الواحد قدس اللہ اسرارہما جو ایک مشہور و معروف بزرگ ہین مارہرہ کے قیام کا سبب ہوے جنکی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپکی طبیعت تنہائی پسند تھی اور اہلِ تصوف مین صاحب جذبہ قوی مانے جاتے تھے آپ اکثر صحرا نوردی کیا کرتے تھے چنانچہ عرصہ تک اُسی ذوق و شوق مین اپنے وطن اور عزیزون سے کنارہ کش رہے آپ کی عمر کا قریب قریب نصف حصّہ اسی حالت مین گزرا مدت تک آپ نے اپنے اعزا کو اپنی طرف سے چشم بر انتظار رکھا اتفاقاً ایک مرتبہ اُسی حالتِ بیخودی مین ایک جماعت کے ساتھ آپ کا گزر بلگرام مین ہوا ۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جن تاریخون مین حضرت بدیع الدین شاہ مدار کا سالانہ عرس ہوا کرتا ہے ۔ مکن پور جہان کہ حضرت موصوف کا مزار واقع ہے بلگرام سے قریب تر ہے

اور اُس زمانے مین اُسکا راستہ بلگرام ہی ہو کر تہا یہ وہی جماعت تھی جو بغرض شمول
برکات عرس و فاتحہ مکن پور جاتی تھی غرضکہ جب آپ بلگرام ہو پہنچے اور اوس محلہ
مین جسمین کہ انکی ہمشیر کا مکان تہا گزرے اتفاقاً انکی بہن نے ان کو دیکھکر پہچانا
اُنہون نے اُس محبت علینی سے مجبور ہو کر (جو خدا نے ہر ایک بہن بہائی کے
دل مین ودیعت کی ہے) بآواز بلند پکارا مگر یہ تو دوسرے ہی عالم مین تھے وہ آواز
نہ سُنی آخر بمشکل تمام اپنی ہمشیر کے گہر مین آئے اور اپنے عزیز اقربا کے سمجہانے
بجہانے سے وہ دن اُسی گہر مین گزرا اور آخر شب سبکو سوتا چہوڑ کر وہان سے
نکل کھڑے ہوے اسی سفر مین ایکا گذر اترنجی کہیڑہ پر ہوا یہ کہیڑہ مارہرہ سے جانب شرق
واقع ہے یہ جگہ عرصہ سے غیر آباد ہے چونکہ اسپر ایک بزرگ کا مزار واقع ہے جو
حسین شہید کے نام سے مشہور ہے اسلیئے اس مقام پر اب بھی معدودے چند
خادمون کا قیام رہتا ہے ۵۸۰ھ مین جبکہ سلطان محمد معز الدین سام الملقب بہ
شہاب الدین غوری خلافت گاہ غزنی پر جلوہ فرما ہوا تو چند مرتبہ وہ بارادہ تسخیر
ملک ہندوستان مین آیا حتی کہ ۵۸۲ھ مین بعد محاربہ عظیم راے پتہورا بادشاہ
دہلی کو زندہ گرفتار کیا اور سب سے پہلے سلاطین اسلامیہ مین تخت سلطنت دہلی پر جلوہ افروز
ہوا اِس درمیان مین راجہ بین سے جو اترنجی کھیڑے کا مالک تہا کچھ ملکی

پیچیدگیاں ہوکر نوبت بمحاربہ پہونچی چنانچہ ایک مرتبہ بذات خاص خود شہاب الدین نے
لشکرکشی کرکے فتح کیا اور بذریعہ سرنگ کل عمارت نیست ونابود کردی اسی
حادثہ مین راجہ بھی معہ جملہ متعلقین ومتوسلین وپسکر مرگیا اُس زمانہ سے وہ قلعہ بطور
ٹیلہ کے ویران پڑا ہے -

بہرحال حدود سنہ ۱۰۱۷ھ مین حضرت کا گزر اُس غیر آباد جگہ مین ہوا اور کچھہ دنون تک
شہید موصوف کے مزار پر آپ کا قیام رہا شدہ شدہ آپ کے قیام کی خبر مارہرہ پہونچی محمد
وزیر المخاطب بہ چودہری وزیر خان جنکے آبا و اجداد سلاطین عصر کی طرف سے علاقہ
مارہرہ کے قانون گو مقرر تھے اور یہ خود بھی اس عہدہ پر معمور اور مارہرہ کے رئیس اعظم
تھے اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوے اور گویا بہ الہام غیبی ایکدن علی الصباح اپنے
ساتھ ایک جماعت بزرگ لیکر حضرت کے استقبال کے لیے پہونچے اتفاقاً
حضرت بھی اُس روز ٹیلے سے اُترکر خراماں خراماں مارہرہ کی طرف آرہے تھے
راستے ہی مین وزیر خان سے ملاقات ہوئی اور وہ آپ کو بہ اعزاز تمام مارہرہ لائے
غرضکہ اُس زمانے سے سیدزادگان مارہرہ کی بنیاد مارہرہ مین قائم ہے بعد تشریف آوری
حضرت کی عمر کے تقریباً چالیس برس مارہرہ مین گزرے اور یہین بعہد سلطنت
ابو المظفر سلطان خرم شہاب الدین محمد شاہجہان ساتوین صفر سنہ ۱۰۵۷ھ کو اِس جہان فانی

سے رحلت فرمائی آپ کا مزار مارہرہ مین زیارت گاہ انام ہے آپ کے صاحبزادے حضرت میر اویس بلگرام سے مارہرہ مین اکثر تشریف لایا کرتے تھے مگر اُن کا مستقل قیام یہان نہین رہتا تھا حضرت میر عبد الجلیل کے بعد آنکے معتقدین نے بہت چاہا کہ حضرت میر اویس مارہرہ مین اپنی سکونت اختیار کرین مگر آپنے اُنکی درخواست نامنظور کی البتہ بہ نسبت سابق کے یہان قیام زیادہ کرنے لگے ۱۰۹۷ھ مین جبکہ آپ بلگرام تشریف لے گئے تھے حیات مستعار نے وفا نہ کی اور وہین انتقال فرمایا حضرت صاحب البرکات انہین بزرگ کے بڑے صاحبزادہ ہین اب مین اپنے معزز ناظرین کو حضرت صاحب البرکات کے حالات کی طرف متوجہ کرتا ہون -

حضرت صاحب البرکات کی ولادت باسعادت کا وہ زمانہ ہے جبکہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر کو تخت سلطنت پر بیٹھے دو برس گزر چکے تھے آپکا سال ولادت سنہ ۱۰۷۰ھ ہے آپنے ایک شعر مین اپنی تاریخ ولادت خود لکھی ہے ؎

سالِ تولدم ہمہ تقویم دان شہر	روے حساب ~~سنایق~~ خوبان نوشتہ اند

آپکی ولادت قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی مین واقع ہوئی اپنے والد بزرگوار حضرت میر اویس صاحب کی حیات تک آپکی عمر کا حصّہ بلگرام ہی مین گزرا بعد وفات اپنے والد ماجد کے کالپی تشریف لے گئے اور وہان حضرت سید شاہ فضل اللہ صاحب سجادہ

سے دست بیع ہوکر بارہرہ تشریف لائے حضرت میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنے تذکرہ
مآثر الکرام میں شرح تحریر فرماتے ہیں۔

سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن
میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ اسرارہم شاہباز یست آشیانش سدرۃ المنتہیٰ دیکہ
تازیست سیدانش سموات علی شعشعہ ولایت از جبینش پیدا وجبروت فقر
از ناصیہ اش ہویدا مدۃ العمر سر بر آستانۂ خالق گزاشت وقدم بر در مخلوقے نفر سود
امیر وفقیر فرش آستانش بودند وگوے سعادت عرصہ علوی وسفلی مے ربودند
اگرچہ اوائل حال دست بیعت بجناب سید مربی بن سید عبد النبی بلگرامی قدس سرہٗ
وادامّا از مبادی عہد شباب تا آغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین میر سید
لطف اللہ عرف شاہ لدّہا قدس سرہٗ لازم گرفت وعقیق استعدادش بہ فروغ
باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت واز مشرب خاص آنحضرت حظے مستوفی
اندوخت وسند خلافت واجازت اخذ نمود سید العارفین را نسبت بالیشان
معاملات معنوی خاص بود ومکاتیب محتوی بر اسرار حقائق ومعارف اکثر بنام
مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازاں مکاتیب در نسخہ انیس المحققین
مندرج است طالبان را از مطالعہ آن حظ روحانی حاصل مے شود ونیز صاحب البرکات

بدارالولایت کالپی رفتہ ازخدمت مخدوم زادہ عالیجناب شاہ فضل اللہ بن میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما تیمناً وتبرکاً سند اجازت وخلافت التماس نمود حضرت مخدوم زادہ قدس سرہ التفات ہا وعنایت ہا مبذول داشت وبہ عطائے مثال خلافت پایہ اش را بلند گردانید وبہ اعزاز واکرام فراوان رخصت فرمود" الخ

اوّل اول جبکہ حضرت صاحب البرکات مارہرہ تشریف لائے تو اپنی جد بزرگوار کی خانقاہ مین قیام کیا جسکے ہمسایہ مین اکثر رذیل اقوام کا مسکن تہا چونکہ ایسی جگہہ آپکے قیام کے لیے مناسب نہ تھی اسلیئے آپنے وہان سے ترک سکونت کرکے اوس جگہہ قیام فرمایا جو فی الحال بستی پیرزادگان کے نام سے مشتہر ہے جبکہ آپکو اپنے قیام کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوگیا اُسوقت آپنے اہل و عیال کو بلگرام سے طلب فرمایا اور مارہرہ کو اپنا وطن قرار دے دیا آپکے دونون صاحبزادے یعنی حضرت شاہ آل محمد و حضرت صاحب النجات شاہ نجات اللہ بلگرام ہی مین پیدا ہوے تہے جبکہ آپکا مستقل قیام اس غیر آباد جگہہ مین ہوا تو باہتمام اکثر معتقدین والاشان عمائد کنبوہ خانقاہ اور مسجد تعمیر ہوئی آپکے فضل وکمال کا شہرہ تہوڑے ہی عرصے مین آویزۂ گوش آفاق ہوا اور اکثر عمال اور تعلقہ دار

آپکے معتقد و مرید ہوئے۔

اگرچہ آپکو اسناد خلافت سلاسل خمسہ اباًعن جدٍ حاصل تھین مگر آپنے زیادہ ترواج سلسلۂ علیہ قادریہ کو دیا ہمیشہ آپ مطابق شریعت منورہ عمل درآمد فرمایا کرتے تھے آپکے معتقدین یا مریدون مین جب اگر کوئی خلاف شرع رسوم کا شیوع کرتا تو آپ اسکو تنبیہہ فرماتے بلکہ اکثر لوگ جو باہر کے آجاتے اور وہ معاصی و مناہی مین مبتلا ہوتے تو آپ اُنکو بطریق سنت سنیہ اپنے اخلاق سے ایسا گرویدہ کرتے کہ وہ خود بخود اُن افعال قبیحہ سے تائب ہوجاتے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہہ دو ایک حکایتین آپکی عادات اور اوصاف اور اخلاق کی جو آپکے چھوٹے صاحبزادے حضرت صاحب النجات نے قلمبند فرمائی ہین۔ بعبارتہ نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرون۔

ذکر اتیت و مسلمان شدن آن

وقتے کہ راجہ خوشوقت رائے قوم کہتری عامل مارہرہ بود فقراے ہنود از فرقۂ اتیت آمدہ زیر درخت نیب کہ متصل آبادی سراے بر دروازہ کٹرہ احمد سعید خان صاحب جاگیردار واقع است فرود آمدند سردار آنہا ہر صبح و شام رسنے بر درخت آویختہ بدان خود را آویزان میساخت بطرزے کہ سر زیر و پا بالا و در زیر آن آتش

می افروخت وناقوس می نواخت وبران آتش مثل جهولہ بر شعلہ آمد ورفت
مے کرد وآسیب آتش بانیز مسید تمامی ہنودان جمع شدہ گرداگرد دست بستہ
باادب تمام می ایستادند بعد دو گھڑی کہ فرو می آمد انگشتہاے آن آتش افروختہ
را تبرک کردہ مے بردند وندرہاے از ہر قسم مے آوردند بعد دوسہ روز از اہل
اسلام ہم جمع شدند وبطرز ہنودان انگشتہاے میگرفتند ونیازہا مے کردند
شہرہ عام وغلو تمام شد روزے بعد نماز عصر فقیر اکثر درباغچہ کہ الحال درگاہ در انجاست
مے آمد از انجا آن زمرہ بنظر مے آمد آن ایت سردار سروپا برہنہ بطرزے کہ
لنگ بستہ نشستہ بود تنہا برخاست دیدم کہ بسوے مامی آید جوانی خوبصورت
نعلین چوبین درپاے آنکہ از کسی بر سد و دعا وسلام کند روان روان ہرواز
درآمد گویا کہ او را کسی گرفتہ مے برد در انوقت در حضور حضرت صاحب چندان انبوہ
بنود معدودے چند حاضر بودند وقاعدہ چنین بود کہ ہمیشہ حضرت صاحب ہرگز
زنہار گاہے بطرفے نمی نگریستند مگر کسی کہ روبرو آید یکبارگی نظر برداشتہ
بسوے او می نگریستند آن نگاہ کہ ؎

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند		آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

کسانیکہ این حالت دیدہ اند میدانند کہ ہیچ چشم مست بدان مستے ومخموری بنظر

نیامده و نیز اکثر ضابطه بود که تکلم با ہر یک از زبان نمی نمودند مگر بنا بر ضرورت
یا اشارت میفرمودند مثلاً اگر کسے تازہ وارد سے روبرو شد بچشم اشارہ شد
و بعض وقت لب بستہ بدست مبارک ایما فرمودند اگر آیندہ معلوم کرد بجواب
عرض نمود والا حاضران گفتند کہ از کجا ئی غرض کہ رعب جناب عالی بر اہل
مجلس بظہور ہیبت و صلابت بثابتے بود کہ از اہل دنیا و علما و فقرا ہزارہا
معاینہ شدہ کہ استفسار نکنہ یا استکشاف عقدہ نمودند جناب عالی ہر چہ
از زبان مبارک ارشاد فرمودند سایلان یارا ے تکرار نداشتند و ہمہ
گردنکشان کہ روبرو شدند ادب خشوع و خضوع کردند الحاصل کہ آن آیت
را دیدہ نیز ہمان تقریرہ اشارہ فرمودند ہمانجا با ادب تمام استادہ عرض
کرد کہ نقیم ہم واڑ دوارکا کہ معبد ہندوان است می آیم فرمودند کہ در تو ہم دوارکا
است ازان ہم خبرداری عرض کرد کہ نے در کتب خود دیدہ ام باز عرض
کرد کہ متصل آبادی فرود آمدہ ام در آتش آویزان ے غوم باز فرمودند
کہ آتشے کہ در تست گاہے بران آویختہ عرض کرد کہ نے در کتب خود دیدہ ام
باز عرض نمود کہ ارادہ گیا تربینی دارم فرمودند کہ از تربینی کہ در خود داری غسل کردہ
گفت نے ہمان جواب سابق گفتہ بی اختیار از زبانش بر آمد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بعد ازان عرض نمود کہ ہمین جا باشم و بندہ از بندگان سرکار تو ام و
این جماعت کہ ہمراہ دارم ہمہ را جواب دہم اینقدر عمر عبث رائگان ضائع شد
تمام معبدہا را رسیدم و ہیچ ازان حصولے نیافتم فرمودند کہ الحال بر دو داعیہ
کہ در سر داری راہ خود گیر ہر چند عرض نمود پذیرا نشد چار و ناچار رخصت شد
بطرف حاضران فرمودند کہ از سہ روز این آواز ناقوس و این غوغا غبار بخاطر آوردہ بود
الحال رفع شد سبحان اللہ ؎

جمال روے ترا ہر کہ دید حیران شد		چہ صورتے است ترا لا الہ الا اللہ

ایک اور حکایت جس سے آپکی استغنا کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور جو کمال فقر
پر دلالت کرتی ہے تحریر فرماتے ہین -

وقتیکہ نواب ثابت خان بہادر از اٹہ روانہ شد از اتفاقات وقت براہ
سکندرہ بکول رفت از انجا بعد چندے بمارہرہ آمد از خبر آمد جاگیرداران
و قانونگویان براے استقبال رفتند نواب فرمود کہ ہمانجا باز گردید در حضور حضرت صاحب
مے آیم ہمانجا ملازمت نمایند و از خدمتگار گفت کہ گلیم سیاہ بیار کہ رو برو شیر
مے روم لباس شیران باید پوشید و جاگیرداران وغیرہ را رخصت کرد
کہ شما ہمانجا رفتہ نشینند من مے آیم و خود در انجا قدرے توقف کرد کہ جاگیرداران

بحضور رسیدند فرمودند که خیر است چرا جمع شده آمده اید ماجرا عرض نمودند
فرمودند که شما همانجا روید ما هرگز هرگز نواب را آمدن نخواهیم داد درین اثنا
نصیر الدین خان آمده از طرف نواب تسلیمات و بندگی و چنین چنان عرض کردند
هرگز قبول نیفتاد مومی الیه دو باره به نیاز تمام و خاکساری ما لا کلام
گذارش نمودند طبیعت جناب عالی از دست رفت فرمودند اگر او بر فوج خود
نازان باشد این فقرا کتک گرفته وقتیکه روبرو خواهند شد فوج و لشکر
بکار نخواهد آمد نامبرده رفته با نواب ظاهر نمود نواب خواست که بر فیهم رود نصیر الدین خان
دیده بود عرض کرد که صلاح نیست نواب ازین طرف باز گشته آن طرف
شهر دیره نمود صبح آن فضیلت و کمالات دستگاه میر سید عبد الله متوطن بلگرام
محله سیدواره از ابنای سید بیان مرحوم که از چند مدت رفیق و مصاحب نواب
بودند آمدند باراده اینکه برای آمدن نواب عرض نمایند و از نواب دعوی کرده
آمده بودند که من معقول نکنم وقتیکه روبرو شدند بعد قدمبوس نیاز گزرانیدند
حضرت صاحب فرمودند که چه ضرورت است الحاصل بعد لابه و منت
تمام فقیر را حکم شد همین که روبرو نشستند هیچ نتوانستند گفت گویا که کسی
زبان بند کرده است بعد دیرے چون دیدند که هیچ نمیگویند و سراسیمه

وحیران وا نشسته اند بفقیر حکم کردند که میرا طعام خورانید از انجا برخاسته

بردم وطعام خورانیدم وراشناسے طعام خورانیدن گفتند که نواب چنین عادل وچنان

بر دین واسلام قائم است و در باره مساکین و محتاجان شفقت واشیار میکنند

و مساجد ها ساخته وانهدام بنیاد کفر کرده واکثر کفار و بیدینان را در اسلام

آورده و آنانکه ابا کردند او را قتل کرده و قطاع طریقان را و دزدان را از بیخ برکنده

مستاصل ساخته بر دینداران واجب ولازم است که دعاء خیر در حق اینچنین

کس هر هر وقت کنند وملاقات چنین دیندار را طاعت وعبادت دانند

وآرزو کنند وفقرا را روبه خلق باید چنانچه حق تعالے بارسول می فرماید وانک

لعلی خلق عظیم این بدخلقی و ترشی و تلخی از کجا خصوص درباره اینچنین دینداران

شمارا زنهار خوب نیست گفتم عبث صاحب ورد سر میکنند هیچ ازین فایده نخواهد

شد اگر بزعم شما باشد که مکرر این حکایت پیش حضرت رسانم ممکن نیست

هرچه گفتنی باشد شما در برو عرض نمائید بگرمی و ترشی تمام گفتند که من ار دیده

سے گویم در برو آمدن ندانم که باوصف فضیلت وجهاندیدگی وسلیقه کمال چه شد

که باز تا وقتیکه نشستند هرگز دم نزدند تا شش ر و ز درینجا واره داشت دیگران

هم آمدند عرض نمودند پذیرا نشد میر مذکور با نواب گفتند که نواب را اگر با فقرا

ارادت است درویشے راطلبم کہ نواب حظ کنند و دانند کہ فقیر این راسیگویند

سید لطف اللہ عفر شاہ لدہا بلگرامی درویش کامل اند نواب خط نوشت

کہ صاحب را بخواب دیدہ ام ازان وقت آرزومند م خود بدولت تشریف

آرند و من بہ سبب کاروبار و بعضے موانعات رسیدن نمیتوانم طالب سعادت

امید انستم و سید عبد اللہ نیز خط نوشتند و طرفہ آنکہ خطوط ہار اگوندہ کردند و پیش حضرت

صاحب فرستادند کہ بدست آدم خود بلگرام فرستند و مبلغ یکصد دلست و پنج روپیہ

ہنڈوی ملفوف ساختہ فرستادند حضرت صاحب بدست آدم سرکار خطوط

بہ بلگرام فرستادہ جواب طلبیدہ بکول فرستادند پیر صاحب عذر ضعف و

پیری نوشتند وقتیکہ نواب براے بندوبست بہ اٹاوہ رفت باوجودیکہ از اٹاوہ

بلگرام نزدیک بود بارہ خط طلب نوشتہ و ہنڈوی صد روپیہ و خط سید

عبد اللہ و پروانہ زمین صد بیگہ پختہ و دو روپیہ یومیہ ہم از اٹاوہ بیارہ فرستادہ

کہ حضرت صاحب بہ بلگرام فرستند چنان شد دیدند کہ از نہم مدعا نہ کشود روزی

دو پیرزا ے غالب کار کشمیر باشند بر رتھہ سوار آمدند و قاعدہ بود کہ حضرت صاحب

وقت دوپہر ہمیشہ وضو کردہ بیرون تشریف مے آوردند دوگانہ خواندہ می نشستند

و ہمہ ہا در خواب سے بودند تا آنکہ وقت اداء ظہر مے شد آن زمان فقیر ان

از خواب برخاسته طهارت کرده به تهیه نماز مشغول مے شدند بهمان عادت قدیم
از اندرون تشریف آورده بعد فراغ دوگانه نشستند درین اثنا آن هر دو
از در درآمده آداب بجا آوردند و عرض نمودند که اصلح علی خان خواجه سرا ے
نواب که کل اختیار رومدار نواب بود و بدره زر نیاز فرستاده عرض نموده که من
بدل و جان ارادت آورده ام و مرید شده ام آرزو دارم که بخدمت رسیده بیعت
نمایم از آنجا که تمام کاروبار اینجا ذمه من است نواب نمیگذارد که از کول بدیگر پرگنه روم
چنان توجه فرمایند که بخدمت رسم اگر بخاطر آید بنواب تلمی فرموده مرا طلبند
و این سخن دندر سواے حضرت صاحب دیگرے را معلوم نشود همان وقت
حضرت صاحب فرمودند این جواب تعلق از ردبر دار دوند هم همان وقت گرفته
خواهد شد زود برویدو این زر نیز همراه برید چرا که وقت نماز است مردمان مے آیند و
این همه یک معلوم خواهد شد هر چند عرض نمودند که از نیاز است باشد و او غلام است
و بسیار آرزومنت نموده که قبول شود قبول نکردند آنها هر دو همیان گرفته بیرون
مے رفتند که شیخ خیر الله کنبوه که مرید صادق بود از وقت واقفت اکثر از همه اول
مے آمد ناسپرده از در درآمد آنها را دیده متعجب شد که کدام اند چرا آمدند و زود رفتند
چون روبرو آمد حضرت صاحب تبسم فرموده فرمودند که امروز زر لک واپس دادیم

وسے گذشت بیان کردند ثانی الحال بعد عرصہ معلوم شد کہ این فرستادہ نواب بود کہ براے امتحان فرستادہ"

آپ کے روزمرہ کے سب اوقات منضبط تھے دن بھر آپ وظیفہ پڑھا کرتے بعد عصر ملاقات کا وقت مقرر رہتا آپ کی عبادت مثل عام لوگون کی عبادت کے نہ تھی بلکہ جو خاص اولیاء اللہ کی صفت ہونی چاہیئے وہ آپ مین تھی حد سے زیادہ خضوع وخشوع نماز مین فرماتے تھے آپ کی عادات بھی سلف صالحہ کے مطابق پائے جاتے تھے حضرت صاحب النجات فرماتے ہین "

از ان وقتیکہ شعور یافتم وحضرت صاحب را دیدم تا وقت وفات خمیازہ دروغ گاہے ندیدم روزے درجاے نشستہ دیدم کہ انبیا را آروغ وخمیازہ نبود الّا لوقت گویا تخصیص مدتے درین تفحص بودم ہرگز گاہے ندیدم وگاہے نشستہ شدہ وقہقہہ ہم ندیدم بعض وقت کہ نہایت خوش می شوند رومال بر دہن مبارکے نہادند و چہرہ مبارک قدرے سرخ میشد طاقت جسم بسبب ریاضت شاقہ ہرگز نبود بسیار ضعیف ونحیف بودند نماز اکثر نشستہ میخواندند ودر وقت خواندن نماز چنان متوجہ مستغرق مے شدند کہ بجز ارکان نماز اصلاً دیگر خبر نمیداشتند روزے وقت نماز عصر ناگاہ بسیار سیاہ از سقف مسجد بردن افتاد اول پیش حضرت صاحب بعد ازان

پیش امام آمده درجائے کہ امام سجدہ میکند پیچ خوردہ بفراغت نشست باز
روانہ شدہ پیش حضرت صاحب وازانجا باز پیش تمام مقتدیان آمدہ باز کردہ
پیش حضرت صاحب آمدہ بارچنین گردش کرد مقتدیان وامام ترسان
وہراسان بسبب آنکہ حضرت صاحب نکردند استادہ ماندند نوبت سیوم محمد افضل
کلنبوہ برخاست واز پاپوش سرش کوفت دباز داخل نماز شد بعد نماز ہر یک
آہستہ آہستہ شکر گزاری محمد افضل مے نمودند کہ ہمہ را ازین موذی خلاص کردی
ورنہ ہا میدے حضرت صاحب فرمودند کہ چیست ہمہ ہا قصہ مار سیاہ تمام عرض
نمودند فرمودند کہ مارا اصلا ازین خبر نیست ۵

نہ ہمین شستن و برخاستنت ہست نماز		دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چہ سود

بہر حال آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بے حد و پایان ہین یہ
کمزور قلم مین اتنی طاقت نہین کہ ایسے پرزور واقعات کا محاصرہ کر سکون
ہندوستان اور دیگر ولایت مین اکثر بڑے بڑے شہر کے باشندے اس درگاہ
سے فیض یاب ہوے اور ہوتے ہین -

آپ کا انتقال دسوین محرم روز عاشور ۱۱۴۲ھ کو ہوا تھا بعد وصال آپ کے مزار پر
باہتمام بعضے امرایان معتقدین ایک بہت بڑا گنبد تعمیر کیا گیا رفتہ رفتہ اور مکان بنتے

سے گئے چنانچہ اب اسوقت ایک بڑے احاطہ مین وہ درگاہ قائم ہے جس مین علاوہ اس گنبد کے متعدد صحنچیان اور کمرے ہین جو مزارات سے معمور ہین۔ آپکے انتقال کی تاریخین اکثر مورخین نے لکھی ہین منجملہ اُنکے دو ایک تاریخین جناب میر غلام علی آزاد کی مصنفہ درج کیجاتی ہین جو لطف سے خالی نہین ؎

شیدا ر دلے رفت سوے محفل قدس	بر بست ز صحراے جہان محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم	صاحب برکات واصل منزل قدس

ولہ

سید کامل روشندل صاحب برکات	رفت زین عالم و با حضرت حق یافت وصال
کرد آزاد رقم سال وفاتش بدو طور	یوم عاشور ہزار و صد و پنجاہ و دو سال

ولہ

نگارین خامہ من خون فشان است	ورق صحراے خونین ارغوان است
کہ برد امروز سید برکت اللہ	بگلگشت گلستان ارم راہ
چراغ اہل معنی قبلہ دین	مہ اوج کرامت قطب تمکین
بدست دل زنند اہل عبادت	ز نقش پاے او فال ارادت
کند تا وصف او تا کے تکلم	دو عالم در صفات ذات او گم

وصالش روز عاشورا ازان شد	کہ با سبطین در جنت روان شد
نوشتم سال تاریخ مکرم	فنا فی اللہ شد آن پیر محرم
دگر تاریخ او بر مے کشم آہ	وصالش یوم عاشورا حبا نکاہ

آپ کی شادی بلگرام مین سید مودود بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بلگرامی کی لڑکی سے ہوئی اور اُن سے دو لڑکے اور تین لڑکی پیدا ہوئین آپ کے انتقال کے بعد دونون صاحبزادے جدا جدا سجادہ نشین ہوئے اور اُس زمانے سے دو خانقاہین قایم ہوئین چنانچہ ایک خانقاہ بڑی سرکار دوسری چھوٹی سرکار کے نام سے مشہور و معروف ہین اس درگاہ کے صرف کے لیئے شاہان سلف کے زمانہ سے چوبیس وبیہ معاف ہین جنمین سے علاوہ حق تولیت و جایداد آل تمغائی ایک معتد بہ رقم صرف درگاہ کے لیئے مقرر ہے جسکا اہتمام و انتظام بہ قاعدہ مستمرہ وہ کمیٹی کرتی ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے بہ رضا مندی جملہ پیرزادگان اولاد حضرت مقرر ہوتی ہے علاوہ اس جایداد موقوفہ کے چار سو چوبیس روپیہ چار آنہ سالانہ بطور پنشن برٹش گورنمنٹ سے ملتا ہے جو شاہان سلف سے مقرر چلا آتا ہے -

اب مین اپنے دیباچہ کو ختم کرتا ہون اور ناظرین کی دلچسپی اور آگاہی کے لیئے

آپ کا شجرۂ نسب اور وہ وصیت نامہ جو آپ نے اپنے صاحبزادے کے نام لکھا ہے درج کرتا ہوں وہو ہذا۔

آل محمد و نجات اللہ سلامت باشند این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن عمل نمایند و این رسالہ را ہموارہ بالخود دارند باید کہ مشغول بیاد الٰہی باشند و بکتب فقہ و سلوک الفت نمایند و از مقام خود ہا جنبش ننمایند و بجانب مخلوق و مردم دنیا نروند و بزیارت قبور و بدیدن عالمے کہ دلے داشتہ باشد یا آنکہ ظاہراو بدین و دیانت آراستہ باشد البتہ البتہ روند و دیدن او را سعادت کونین دانند و ہیچ کارے و مطلبے بحاکمے یکسے رجوع نکنند کہ سازندہ کارہا کارساز است و حسبۃ للہ برائے کار خلق با ہرکس تملق و بحاجت نمایند کہ باعث ثواب است روزے حاکمے با این عاجز برائے کارے مخالفت کرد و درگذر کردہ شد اکثر عزیزان با و ملتجی شدند قبول نکرد و گفت اگر فلانے مرا رقعہ نویسد از این کار و انکار نکنم عزیزان باین محتاج الی اللہ تقاضا ہا رقعہ نوشتن بکد و جہد پیش کردند ناچار این بیت نوشتہ شد ؎

آنکہ رخسار ترا رنگ گل نسرین داد		صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

خواند و باز آمد و موافقت نمود بہر حال دریاد او باشند و بہر آن فقر و الی اللہ و لا تقنطوا

من رحمة الله وتوکلوا علی الله بر دل وجان وزبان جاری دارند وطریقه ظاهر را باسلوب
لا رد ولا کد پیش سازند وشعار دین را هرچه بتقلید تکلف کرده آید دریغ نکنند
جاهدوا فی سبیل الله آرے جهاد اکبر همین است که خود را آرام ندهند تا که آرام نیابند
محاربه بنفس کنند ومحکمه رجوع نشوند وبر خلق هرگز هرگز اعتماد نکنند
و بایشان محتاج نشوند ه

باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبر است		شمشاد خانه پرور ما از که کمتر است
نصیحتے گفت یاد گیر در عمل آر	ه	که این حدیث ز پیر طریقتم یاد است
مجو درستی عهد از جهان سست نهاد		که این عجوزه عروس هزار داماد است

المقصود علم وعمل پیش گیرند بران مغرور نشوند وآرزوے آن کنند که چشم گریان
و دل بریان وعمل خالص واجابت دعا ورفاقت درویشان ومسکن مسجد وآه دردناک
واخفاے حال از مدد الهی واز فیض عالم پناهی میسر شود آمین هم درین بودم
که دل با من عتاب کرد وجانم پیچ وتاب نمود مطابق قول مشهور که خود فضیحت و
دیگران را نصیحت است نے همواره موئے سفید شد دلت همچنان سیاه است
ظاهرت آراسته وباطنت تباه پس کار خود بنشین وبر حال خود غم والم نمای کدام
حسنه از تو سر زده که دیگرے را نصیحت پیش مے آئی وکدام حمیده را سرانجام داده

که ارشاد می فرمائی بس کن و وقت از دست مده ۵

بنشین بس کار و دیده بر دوز		از نار فراق خود ہمے سوز

این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آن چنان باش که می نمائی یا آن چنان نمائی که
مے باشی چون نیک نگریستم ازان ہم تبرم که دل گفت آه صد آه ۵

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم		عمرے که بے حضور صراحی و جام رفت

بس کردم توبه نمودم خموش گشتم بیہوش و خروش آمده بودم بار ہوش رسیدم
یخرج الحی من المیت بمنه و کرمه -

شجرهٔ نسب

نام	سنه ولادت	سال وفات	جاے مزار
سید برکت الله	سنه ۱۰۷۰	۱۰ محرم سنه ۱۱۴۲	مارہره ضلع اٹیه ممالک مغربی و شمالی
میر سید اویس	۰	سنه ۱۰۹۷ھ	بلگرام ضلع ہردوئی
میر سید عبدالجلیل	سنه ۹۷۲ھ	سنه ۱۰۵۷ھ	مارہره
میر سید عبدالواحد	سنه ۹۱۲ھ	سنه ۱۰۱۷ھ	بلگرام

سید ابراہیم	.	.	.	
سید قطب الدین	.	.	.	
شاہ بدہ	.	.	.	
سید کمال	.	.	.	
سید قاسم	.	حدود ۱۲۰۱ھ	.	
سید حسین	.	.	.	
سید نصیر	.	.	.	
سید حسین	.	.	.	
سید نصیر	.	.	.	
سید حسین	.	.	.	
سید عمر	.	.	.	
سید محمد صغریٰ	.	۱۰ شعبان ۱۲۹۶ھ	بلگرام	
سید علی	.	.	. .	
سید حسین	.	.	.	
سید الفرح ثانی	.	.	.	.

سید ابوالفراس	•	•	•
سید ابوالفرح واسطی	•	•	واسط
سید داؤد	•	•	•
سید حسین	•	•	•
سید یحییٰ	•	•	•
سید عمر	•	•	•
سید زید دوم	•	•	•
سید علی	•	•	•
سید حسین	•	•	•
سید علی عراقی	•	•	•
سید حسین	•	•	•
سید علی	•	•	•
سید محمد	•	•	•
عیسیٰ موتم الاشبال	سنہ ۱۱۵ھ	سنہ ۱۶۶ھ	•
سید زید شہید	•	سنہ ۱۲۱	•

حضرت علی امام زین العابدین	سنہ ۲۳ھ	سنہ ۹۴ و ۹۵ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام حسین علیہ السلام	سنہ ۴ھ	۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ	کربلائے معلی
حضرت علی ابن ابیطالب زوج سیدۃ النسا بتول زہرا دختر محمد رسول اللہ صلعم سیدۃ النسا	۲۳ برس قبل ہجرت	سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف

قطعہ تاریخ از حقیر علی احسن آحسن عفی اللہ عنہ

الحمد للہ مجمع البرکات — گشت مطبوع در بہین اوقات

وہ چہ تصنیف باکمال انیست — وہ چہ تالیف بے مثال انیست

کوزۂ کاندران بود جیحون — صدف کاندران دُرِ مکنون

نظمِ او آتشی چہ جوش دل افزود — نثر دلچسپ ہوش دل بربود

جادۂ شاہدانِ باغِ سخن — رونق افروز شد بصحن چمن

اہلِ معنی سبق ازین گیرند — اہل دل ذکر حق ازین گیرند

الغرض این ذخیرۂ حسنات — ہست تصنیفِ صاحب البرکات

مختصر گفتہ است دیوانے — کہ بپے عاشقان بود جانے

مثنویِ ریاضِ عشق نوشت — چہ ریاضے کہ رشکِ باغِ بہشت

قصه جوهری نموده رقم — عشق درویش شد سپر قلم

قلمی شد عوارف هند — حل نموده معارف هند

پاره مشعر سوال و جواب — جمع کرده برای استصواب

برکات اهل دل ازان یابند — حسنات اهل دل ازان یابند

ذکر حالات آن خجسته خصال — جمع کردم به واقفیت حال

چون مرتب شد این ذخیره پاک — مد سال خواستم ز دراک

هاتف غیب دان ز جستجو کهن — داد آواز کای علی احسن

سال ختم وظیفه عشقی — کو مرتب صحیفه عشقی

۱۳۱۵ھ





بیا ای دل بخوان در وصف آن مهر رسائلها
که کار عشق نگشاید بتدریس مسائلها

شکار شوخ چشمی شو که در میدان بیدادش
بهار خنده میدارند زخم نیم بسملها

ندانم هیچ پیدا زین گفتن بچشم جان اگر بینی
ز هر رنگی نمودار است آن صیدافگن دلها

بوحدت غوطه زن تا از دو کون آسودگی یابی
که دریا رفته را یاری نیارد گرد ساحلها

ز جام می کجا تسکین پذیرد اضطراب دل
جگر خون گشتن اینجا مینماید حل مشکلها

همین بیتابی دل سیر معنی میدهد هر دم
دگر نبود بر رفتار محبت راه و منزلها

دل مخمور عشقی بادهٔ شیراز می خواهد

الا یا ایها الساقی ادر کاسا وناولها

من آن جامم که پیشم سجده می آرد سر مینا — بجام من چه می بینی که باشد افسر مینا

همایون قطره ام بحر عدم و صفم نمیدانی — که از خمخانه سیری کرده ام تا کشور مینا

بدیوانخانه خم گرد را آئی بنگری هر دم — حساب بیخودیها میشود در دفتر مینا

چه باک از نامه کز هستی و پندارم رقم دارد — چو ساقی دار و گیر میکند در محشر مینا

اگر سیل سفر داری ز هستی تا عدم جانم — تعالی الله بکامت میرساند رهبر مینا

نمیدانم ثنای او ولیکن اینقدر دانم — که سامان محبت می براندازد مینا

خس و خار خرد آلایشی دارد بن عشقی
بسوزد گر مغان من کند از اخگر سینا

زهی نور بسیط است این بگویم آفتابش را — زهی تا بمیمیم حسن بیحجابش را

حباب ما بدریا آشنا شد آنچنان هر دم — که چندان موجها کردند بر گرد کابش را

غزال دل بجو گر رو کند صد نافه چین بوید — بصحرای جنون سوی نباشد اضطرابش را

تو نیلوفر چه غافل میشوی در دیده ام بنگر — که در هر ذره می یابد شعاع آفتابش را

زبان کز بیزبانی آشنا شد در سخن گوئی — بجای حرز جان دارند اهل دل کتابش را

دل از غمهای هجران سوخت لیکن این نمیدانم — که رنگ و بوی جانان از چه سان آید کبابش را

همین یک مصرع نام علی آمد خوشم عشقی
بود حکم پری در شیشه‌ها زنگ شرابش را

اکنون خیال باده در سر فتاد ما را
بان واعظا بروان شو پندی مده خدا را

در صومعه ندیدم چندانکه بس دویدم
آن مے که مستے او شاهی دهد گدا را

دی پیر دیر با من میگفت از ترحم
میخور که راز پنهان خواهد شد آشکارا

جامے که جم ندیده اے ساقیا بمن ده
کز بیخودی ندانم احوال ملک دارا

زین بحر بے نهایت در پیچ و تاب ماندم
اے دوستان خدا را گوئید آشنا را

سرگشتگی که دارم از من مپرس جانان
از نوک خار پرسی حال برهنه پا را

هر شربے که گفتم هر لولوے که سفتم
از کاشفی بدانے فیض است عشقیا را

کدام فتنهٔ عشق تو در سر است مرا
که از دو کون تهی کرده است دست مرا

به تیغ تیز کشد نے رها کند از دام
ز حیرت است که صیاد چون به بست مرا

براه است فنا میروم ز بهر و سراے
که در دو سر نشود زین بلند و پست مرا

نه جام و شیشه شناسم نه بادهٔ گلگون
نگاه ساقی من کرده است مست مرا

فغان نیم شبے گریهٔ سحرگاهے
ز کارخانهٔ عشقت همین بس است مرا

خیال قامت او دلنشین ما ست مگر — که کرده است شب و روز خود پرست مرا

چها نشست که در بزم دوست دشمن او — چرا که ساخته آه بلند پست مرا

گهی بدام روم گاه در قفس آیم — همین بس است بشوق تو بند و بست مرا

ز غنچه تنگدلی مشق می کنم عشقی

نه شور هجر نه نور وصال هست مرا

نرگس مخمور ساقی میکند شیدا مرا — یک نگاهش میدهد بیهوشی صهبا مرا

گر رود جان گو برو انیم سر و سودا خوش است — لاف نبود نقد جان دادن درین سودا مرا

غرق طوفان ساز یارب چونکه تنگ آمد دلم — اشک غمازی که هر دم میکند رسوا مرا

زخم ناپیدا و پیدا درد ها صد حسرتی — در سر و در سینه و در دیده و در پا مرا

زلف پر پیچ تو بر حال پریشان دلم — دو گواه متفق لفظ اند و المعنی مرا

آن لب شکرفشان و گردش آن نرگسش — میدهد صد جان و هر دم میبرد از ما مرا

عشقیا بر شوکت آشفتگی نازم که زو

فرش جمشید است در پا خار هر صحرا مرا

نی چو منصور انا الحق دار شد منظور ما — آه ما دار است و جانم بر سرش منصور ما

جسم ما طور است و جان موسی است سینه یقین — صد تجلی مینماید ناله پر شور ما

یافتم مجنون ما خود عین لیلی ست لیک — کس چه داند انتشار و حالت معمور ما

خاتمی دارد سلیمان دلم اما چه سود — می نگیرد موعظتهائی که گوید مور را

دیده ام هنگامهٔ عیسی است در هر جرعه ات — التفات ای کاشفی بر تشنهٔ مخمور ما

گر خلیل دل رود بر آتشین عارض چه باک — از لبش هر دم شود برداً اسلاماً سور ما

گر نهنگ لا به بند آید همین کام است و بس — گرچه صد طوفان نماید چشمهٔ معمور ما

عشقی الانسان سری خود نبی فرموده است
حیف نعمتهای خود را می نه بیند کور را

ز خود رفتن هم آغوشی است با آن دلستان ما را — سبب جز آب ننمایند غواصان دریا را

چو نیلوفر سرم پیداست ز نور سویدائی — تو ای خورشید کی تابی که بگشایم معما را

بدشت وحشت آهوی دلم دیوانه میگردد — مگر زلف پریشان تاب داد این صید سودا را

سویدا دانهٔ عود است و دل چون مجمری ماند — بیا ای آتشین روی ز بوی آب ده ما را

گشاد غنچهٔ دل از نسیم آه می باشد — صبا کاری نیساند درین گلزار دلها را

خرد چون پشه بگریزد ز دود آه شیدائی
چو عشقی آب می آید تیسم میکند جا را

ای خداوند کرم هر سر شو این بی بهره را — امتیازی ده که بشناسد دُر د خر مهره را

چه سرشار جنونم بجز وحشت را غبار راز ما
چه شیدا ایم که یاد گلشن سودا بهار راز ما

بوصل تو که آغوشم چها خمیازه ها دارد
تغافل میکنی صد آه زین بوس و کنار ازما

دو چشمت باسپاه غمزه غارت کرده ای دین و جان
قرار ازما و قرار ازما چگویم اعتبار ازما

دلم برده است و دینم برده جان برده و ایمان هم
نمیدانم چه خواهد بعد این آن شهسوار از ما

بچوگان بازیت گوی دلم جاے نمییابد
بپاے آرزو از باغ جنت خار خار از ما

بواعظ هیچ نقصان نیست یاران چون می نیدم
دو چشم از ما سرشک از ما و آه شعله بار از ما

همه جور و ستم از تو جفا از تو بلا از تو
وفا از ما صفا از ما طریق جان نثار از ما

ز خود بیگانه گشتم تاکه در بزمش رسے یابم
برین هم آشنا بود نگار از ما نگار از ما

نیازت هرچه خواهی کن که عشقی سر نمیتابد
عزیزے با نگار از ما قرار از ما

بر مرکز مراد نشد آه آه ما
رحمے نمیکنی تو بحال تباه ما

از شیوه وفا دل و جان کرده ام نثار
داد وفا ندادے گهے بادشاه ما

زاهد غرور میکند از روزه و نماز
اشک ندامت است همین عذر خواه ما

حال مرا که هست بپرس از نگاه خویش
از چین جبین برق چه سوزی گیاه ما

جورے که میکنی بکنی روز باز پرس
عهدیست دعوی نکند داد خواه ما

تو هر چه کرده بخدا راضیم لیک ‌‌‌‌‌‌ صد حسرتی که گاه نگفتی گناه ما

عشقی تو فوج ناله چه سر میکنی بشنو
در کبریائی او نرسد این سپاه ما

نیک نامی چو رود نام تمام است اینجا ‌‌‌‌‌‌ که بسالوس و بناموس سلام است اینجا

غیر باقی است ز مطلوب چه پرسی خبری ‌‌‌‌‌‌ مخلص دل ز سوی مقصد و کام است اینجا

عشق دارم که نیرزد همه ملک و ملکوت ‌‌‌‌‌‌ چه وجود و چه عدم هر چه غلام است اینجا

بر در دل چو رسی معرفت حق بینی ‌‌‌‌‌‌ خانهٔ اوست که صد گونه پیام است اینجا

هرزه گردی مکن ای کعبه روِ زهد فروش ‌‌‌‌‌‌ منزل دوست زمین بر سر و گام است اینجا

عقل کل مست ملک مست جهان هم مست است ‌‌‌‌‌‌ لله الحمد چه خوش باده بجام است اینجا

کی رود مرغ دلم در پی هر دانه و دام ‌‌‌‌‌‌ خال و زلف تو عجب دانه و دام است اینجا

نه سبو دانم و نی جام و نه خم نی باده ‌‌‌‌‌‌ گرمی عشق مدام است شراب مدام است اینجا

جام بر جام زدم سیر نگشتم عشقی
کاشقی رحم کنی تشنه کام است اینجا

چون نگرد دیدهٔ جان ذات را ‌‌‌‌‌‌ نور ونه ارض و سموات را

روح مشاهد شو ای جان من ‌‌‌‌‌‌ لات زنی گر نفسی لات را

غنچه خندیست بعرفان به بین — دور کن سر شک و شبهات را

مست شود چون بدلم دل رسد — شرح دهد خمسه حضرات را

هر همه را محرک و مسکن هم اوست — فهم کنی حرکت و سکنات را

پرتو خورشید بهر ذره ایست — هان نگری منصب ذرات را

گر تو خوری شربت خون جگر — طعنه زنی بر همه لذات را

صاحب لولاک نبی الوری است — یاد کنی صاحب برکات را

نشئه عشقش چو به شفقی رسید — جوش زده همچو موزات را

بصحن دل چو برپا کرده‌ام ایوان آتش را — صد آتش میدهم از آتش خود جان آتش را

بجز سوزندگی دیگر ندارد در جگر تیرش — دو چندان میکند هر دم نفس سامان آتش را

نعیم ما همین از جنت دلسوز ما باشد — که هر دم می‌چشد لبهای من الوان آتش را

ز کوی دل که چندان شعله‌هایش تا به تا بینم — پیامی میزنم پروانه مر جولان آتش را

چو عشقت مطبخی کرده است در جان و یک جگر را — صلای دین و دل گسترده‌ام من خوان آتش را

ز بحر آتشین عشقت تن و جانم همی جوشد — چه شد نوح دلم تا بنگرد طوفان آتش را

خرد با عشق همچون شیشه و سنگ است ای یاران — چه باشد پنبه تا سیری کند میدان آتش را

چہ لعل بے بہا یست این ز ہجر شعلہائے دل ۔ کہ سے کاود بسان تیشہ آہم کان آتش را

کتاب عشق را عشقیؔ نخواند ہر تر و خشکی
کہ سے سوزد خرد گردا کند دیوان آتش را

ازان زمان کہ بہ بستیم با تو پیمان را ۔ چہ آفتے کہ ندادیم دین و ایمان را
ز دیدہ دیدہ نمی دیدنش نمی آید ۔ کہ این نگاہ نداوند چشم حیران را
کلید جنت دیدار پیچ و تاب دل است ۔ چہ احتیاج کہ رو آوریم رضوان را
بدلبران جہان جلوہ گر دیدیم ۔ کہ رنگ مہر گرفتہ است این شبستان را
تجلی شب تار جلوہا دارد ۔ بیافتند درین ظلمت آب حیوان را
خیال قامت او تا چہ کرد حیرانم ۔ کہ بت پرست نمود است صد مسلمان را

بسوز عشق ز عشقیؔ ہمین لطیفہ بس است
کہ نیست زہرہ پروانہ عندلیبان را

بسوئے دلبر رعنا نگاہے کردہ ام پیدا ۔ ز بازوئے گدائے وصل شاہے کردہ ام پیدا
کجا باد صبا گل میکند دلہائے پر خون را ۔ نسیمے غنچہ دل را از آہے کردہ ام پیدا
سراغ منزل جانان ندیدم ہر طرف گشتم ۔ بچاک سینہ اکنون طرفہ راہے کردہ ام پیدا
گہے گریم گہے غلطم گہے در کوچہا گردم ۔ بسامان محبت دستگاہے کردہ ام پیدا

نجات من بجشنر میشود آخر بحمد الله
که چشم اشکباری عذر خواهی کرده‌ام پیدا

شکستی میدهم هر کشور دل همچو جانبازان
ز اشک و ناله و افغان سپاهی کرده‌ام پیدا

شدم مستغنی از کون و مکان هر لحظه ای عشقی
بر آهش سر نهادم سربراهی کرده‌ام پیدا

ردیف با

دلم همیشه کشد آه و ناله یارب
ز خوان وصل تو خواهد نواله یارب

دگر نماند مرا آرزوی جام و سبو
کشیده‌ام چو من از دل پیاله یارب

کنون کتاب سبق رفت از دلم یاران
که هست درد زبانم رساله یارب

امید و بیم ز خلد و سقر نمیدارم
که کرده‌ام دل خود را حواله یارب

چرا نه بارش رحمت شود بدوش و برم
که گرد ماه دلم هست هاله یارب

برفت مزرع اغیار و کشته از خلل
ازین دلم که ببارید ژاله یارب

بحسن تو چه بهار است باغ عشقی را
بصحن دل چو بکارید لاله یارب

انچه جز دوستی مرغوب
هر چه هستی دلا تو هستی خوب

رونه آری بعالم فانی
همه هیچند ناسب منسوب

فیض اقدس چو سایۂ فگند
نشاریم صولت کروب

طالبا یاد شش ارکنی از دل
یاد تو نیز میکند مطلوب

قدم و دم اگر بهوش زنی
ساخته میشوی همه اسلوب

پیش و پس را ولانه بشماری
از دم نقد آستانش بروب

آفرین آفرین است عشقی را
که چه سان کرد مدحت محبوب

چه واویلاست جانم را ازین شب
مباد آہیچکس را این چنین شب

برای سوزنم آهی صد آهی
که گاهی وانمی بینم چنین شب

شب از ظلمت نگاه کیسه مو
تو گوئی آبحیوان خورده این شب

قرامت میکشد هر دم مه من
طلوعی کن خدا را اندرین شب

بدر تو جامۂ شب یک شرارم
بلی با شعله همسر نیست کین شب

سیه بار و ورا زست این شب من
بگیسویت مگر شد همنشین شب

حذر کن جان من بشنو ز عشقی
ز مظلومی که باشد در کمین شب

ز جوش عشق ندارند چشم حیران خواب
که خواب در سر آن دیده هیچو نقش بر آب

خیال عارض آن شهسوار شد بقلم
کجاست تاب که جانم شده است چون سیماب

بتار زلف تو تار رگم تراخوانند
چه گوشمال دهی جان من بسان رباب

نه رسم جور و جفا است در ره جانان
که چشم و رخ دگرم میدهد عذاب و ثواب

نکات عشق باوراق دل نمود است
چه احتیاج که رو آوری بچنگ و کتاب

خیال سیر علوی و سفلی ار داری
بدان نگاه که دولت هست عین اصطرلاب

اگر بدیدهٔ جان نیک بنگری عشقی
یکیست بحر چه گوهر چه موج و آب و حباب

ردیف تا

دل که از صفحهٔ خط تو سبق خوانی یافت
هر همه شیفتگان منصب دیوانی یافت

آفرین باد بر آن دل که زهستی بگذشت
رفت زین مملکت و مملکت ثانی یافت

جان همو که در مدرسهٔ عشق تو رفت
از سر زلف تو تعلیم پریشانی یافت

جلوهٔ وصل مجو از سر دانائی خود
هر که یافت چنین رنگ زنادانی یافت

مرشد عشق چه خوش دوش مرا داد خبر
هر که آسودگی یافت ز حیرانی یافت

هر که هندوی ترا کرد طواف از سر شوق
یعلم الله که همه رنگ مسلمانی یافت

در ته زلف تو سرگشته جان عشقی

مدتی هست کنون دولت زندانی یافت

چشم حیرت پیشه ام خار و گل عنقا یکی است
دل خرابی دیده را آبادی و صحرا یکی است

از هجوم رنگ کثرت عاشق خود گفته است
شیشه بسیار است اما مستی صهبا یکی است

فیض عام ساقی ما بین که از انعام او
مست و مجنون عاقل و دیوانه و دانا یکی است

در تماشا گاه یکرنگی دوئی را بار نیست
دیده و دیدار و هم بینائی و بینا یکی است

جای انصاف است جای خوابگاه نیستی
کاندران بستر گدای مفلس و دارا یکی است

سالک و نور تجلی زاهد و حور و قصور
جلوه فرمای دل و جان عشق یارا یکی است

گر غمت بازیچه ساز و خانه دل جای اوست
در جنون رحمی کند سر در سر سودای اوست

از تعلق هر که بگریزد چو شبنم زین چمن
در بر خورشید تابان بی تکلف جای اوست

ساخت اول بوی گل همدوش خود را با فنا
در بقا از ار گلستان مسکن و ماوای اوست

آنچه میگو دوست میگردد آن زلف است لیک خط
صد پریشانی بهم آورد این انشای اوست

نی همین پروانه سرگردان است بر اطراف شمع
هر کسی بر قدر همت واله و شیدای اوست

ما ز سوز دل مهیا زاهد و حوران خلد
هست مشهور اینکه فکر هر کسی بر رای اوست

گرچه پروای ندارد آن جوان ما هیچکس

خیال عارض آن شهسوار شد بدلم | کجاست تاب که جانم شده است چون سیماب

بتار زلف تو تار رگم ترا نخواند | چه گوشمال دهی جان من بسان رباب

نه رسم جور و جفا هست در ره جانان | که چشم و رخ دگرم میدهد عذاب و ثواب

نکات عشق باوراق دل نمودار است | چه احتیاج که رو آوری بچنگ و کتاب

خیال اسیر ز علوی و سفلی ار داری | بدان نگاه که دلت هست عین اصطرلاب

اگر بدیده جان نیک بنگری عشقی
یکیست بحر چه گوهر چه موج و آب و حباب

ردیف تا

دل که از صفحهٔ خطّ تو سبق خوانی یافت | بر همه شیفتگان منصب دیوانی یافت

آفرین باد بر آن دل که ز هستی بگذشت | رفت زین مملکت و مملکت ثانی یافت

جان عمور که در مدرس عشق تو رفت | از سر زلف تو تعلیم پریشانی یافت

جلوهٔ وصل مجو از سر دانائی خود | هر که یافت چنین رنگ ز نادانی یافت

مرشد عشق چه خوش دوش مراد اد خبر | هر که آسودگی یافت ز حیرانی یافت

هر که هندوی ترا کرد طواف از سر شوق | یعلم الله که همه رنگ مسلمانی یافت

ور ته زلف تو سر گشته جهان عشقی

مدتی هست کنون دولت زندانی یافت

چشم حیرت پیشه افتادگان عنابکی است — دل خرابی دیده را آبادی صحرا کی است

از هجوم رنگ کثرت عارفی خود گفته است — شیشه بسیار است اما مستی صهبا کی است

فیض عام ساقی ما بین که از انعام او — مست و مجنون عاقل و دیوانه و دانا کی است

در تماشا گاه یکرنگی دوئی را بار نیست — دیده و دیدار و هم بینائی و بینا کی است

جای انصاف است جای خوابگاه هیچ — کاندران بسته گدای مفلس و دارا کی است

سالک و نور تجلی زاهد و حور و قصور
جلوه فرمای دل و جان عشق یا یارا کی است

گر غمت بازیچه ساز و خانه دل جای اوست — در جنون رحمی کند سر در سر سودای اوست

از تعلق هر که بگریزد چو شبنم زین چمن — در بر خورشید تابان بی تکلف جای اوست

ساخت اول بوی گل همدوش خود را با صبا — در بقا از انگلستان مسکن و ماوای اوست

آنچه میگوید است میگردد آن زلفت لیکه خط — صد پریشانی بهم آورد این انشای اوست

نی همین پروانه سرگردان است بهر شمع — هر کسی بر قدر همت واله و شیدای اوست

ماه سوز دل همیا زاهد و حوران خلد — هست مشهور اینکه فکر هر کسی بر رای اوست

گرچه پروای ندارد آن جوان هیچکس

عشقیا را هزبان از جان و دل پرواست

باخودم جنگ است باکس گفتگو درکار نیست	دیده حیران است دیگر جستجو درکار نیست
برتن زارم چه تشریف است از خاک رهت	تار اشکم زینتی دارد رفو درکار نیست
جام دل از بادهٔ عرفان چو لبریز است پس	الفتی چندان بهر جام و سبو درکار نیست
وسعت دل یک بیابانی ست سیری کرده رو	هرزه گردیدن بسیر دشت و کو درکار نیست

عشق در محفل که سر گروه کی گنجد خسرو
عشقیا در بزم یکرنگان عدو درکار نیست

کیست کو آشفتهٔ آن زلف کافرکیش نیست	عالمی برهم زن چون غمزهٔ دلریش نیست
یک نزکوة زهم نمی بخشد زگنج حسن خود	هیچگاهی الفتی بر حال این درویش نیست
جذب دل سنگین دلان را میرباید از خیال	سنگ مقناطیس یک آهن ربای بیش نیست
بندهٔ بند طبیعت گشته بنیاد نه	غافلا خبر شیوهٔ حیوانیت در پیش نیست
هیچ وسواسی بروز بازپرس از من مدار	کشتهٔ تسلیم جانان عاقبت اندیش نیست

گفتگوی عاشقان چون نغمهٔ دستور بس
بی تکلف عشقیا اینجا اختیار خویش نیست

رشتهٔ سبحه رشتهٔ دگر است	تا زلفش رشتهٔ دگر است

غمزهٔ یار میکشد هر دم
بهر جانم فرشتهٔ دگر است

گاه از وصل تو گشتم سیر
طالعم را نوشتهٔ دگر است

در و دیدیم دانه دانهٔ غم
این تماشا که رشتهٔ دگر است

عشقی از باز پرس حشر مترس
کشتهٔ عشق کشتهٔ دگر است

رسم بے ناموسی اینجا جلوهٔ ناموس ماست
کوچهٔ ناحق شناسان جنت الفردوس ماست

در رهٔ عشق صنم یک بت پرستی کرده ام
اشک زنار است دیگر نالهام ناقوس ماست

دلبرم از دلربائی عالمے بر دست لیک
آنکه حیران می‌نماید این دل مایوس ماست

تا چه معجون است آه و اشک و شور شبهای دل
اینهمه بر من ز لطف عشق جالینوس ماست

در حریم بے نیازی خودپرستی پی نبرد
کوششے دارد ولیکن بیخودی جاسوس ماست

مے نسازم با کسے جز خویشتن از بهر آنکه
شعله و پروانه هم شمع درین فانوس ماست

از خرد هرگز نسازد عشقیا عرفان درست
آنچه معقول وے آید بیشک آن محسوس ماست

نه هجرت جهان و دل اندوهناک است
گریبان تا بدامن چاک چاک است

نه من تنها ز زلف آشفته گشتم
جهان شوریده از سمک و سماک است

ز دوریت تا نفس دارد دل من
علاج آن که چشم سرمه ناک است

ز جام عشق مستم تا نمانی
که این سم بیخودی از آب تاک است

ز خون دل وضوی عشق سازند
بلی این آب جوهر گونه پاک است

سر تمامی کونین است با او
دلی کو در غمت اندوهناک است

بجز عشق تو مرا گر نیست عشقی
جهان پاک است گر خس کم چه باک است

کسی که دست بدامان دلربا زده است
سر مراتب نه چرخ زیر پا زده است

ترحمی بکن ای ساقی کرم پیرای
برای دلی که شب و روز نالها زده است

بسر فرازی ای هیچکس نمی ماند
سر آن کسی که سری بر در شما زده است

بجان رسیدم و دیدم نمی نگرد
عروس حسن چه سان پرده حیا زده است

پناه بسر نجد است حالیا جانرا
که عقل و دین و دلم عشق نا خدا زده است

بسی چکل جواهر سکندر مسیلی
ز خاک کوی تو چشمی که توتیا زده است

بلوه و دشت برفت عشقیا ز حجره خویش
اگر حکایت کاکل سحر صبا زده است

دلی که ذکر جمیل تو در گلو زده است
جمال ذات گر است مو بمو زده است

چه نشه ها که ندارم ز بیخودی و خویش | ازان می که مرا باده در سبو زده است
کسی که خاک شود سر بلند و پست یکیست | بآبرو برسد هر که آبرو زده است

تعلقی نکند با کسی دل عشق
چرا که هر نفسش پا بنقش هو زده است

آرزوی سر اگر دارد کسی سودائیست | غیر سربازی بگویم عاشقانرا کار نیست
جلوهٔ مطلق عیانم می نماید بی جهت | حسن مهرویان عالم ها را در کار نیست
دست کثرت را بدریای حقیقت ها مزن | آشنای خام را در بحر وحدت بار نیست
از خیال عارضت شوریدگان عشق را | آنچه در دلها نمودار است در گلزار نیست
گفتگوی کفر و دین در عالم وحدت کجاست | رنگ دیر و امتیاز سبحه و زنار نیست
صفحهٔ هر ذره تعلیمی ز مهر روی اوست | تا زبان در دیده ام جز جلوهٔ دیدار نیست

عشق گر داری بیا ای عشقیا در راه دوست
خود خرد در راه جانان محرم اسرار نیست

عالم از نور دوست در رنگ است | چه کنم پلک دیده ام لنگ است
حیف گوش دلم نمی شنود | قصهٔ عشق کز لب چنگ است
دوست نزدیک تر ز ماست ولی | خود حجابم هزار فرسنگ است

از وصالت نمیدهد بوئے	زین سبب با صبا مرا جنگ است
اے نسیم سحر تو رحم کنی	غنچهٔ ما همیشه دل تنگ است
باش اے واعظ از طریقهٔ وعظ	رسم غمدیدگان سر و سنگ است
خرد و عشق را مناسبتے	هم چو در آبگینه و سنگ است
پرتو روے تو چه سان بینم	که مرا آئینه پر از زنگ است

از غم دوست عشقیا جاری است
چشمهٔ چشم تو مگر گنگ است

مست تقدیریم اینجا شیوهٔ تدبیر نیست	گفتگوئے با کمان واره مجال تیر نیست
وشت امکان صیدگاه غمزهٔ خونریز او	هیچ منظوری نیامد که او نخچیر نیست
اے حباب از خود تو در زندان غفلت ماندهٔ	ورنه جز دریا بسویت هیچ دامنگیر نیست
چشم و لب سر دم تماشائے دگر دارد بما	احتیاجے با حساب روز دار و گیر نیست
گرچه عالم الفتے با زهد دارند لیک	سوزنے را همسری با نالهٔ شبگیر نیست

گر خرد وصف طبیعت میکند گو کرده باش
جز حقیقت عشقیا در نامه ات تحریر نیست

مرهم ننهده بر جگر چاک ما دل است	بهر نثار دوست زر پاک ما دل است

پرواے بادہ نیست بشوریدگان شوق / اے جام رو کہ چون ثمر تاک ما دل است

پنهان نمے شوی ز من خستہ ہیچگاہ / اے جانِ جان کہ چون نظر پاک ما دل است

غم بود از غمے تو مرا ہمزبان کنون / شادان تریم بر سر غمناک ما دل است

در بزم دوست رفتگی و بیخودی ز خویش / آسان شدہ کہ رہبر ادراک ما دل است

صیدی دو کون گاہ بزیر انکردہ ایم / زانرو کہ صید در بر فتراک ما دل است

از زہر مار نفس کنون ہیچ باک نیست
اے عشقیا چو مہرۂ تریاک ما دل است

برفت آن زاہدی کہ ہستی آموخت / کنون پیر مغانم مستی آموخت

چہ پستیہا کہ از عشقت ندارم / ز بالائی تو مارا پستی آموخت

خیال پارسائی از سرم رفت / کہ آہ سینہ از خود رستی آموخت

نہ صیدے بود کز دستش برون شد / ندانم از کہ بیباک دستی آموخت

فدا سازم جہان و جان بر آن زلف / کہ جانم را شکست و بستی آموخت

خرد بگریخت از عشقی خدایا
مگر آن کاشفی سرمستی آموخت

انوار جمال تو بہر خانہ و کو ہست / ہر چند مبرا کہ ز اطراف و ز سو ہست

خورشید عیان بر سر آب است بہ بینی
او ہست بہ پیش تو اگر روے نکو ہست

بر چہرۂ تو طرفہ بہار است گل من
چشمان مرا گر نگری چشمۂ جو ہست

وصفم نرسد بکمر نازکت اے دوست
یارا سے بیانش نہ مرا یکسر مو ہست

صد ریش ز غمہاے تو بر سینۂ من شد
گر آن مژہ ات رحم کند کار رفو ہست

عشقی چو الف ہیچ ندارد ز دو عالم
از گلشن عشق تو مگر رنگی و بو ہست

خاصیت عشق بے مزاج است
عاشق چہ کند کہ لا علاج است

خشک و گرم است خصلت او
پس آب دو دیدہ احتیاج است

مطلق بہ تقید نیاید
ہرچند کہ بحر پر مواج است

نے نے تن موج عین دریاست
خو و قبول آئین در رواج است

زین بیش چہ گویم این سخن فاش
جزویست کہ کلیش خراج است

پیداست نشان ز بے نشانے
آن را کہ چو زندہ ز جاج است

از محفل عشق زاہد آزرد
باز آگہ نہ منزل حجاج است

گر کاشفے است بر سر ما
عشقی دو جہان مرا چو باج است

ز هجر مردم چشمم همیشه در زاریست
ندانم از چه خیالِ تو مردم آزاریست

بجز تیم ز بازار دوستی یاران
که نقد جان بفروشند و غم خریداریست

چه چیز نیست بچشمانِ عاشقان که درو
نه خواب میرود و نی خیال بیداریست

ز می فروشی همین مسئله بس است مرا
که بیخودی بره دوست عین هشیاریست

هر آنچه هست درین ره بخاکساری هست
که خاکساری عشاق عین سرداریست

کجاست بلبل شوریده تا دهم پندش
که گل نقاب ندارد چه جای خونخواریست

جگر غذاست ز خون شربت است سیدا هم
که از طفیل غمش کار و بار ما جاریست

ز عشق صفحه نویسند عشقیا عاشق
خرد چگونه نماید کزین هنر عاریست

راه جویانیم و راهی در من است
چون گدایانیم و شاهی در من است

مسند و یعقوب من و دشت غم
یوسف و کنعان و چاهی در من است

کوه من بالا لاله و گل رو کند
حیف لعل بیبهای در من است

یک صلای میزنم ای برق حسن
رنجه با سازی که کاهی در من است

جانا من جور و ستم بر من مکن
احترازی کن که آهی در من است

و این بیاهی خواستم از هر دری
ستر هی و قطعی بناهی در من است

عشقیا خوش باش کم کن شکوه را
وسوسه کم قبله گاهی در من است

یاران دلِ شوریدهٔ ما خانهٔ عشق است
گنجیست سویدا که چو ویرانهٔ عشق است

در مکتبِ دل گر برسی بنگری آخر
افسانهٔ عشق است و کتب خانهٔ عشق است

از کشتِ دلم خرمنِ تحقیق بر آید
زانرو که سویدای دلم دانهٔ عشق است

تا چند ز کیفیتِ دل شرح نمایم
مستانهٔ عشق است که دیوانهٔ عشق است

از بیخودی و مستی دل تا چه بگویم
کاشانهٔ عشق است که پیمانهٔ عشق است

بر شمع رخت جز دلِ عاشق نگراید
پروانهٔ عشق است که مردانهٔ عشق است

از غیلِ خیالِ رخِ او سینهٔ عشقی
بتخانهٔ عشق است که خمخانهٔ عشق است

دلم در سینه یکمر و جنون است
که از وی بر تنم دردِ جنون است

نه تسبیح و نه تهلیل است اینجا
صدای نالها دردِ جنون است

نه تنها کوهکن دیوانگی داشت
بدوشش هر کسی بارِ جنون است

نمی آید بمکتب خانهٔ عقل
دل بیتاب شاگردِ جنون است

خرد را نبض دانی نیست زین حال
دوای وصل در دردِ جنون است

نه از خو و پیچ و تاب بے سکند دل   سر گرداب بسر کرد جنون است

بمجنون داد لیلی را جنون داد
ازان رو عشقیا گرد جنون است

به پیر مغان باده خواری آئین است   بلی بعالم فانی هر آنچه هست این است

خموش ناصح ازین گفتگو که می نرسد   بگوش او که ز چنگ و رباب تلقین است

مرا از کفر و ز اسلام هیچ کاری نیست   که زیر هر شکن زلف جلوهٔ دین است

ز انتها سخن نغز غنچه بشگفت   که خویش را چو گزاری کمال تمکین است

بزلف و آن رخ خو کرده ات چو می‌نگرم   بحیرتم که شب تار و ماه و پروین است

مپرس از شب من کز سیاه بختی خویش   ستاره می‌شمرم در ستاره‌ام این است

ثنای دوست در اوراق عشقیا پیداست
ازین سبب همه مضمون نامه رنگین است

اولاً در سینه راز درد و غم پوشیدنیست   گرچه آخر این شراب بیخودی جوشیدنیست

جز که خاموشی ندارد بهره پیش اهل دل   جلوهٔ آئینه گر خواهی نفس دزدیدنیست

همچو صرصر سرسری نتوان گذشتن زین چمن   بر بهار رنگ گل ظالم دمی پیچیدنیست

گر سر سیر دو عالم در سرت باشد هوس   وسعت صحرای دل از چشم باطن دیدنیست

کار بالعکس است در راه محبت دوستان | خنده اینجا گریه آمد گریه یا خند نیست

اندران صحرا که شیر از اگزرگاه است و بس
عشقیا راهش ز شاه کابلی پر پید نیست

سوی دوست پیام رسان فغان خوبست | چو نامه بر نرساند بدیده جان خوبست

بدیده ام همه خوبان و خوبرویان را | خدا گواست که هر گونه آن جوان خوبست

ز هر نشان خبر میدهم اگر شنوی | بخویشتن زود در آئی که این نشان خوبست

بگو بزاهد خلوت نشین که بر سر دیر | ز بهر عقده دل نشئه مغان خوبست

بکام گر نرسیدم و گر فغان نکنم | که تا در آنچه رضای تو شد همان خوبست

ز چشم سر نتوان دید رنگ معنی را | چو دیده جان بگشاید همه جهان خوبست

نه همچو جان و دلم بهر لعل اوست یمین | که گرگ خوب و رمه خوب هم شبان خوبست

عر است در زبان گفتگوی سوز و گداز | که یافتم ز بیانها همین بیان خوبست

چه سان رسد به ثنای جمال او عشقی
که عقل کل نرسیدست آنچنان خوبست

گذشت و لیست بیا ببین بهار بسنت | که عکس روی کسی داده کار و بار بسنت

بچشم اهل بصیرت که دید جان دارد | و گر بسنت بود هست زین بهار بسنت

ز حسن و عشق عجب رنگ و داغ میدارد
بلند مشربی بین به لاله زار بسنت

بهار جلوهٔ گل هر کسے نمی فهمد
ز عندلیب به پرسید اعتبار بسنت

بسیر گلشن و گل نیست الفتم اکنون
بدل رسیدم و دیدم و گر بهار بسنت

چه چو شهسا که ندارد چمن بجلوهٔ خویش
نگاه رنگ گرفته است در کنار بسنت

ز رنگ و بو شده آماده کلبه ام عشقی
اگر صبا گذرے کرده از دیار بسنت

دل سالک خزینهٔ شاه است
بے تکلف کلید او آه است

دیدِ عشاق را به بین که درو
سبے شب و روز جلوهٔ ماه است

کار هستی کجاست در رهِ عشق
مرد جانباز بر سر راه است

دلِ محزون ز لطف آن بخش
رسن و دلو و بوالعجب چاه است

خرم آن کو ز خویش بیخبر است
وے خوش آنکس که از خود آگاه است

چه قدر ناز میکنم بر دل
که دلِ من ترا هوا خواه است

درعباراتِ عشقیا بینی
همه وصف و ثنای الله است

اگر بخود نرسی خود نمائی آسان نیست
چو از خودی نبرآئی خدائی آسان نیست

چه دست و پا زنی ای صید پای بسته بدام
ز پیچ و تاب و زلفش رهائی آسان نیست

گرفتار بند طبیعت مجرد از همه باش
وگرنه اے دل نادان گدائی آسان نیست

چه شورشے که ندارد نهنگ و موج و حباب
درین محیط و لا آشنائی آسان نیست

بیا و دامن دل گیر گر غمش داری
جز این وسیله بجانان رسائی آسان نیست

بقعر آب بیندیش و پا ز حد مگزار
خدا گواست که این ناخدائی آسان نیست

فشان ز هر دو جهان دست عشقیا ورنه
بحال دم زدن بینوائی آسان نیست

ردیف ثا

بذکر خیر تو داریم آرزو یا غوث
زباد تو دگرم نیست موبمو یا غوث

منم مرید غلام کمینه در تو
ز خاک کوئے تو ما راهست آبرو یا غوث

توئی که نام تو باشد محمد ثانی
توئی که یاد تو گویند چارسو یا غوث

فضیلتے که تراهست تا کجا گویم
جهانیان همه خوانند کو بکو یا غوث

مرا ست فخر که دارم وسیله چو شهے
که غیر تو دگرم نیست جستجو یا غوث

ز باغ قرب اولیا گل اندوسے
تو آن گلی که هویداست رنگ و بو یا غوث

طمع ز فیض تو عشقی همین کند هر دم

خیال غیر زجان و دلم بشو یا غوث

ردیف حا

خرم است آن دل که گردد رام روح — صد فضیلتهاست از انعام روح

نشئهٔ فرخندگی بخشد مدام — هر کسی یک جرعه خورد از جام روح

بی نمون هیچون برآمد وصف او — پس چه گویم بیش ازین اکرام روح

بی کمند عشق رفتن مشکل است — بس هوادار است یاران بام روح

کعبهٔ معنی نمودار است زو — زین سبب من بستهام احرام روح

الفتی با نفس کافر کی کند — بستهٔ افتادهٔ در دام روح

نفس و شیطان کشته میگردند گر — چون بگیرد یکزمان صمصام روح

سیر صحرای مکان و لامکان — لحظه لحظه مینماید کام روح

عشقیا وصفش کجا داند خرد
چونکه نشنیده است هرگز نام روح

من آن نیم که فرامش کنم خیال قدح — که هست جان و دلم روشن از جمال قدح

ز هیچ قرعه نمایان نشد ره مقصود — کنون همی نگرم لحظه لحظه فال قدح

ازان خیال قدح نوشتی است در سر من — که وصل دوست هویداست در وصال قدح

بجرعه پیر نود ساله جوان سازد | چنین کمالِ قدح بینم و جمالِ قدح
محب باده کشی گر کند شود محبوب | وگر چه شرح نمائیم این مآلِ قدح
متاع هر دو جهان در نظر می آرد | بر آنکسے که دمی دیده است مالِ قدح

کجاست طالع اے عشقیا که بعد وفات
زخاک این تن زارم شود سفالِ قدح

ردیف خا

زشوقِ تو شده دنیا و دین تلخ | ندانم چون کنی بابا تو کین تلخ
اگر زهر است در یادِ تو نوش است | که بے یادِ تو گردد انگبین تلخ
زتلخیهاے تو شیرین است کامم | مگر بختم رساند اینچنین تلخ
بهر شیرین که رو کردم زممکن | ندیدم حاصلے غیر از همین تلخ
بخاکِ افتادگانِ کوے جانان | نماید مسندِ خلدِ برین تلخ
خم کاهم غمِ سیم ناتوانم | جبینِ برق چون سازی چنین تلخ

خسرو باعشق هم پهلو نسازے
که عشقی خوش نه آید همنشین تلخ

ردیف دال

دل از خیال زلف تو در تاب میشود
در دیده ام ز مهر رخت آب میشود

صد جلوه وعا ببرش رنگ مید هد
آنرا که چاک سینه محراب میشود

بر خویش گردشے بکن و پا برون منه
معموره ایست سیل چو گرداب میشود

از نیستی مترس که کاریست بوالعجب
واللہ که سلب باعث ایجاب میشود

از کم گریستن بکن اے دل ملالتے
شاید که رفتہ رفتہ چو سیلاب میشود

یکدم بگلشنے بر و جوشش گل ببین
وصف جمال دوست ز سرباب میشود

زور خسرونہ لایق عشق است عشقیا
کاین دولتے بعالم اسباب میشود

وصف رخ تو بر ورق جان نوشته اند
نے نے غلط بصفحه ایمان نوشته اند

آنی که مدح وصف جمال کمال تو
از خامه بهار بہ بستان نوشته اند

با خوبی تو هیچکسے همسری نکرد
افسانه ایست اینکه ز کنعان نوشته اند

آرے ز عکس روئے تو رنگی گرفته است
هنگامه که از رخ خوبان نوشته اند

از دیده اشک سیل روانست دمبدم
شاید که این سفینه ز عمان نوشته اند

آنها که شور بحر محبت شنیده اند
از اشک چشم قصه بدامان نوشته اند

در رفتن منازل دل ره روان دل
اول قدم بچاک گریبان نوشته اند

سال تولدم ہمہ تقویم دان شہر — روی حساب شایق خوبان نوشتہ اند ۱۰ ۱ھ

روز ازل نصیبۂ عشقی براہ عشق
باشاہ کالپی ہمہ پیمان نوشتہ اند

گشت دل چاک بسوی تو دری پیدا شد — رفتم از خویش بسے بال و پرے پیدا شد

بود صد فلک چون رہ بوصال تو برم — ہمدرین راہ سوی غمت رہبرے پیدا شد

نام بے ننگی و دیوانگی بر سر من — آنچہ پیداست از آن پر ہنرے پیدا شد

تخم غم ز آب سرشکم شجرے آہ نمود — لخت دل قطرۂ خون برگ و برے پیدا شد

رفت افسانۂ محبوبی یوسف ز جہان — حالیا قصۂ آن خوش پسرے پیدا شد

از ملامت نشود ہیچ دلم را اندوہ — شکر للہ کہ مرا در گرے پیدا شد

صبحدم زلف و رخست خیالم بنمود — سحر و شام عجب زین سحرے پیدا شد

سر کشیدم بجہان ہیچ فلاحے نرسید — سر زدم در رہ او تاج و سرے پیدا شد

واعظا ہیچ نصیحت منا عشقی را
خبرت نیست کہ یک بیخبرے پیدا شد

گر شب تار خودی پردہ دریدن گیرد — صبح مقصود بصد جلوہ دمیدن گیرد

لب میگون تو ور نہ کہ در آید بنظر — اشک چون دانۂ یاقوت دویدن گیرد

بس رسا آمده این شیوه اگر شیفتهٔ — دیده و دل بچکیدن نه تپیدن گیرد

زاهد ار جلوهٔ آن فتنهٔ خوبان بیند — سنگ بر سر زدن و دست گزیدن گیرد

گر شود طائر دل صید نگاهش والله — نه رسیدن نه دویدن نه پریدن گیرد

جام یکرنگی وحدت بکسے باد حلال — که ز خود رفتن و در خویش رسیدن گیرد

عشقیا گوش دل ار وا شود از شورش عشق
رمزے از سر و ر دیوار شنیدن گیرد

ز تنم تمام در من جگر اعتبار دارد — که بهار لاله هر دم ز نگاه یار دارد

نه جگر فرو گذارد نه ز سینه هیچ جائے — نگهت چو تیر کاری سر اشتهار دارد

چه خوش است جانم از دل شبِ وصل نه پذیرد — که عنان بیقراری بکفِ قرار دارد

بخدا ز خود برآیم که خدائے من نزیرد — که بخود نهفته ماندن بخدا چه کار دارد

بروم بکوه و صحرا ز جنون صلاح پرسم — که شنیده ام بعشقت سر کار و بار دارد

نه منم اسیر بندش که کمند زلفِ جانان
چو تو عشقیا شمر دم دل بے شمار دارد

جگر از نوک مژگانت بهار تازه میدارد — کجا زائل شود رنگش که هر دم غازه میدارد

اگرچه لخت لختِ دل شدم لیکن بحمدالله — خیال تار زلفت سر دمش شیرازه میدارد

جنونم وحشت آبادیست یکشهر رسوائی   که هر دم کوس شهرت را بلند آوازه میدارد

خیالش هم نمی آید ز استغنا در آغوشم   برین هم بازوی امید صد خمیازه میدارد

معانیها است در هر مصرعم گر بنگری عشقی

چو زلف یار کو مضمون بی اندازه میدارد

کسی در راه محبوبان قدم زد   که اول بر سر هستی قلم زد

خیالم بوسه بر دو لعل او دوش   چگویم کار عیسی از لبم زد

چمن شد سینه ام از عکس رویش   دلم صد طعنه بر باغ ارم زد

شناسای بدریای محبت   نمی آید کسی از خویش دم زد

من از بال هما پر اندام   که عشقت سایهٔ خود بر سرم زد

ز فیض درد عشق آن جفا جو   دل من نالهای زیر و بم زد

چرا رنگین نباشد نامهٔ من

که عشقی از شناسای او رقم زد

سنگ میدانم دلی کاشفتهٔ یاری نشد   کور باد آن دیده کو حیران دلداری نشد

خاک باد آن تن که هم آغوشی محبوبی نکرد   چاک باد آن سینه کو از غمزه فگاری نشد

سر نه پنداریم کو سرداری داری نکرد   پا نه بشماریم کو شوریدهٔ خاری نشد

رفت منصور از صفا در بزمگاه دوستی
بر سر دارے چو او جویای دیدارے نشد

گل ز استغناے خود یک عصمتے وا ر دولے
عندلیبم را ز آه و ناله انکارے نشد

تا که با خود آشنا شد دل گزشت از دین و کیش
هیچگه او را خیال سبحه زنارے نشد

بے تکلف عشق گرداری بیا در بزم دوست
از خسرو در راه جانان عشقیا کارے نشد

و حلقهٔ آن زلف بهار است ببینید
از هر مژه صد سینه فگار است ببینید

یار است نمودار بهر جلوه که بینی
در هر صفتے دیده دوچار است ببینید

وارسته نشد هیچکس از تیر نگاهت
یکجان جهان صید و شکار است ببینید

آغشته دلم بر سر آهی که کشیدم
منصور صفت بر سر دار است ببینید

آهیست که دودش سقف چرخ نموده
سیاره نگر رنگ شرار است ببینید

بے تابی من هیچو سپند است ز آتش
رنگینی غمش دست نگار است ببینید

عشقی ز خود در راه حقیقت نشائی
از عشق درین بزم گذار است ببینید

به دریاد صنم تنها دل دیوانه می رقصد
ز بالاے تو هم آغوش بے تابانه می رقصد

درین محفل کدامی شمع رخسارے رسید امشب
که جانم بر نثارش چون پر پروانه می رقصد

تباد آتش عشقت دلم بیتابی دارد
سپندم میکند تحسین که این مردانه می رقصد

برین رقصیدن من بادیت صد آفرین کردن
که این شوریده از دنیا و دین بیگانه می رقصد

تفاوت در میان ما و زاهد اینقدر باشد
که ما هم خانه می رقصیم و او در خانه می رقصد

نمیدانم چه تاثیر است شرح لعل میگونش
که بر لب هر سخن از وصف او مستانه می رقصد

برقاص خرد با عشق همسر کی شود عشقی
یکی دانانه می رقصد یکی رندانه می رقصد

گر چنین جور و جفا از تو عیان خواهد بود
پس کجا جان مرا نام و نشان خواهد بود

گاه برهم نشود دیدهٔ حیرت زدگان
زیر خاک ار بری هم نگران خواهد بود

ای دل آگه نه از زهد فروشان بگذر
کار من در پی آن پیر مغان خواهد بود

گر تو معمورهٔ دل را نکنی ویرانه
حاش لله نه از آن گنج نشان خواهد بود

دیده از درد فراق تو ندانم چه کند
چشمه هست کنون آب روان خواهد بود

الف قامت او قامت من نون کرده است
آخر الامر همین است که آن خواهد بود

پیر صد ساله اگر بادهٔ عشقت بچشد
الله الله که دگر باره جوان خواهد بود

کاشفی گفت که عشقی ز خرد زود برای
از طفیل تو همان است و همان خواهد بود

گرچه از فتنهٔ چشم تو زبان خواهد بود ‏ ‏ ‏ از لبت هست امیدی که امان خواهد بود

عالمی کشتهٔ عشق است دلا آگه باش ‏ ‏ ‏ حال تو نیز چو حال دگران خواهد بود

بی تکلف برسد بر سر مقصود آن کس ‏ ‏ ‏ هر که در زمرهٔ این باده کشان خواهد بود

چون هویدا شود آن گنج نهان در بر دل ‏ ‏ ‏ آشکارا است تو گر نیک نهان خواهد بود

ای خوش آن روز که در میکدهٔ صدق و صفا ‏ ‏ ‏ دین من کعبهٔ من روی بتان خواهد بود

یا رب این تیر جگر دوز ندانم ز کجا است ‏ ‏ ‏ آری آری نگر از چشم فلان خواهد بود

پیر و حافظ شیراز شدم از دل و جان ‏ ‏ ‏ حالیا هر سخنم ورد زبان خواهد بود

عشقیا عشق و خرد بلبل و زاغ اند ولی
زاغ را نالهٔ شوریده چه سان خواهد بود

هر که از دست جنون دامن دل چاک کند ‏ ‏ ‏ خود هم آغوشی از آن دلبر بیباک کند

باده دُردکشی را که رسید است بجان ‏ ‏ ‏ حاجتی نیست که رو بر عرق تاک کند

خرمی بر سر آن شیفته قربان گردد ‏ ‏ ‏ که ز دل هر نفسی نالهٔ غمناک کند

هر که خواهد که باکسیر محبت برسد ‏ ‏ ‏ اول آنست که هر گنج زری خاک کند

آنزمان جلوهٔ مطلق بنماید هر دم ‏ ‏ ‏ گر کسی دل ز خیال دو جهان پاک کند

اثری نیست اگر نیش زند مار نفس ‏ ‏ ‏ آنکه از وانده دل مهرهٔ تریاک کند

در حرم خانهٔ دل هر که در آید یاران
تا چه گویم که چها مرتبه ادراک کند

من به صحرای جنون آمده ام از دل و جان
شهسواری مگر این صید به فتراک کند

عشقی از دست غم روز و رهائی یابد
کاشکی گریه بشب غمزهٔ تا پاک کند

زاهدان ره ز جرا غزو و قا گیرند
آری آشفته دلان دامن یاری گیرند

چیست این حجره نشینان که گزیدند ز خلق
بهتر آن است که از خویش کناری گیرند

گر خراب اند از آن زلف تو عشاق چه غم
آخر الامر ازین رشته بهاری گیرند

جام بر جام زدن در صف رندان خوب است
طرفه جامی اگر از دست نگاری گیرند

بیقرارند همه شیفتگان در کویت
مدد ای تیغ نگه تا که قراری گیرند

سروری نیست به تخت جم و کی عاشق را
اوج آشفته همین بس که بداری گیرند

نفس سوخته یک بادهٔ صافت اولی
بهر وی شیشه همین سینه فگاری گیرند

آن غزالم که به صحرای وفا سر زده ام
غرض آن است که خوبان به شکاری گیرند

صید خورشید رخان نیست که در روز آید
این شکار اهل دلان در شب تاری گیرند

نیست جز عشق و دینا برم گر ز اهی عشقی
با همه اهل خرد کوس وقاری گیرند

بصورت سیر کن جانم معانی بی بدل دارد — که امواج آشنا همواره دریا در بغل دارد

ولی وامانده‌ وارم نگاهی گرم ساقی کو — که اندازد آن صیدی که دست و پا شکل دارد

ز ناز و نازکی گل تاب افغانم نمی آرد — وگرنه عندلیبم در ردیفی صد غزل دارد

بسرم بر کوه و صحرا از خرابی میکند سیرم — ز بستم بدست دل عنان و این خلل دارد

زحیرت کرده‌ام خو که بینم عالم جلوه‌گر گشته — دلم از دیده تصویر این علم و عمل دارد

بچوگان ارادت من و هی سامان حال است — رسائی نیست گر به را که از دل اقت کسل دارد

عنان بگسسته گردیده بپیچ و تاب دل — که پای من درین صحرا سراسر خار گل دارد

اگر گیسو گشاید ماه من بر قصد جان بیزی
ز آب عشقی آیا آیدم جوابی بر محل دارد

شمع با گرم روی دیده گریان دارد — نیست دیگر کیست که در راه تو سامان دارد

می ندانم ز کجا میرسد این باد صبا — که دم از رایحه باد بهاران دارد

شمع و پروانه اگر سوز و گدازی دارند — بلبل از ساده دلی دام گلستان دارد

نه منم شیفته حسن بلا خیز تو بس — هر کرا هست دل و دست و گریبان دارد

آنکه در خانقه و صومعه می بود خراب — بست عمری که بهندوی تو ایمان دارد

گرچه پیراستن عشقی چاره ولی

در رهِ دوست سرو کار جوانان دارد

اللہ اللہ دل من میل کسے میدارد
کہ چو من شیفتۂ در دِ بسے میدارد

نارسائی است مرا گر بسر بام تو لیک
نالہ ہاست کہ این دست رسے میدارد

دل محزون من و آن رخ آتش فاش
طرفہ کاریست کہ با شعلہ خسے میدارد

نیست جان در تن من از پی آن دانۂ خال
طائرے ہست کہ سرور قفسے میدارد

زاہد و عارف و عاشق ہمہ خواہان تو اند
ہر کسے بر حسبے ملتمسے میدارد

بے تکلف بسر قافلہ خواہد رفتن
انکہ گوشے بصدائے جرسے میدارد

عشقیا وصف تو ہر دم ز دل و جان گویم
می ندانم ہوسے یا نفسے میدارد

بزلفش دین و دل بستم گرفتار اینچنین باید
ز رنگ ما و من رستم سبک بار اینچنین باید

ز خود افتادن اینجا قطع منزل می نمود ہم
بلے در راہ معنی طرز رفتار اینچنین باید

تپیدن ہائے دل یک گفتگوی ہست با جانان
بلے در محفلش انداز گفتار اینچنین باید

گہے سنگے بسر گہ بر سنگے میزند عاشق
سر شوریدہ را آرے سر و کار اینچنین باید

نزاکت می تراود عشقیا زین مصرع بیدل
ز خاطر ہا فراموشم سبکبار اینچنین باید

گو دلے تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند
شعلہ زاری شوق اندر خانمان پیدا کند

نیست عالم بہر آشوب غم آن نوجوان
گونہ گونہ رنگہاے سر زبان پیدا کند

کفر عالم می نیرزد پیش بے تابان عشق
کافری آن بہ کہ در راہ بتان پیدا کند

در حریم دوست آن کس را رسائی ہست گر
بہر ایثارش دل و جان ارمغان پیدا کند

ہر کہ بر رخسار آن گلرو نگہ را گرم ساخت
بے تکلف او بہار جاودان پیدا کند

دی مغے میگفت آنکس نو بہار وصل یافت
کو نہال ہستی خود را خزان پیدا کند

ہیچکس را لطف قتے پیدا نشد اندر سخن
گر میان دوست حرفی در میان پیدا کند

گر سر وارستگی دارد کسے زین ما و من
بندگی در خدمت پیر مغان پیدا کند

عشقیا انجام حیرانی بسا جمعیت است
گو دلے تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند

دل سودا زدۂ ما بہوا میگردد
میتوان گفت کہ زان زلف صبا میگردد

آفرین باد بران غمزۂ عاشق کش تو
کہ در آئین جفا اہل وفا میگردد

نے ز سوداے دو عالم خبری ہست مرا
فتنہ ہست کہ اندر سر ما میگردد

ترک تازے بدل و دین کہ نمودست نمود
دوستان بر سر من باز چرا میگردد

گرچہ در قید قفس ہست ولیکن عشقی

از سه دل زکجا تا بکجا میگردد

نگاهم گر شناسای جمال یار خواهد شد — میان ما و الفت آشتی بسیار خواهد شد

دل و دین جان و ایمان کرده ام آماده هیلم — که روزی بهر آن غارتگری در کار خواهد شد

بامداد جنون دل مست خویش گشت دانستم — که زین سه حالیا بر کار خود هشیار خواهد شد

نگاه گرم ساقی برق سان گر جلوه آراید — لباس و لعل و دین بینی که خرمن وار خواهد شد

ببیند گر دلم آن نقطهٔ خال رخ رنگین — تعالی الله که از دیوانگی پر کار خواهد شد

کنون یک قطرهٔ خون گرم جوشید از دل مستم — تماشا دیدنی دارد اگر سرشار خواهد شد

ز خود بیخود شدم از یک نگاه عشوه پردازش — نمیدانم چه خواهد شد اگر تکرار خواهد شد

قرار سیر لبی کرده ام دیگر نمیدانم — که از من یار خواهد شد و گر اغیار خواهد شد

نگینم عشقیا از خرمی در خویشتن هرگز
نگاهم گر شناسای جمال یار خواهد شد

در خود سفری دارم و از راه میرسید — مهر بیست در آغوشم و از ماه میرسید

از سلسلهٔ کاکل وزان نرگس فتان — سامان جنون هست از این گاه میرسید

تا خاک شدیم آنچه بدیدیم بدیدیم — یاران خبر از شوکت این جاه میرسید

زخمی بجگر رفته که مرهم نتوان کرد — دیگر سخنی از نگهش آه میرسید

با بخبران زمزمهٔ عشق مگوئید
اسرار دل از زاهد آگاه مپرسید

در دل ز خیال رخ او جوش بهار است
تا دیگر از این یوسف و زین چاه مپرسید

نے شور جنون سے نے غم و اندوه که عشقی
خبر هیچ ندارد و گرش گاه مپرسید

تا که عشاق بکویت وطنے ساخته اند
مستئے از خاک رهت پیرهنی ساخته اند

غمزهٔ بود که او تخت سلیمان برده
بوالفضولان ز کجی اهرمنے ساخته اند

این چه سحر است که دی نرگس فتان صنم
زاهد معبده را برهمنے ساخته اند

آشکارا و نهان نیست جز او پس چه سبب
برهمن تهمتے از ما و منے ساخته اند

کے رود کے دل عشاق بجائے که درو
رشتهٔ زلف بتان را رسنی ساخته اند

چه تماشا است اگر دیدهٔ دل کار کند
در ته زلف که خوبان چمنی ساخته اند

خوش نگاهان ز رخ و چشم و لب ابرو زلف
بر سر دیدهٔ و دل انجمنی ساخته اند

جلوه‌گه پرتو آن لعل و طره می یابند
عارفانے که بخار و سمنی ساخته اند

حالیا یافتن دل شده مشکل عشقی
گل رخان در ته گیسو رسنی ساخته اند

ردیف زا

ای جانِ من ز شورشِ کون و مکان گریز — وز جان و دل ز صحبتِ خود دیگران گریز

خواهی ز بی نشان خبری تا بتو رسد — حاشا که از طریقهٔ کون و مکان گریز

گر هوش رهبری بکند ای بریده شوق — ور جای راستانِ دیارِ مغان گریز

از صومعه چو هیچ کشایش نمی شود — بشتاب جانِ من بحریمِ بتان گریز

بال و پری است سر و جهان عمر و راه را
عشقی ازین وسیله سوی لامکان گریز

ردیف سین

چشمِ دل داریم و دیگر از نگاهِ ما مپرس — گردشی در خویش میداریم و راهِ ما مپرس

در شبستانهای ما از مهرِ روی آن صنم — صد تجلی میشود پیدا ز ماهِ ما مپرس

تا چه عصیان است کز هستی برآرش میبریم — بیش ازین دیگر چه گوییم از گناهِ ما مپرس

برق سان چینِ جبینش سوخت خرمنهای دل — حالیا از کار و بارِ این گیاهِ ما مپرس

با نگاهی تیرکاری نرگسِ فتانِ او — دل اسیر کردیم و دیگر از پناهِ ما مپرس

پیچ و تابِ سوزِ هجران را بسنده کرده‌ایم — بعد ازین از درد حالِ باز شاهِ ما مپرس

عشقیا هان بر سرِ کوی صنم دلداده‌ایم
شیشه بر سنگی زدیم و از نالهٔ ما مپرس

ردیف شین

منکه هستم همیشه مایل خویش
گلشنی دیده‌ام ازین گل خویش

مستی با ناز شیرازی ست
دم نگهداشتیم در دل خویش

لیلیم در نهادِ من پنهان است
تا چها یافتیم محمل خویش

حالیا دل به هیچ سو نرود
دیده در خویش تا منازل خویش

سخنی با کسم نماند کنون
از خودم هست حل مشکل خویش

کِشت زارم چه طرفه خرمن داد
سنبله چیدم از سنابل خویش

حیف صد حیف عشقیا زین درد
عمرها بوده‌ام چه غافل خویش

ردیف غین

آن منم کز جهان شدم فارغ
بی تکلف ز جان شدم فارغ

تا شنیدم حکایت دهنش
از گل و گلستان شدم فارغ

مستی یافتم ز لعل کسی
حالیا از مغان شدم فارغ

کرده‌ام اختیار گوشهٔ دل
از چنین و چنانِ شدم فارغ

جان نثار تو کرده‌ام حالا
از تو ای جانِ جان شدم فارغ

رفتم اندر سرای خلوت دوست | تا که زین این و آن شدم فارغ

عشقیا طرفه حالتی که کنون
جان ز من من ز جان شدم فارغ

خوش است دیده ام از سیر گشت نار ایاغ | چه خوش که غنچه ایست از بهار ایاغ
مدام نشه درین باده است حیرانم | که عالمی دل و دین میکند نثار ایاغ
نه جام جم نه ز اسکندر آئینه خواست | هر آن دلی که دمی گشته است یار ایاغ
نگارها همه بیکار گشته ایم اکنون | ازان سبب که گرفتیم کار و بار ایاغ
اگرچه خلد برین جای رحمت است ای دل | خوش است آب و هوای درین دیار ایاغ
ترا است صومعه هم خانقاه ای زاهد | مرا است گوشهٔ میخانه و کنار ایاغ

کجاست آتش دوزخ که عشقیا اکنون
کشیده است دم از شعلهای نار ایاغ

ردیف لام

والله چگونه شرح کنم از وقار دل | لعل گران بهاست چو آئی بغار دل
صحرای لامکان که خیلی گذر نکرد | جولان کند همیشه در و شهسوار دل
صد غوطها بدل ولی همت نخورد ولی | بحر محیط می نگرم جویبار دل

صید بست زیر پنجه وسر گیر او دو کون | بازی که طعمه بکند از شکار دل
در باغ جان بجز گلِ عرفان نشگفد | بادی نسیم گر بوزد از بهار دل
از بحر غم نهنگ سالم هیچ باک نیست | کشتی شکسته چو رسد بر کنار دل

تلقین پیر ماست که هر لحظه عشقیا
به مطلبی رسی چو شوی انتظار دل

رموز عشق هویداست در جریدهٔ دل | بیان معنی آن میکند رسیدهٔ دل
بحیرتم که ز حیرت بکس نمی نگرد | کدام جلوهٔ رنگین بدید دیدهٔ دل
خدا گواست که یک لحظه هم نمی سازد | بکنج کعبه و بتخانه آرمیدهٔ دل
بهیچ چنگ و کتابی ندیده ام هرگز | که یافتم سخنی از دهان دریدهٔ دل
بسان بلبل دیوانه میشود هردم | بهار هر دو جهان برگل دمیدهٔ دل
باهل درد دوا بخشد از طریق کرم | ندیم عشق که گردیده برگزیدهٔ دل
به بحر معرفت ار آشنائی خواهی | حباب وار بیا بر کنارے دیدهٔ دل
بدید عافیت واز دو کون شد آزاد | کسیکه از ره تسلیم شد خریدهٔ دل

چه جو تنها که نداری ولی خموش عشقی
که گفتنی است بکس حرف از شنیدهٔ دل

حق پرستی را چو بگذارے بیابی کام دل
بے کمند عشق واللہ گر رسی بر بام دل

پنبہ غفلت چو از گوش طبیعت وا کنی
بشنوی جانم ندائے میزند پیغام دل

خود زبان حیران است در تفسیر این سخن
بے تکلف اسم اعظم منیماید نام دل

ہر خسم و خمخانہ را برہم زند از بیخودی
ہر کہ یک جرعہ چشیدہ از شراب جام دل

شیوۂ تجرید و تفرید ار کنی بینی ز خود
تا چہ تشریف است سرتاپا ازین انعام دل

غافلا آگہ شو از سیر دل صد حسرتے
وادی ایمن کہ ہر دم طے نماید کام دل

در میان حق پرستی دل پرستی فرق نیست
اے دلم آرام دل باشد چو باشی رام دل

کاشفے صد آرزوے شربت وصل تو ہست
چونکہ بیتاب است عشقی را ہمیشہ کام دل

ردیف میم

گزر دارد بملک بیخودی جانیکہ من دارم
ز دیر و کعبہ بیرون است ایمانے کہ من دارم

سرشکم در دل آن نوجوان کردہ تاثیری
بکوئے ہر خستہ فرا ہست یارانیکہ من دارم

بدشت دل شدم یک وادی ایمن نگہ کردم
دہد صوت انا اللہی بیابانیکہ من دارم

برد از من دل و دین آن بت سنگین دل اے ہم
مسلمانان کہ دارد نا مسلمانیکہ من دارم

بخود چون میروم جوش تجلی میشود پیدا
کہ دارد در حریم دل چراغانیکہ من دارم

ز مجنون سرشار شوق میر قصد سپندن — همه رشک فلاطون است ورمانیکه من دارم

مکن سرگرمی ای **عشقی** بهرویان این عالم
گزر دارد بملک بیخودی جانیکه من دارم

ز هستی قطع منزلها نشد هر چند جان دادم — کشیدم خویش را یکسو بدست دل عنان دادم

برای چشم ظاهر بین که تا حسن تو بشناسد — گلستان زار امکان را ز رویت ترجمان دادم

بقدر هستی کوشش پر پرواز ما باشد — دل شوریده خود را نشان از بی نشان دادم

ز همت میکشم از کرده خود بر سر کویت — نه دل دادم نه جان دادم ازین فارغ ز آن دادم

چو جولانگاه مهرویان شکست خاطر ما شد — دل شوریده خود را لباس از کتان دادم

بکوی او گزر کردم دل و دین خواستند از من
کنم آماده تا آن لحظه **عشقی** را ضمان دادم

ناله‌های سحری بر در او باست کردم — چه قدر راز دل شوریده بیاست کردم

دل ندادم نقد سر در روانش گویا — دوستان بر دل بیچاره قیامت کردم

می ندانم که غمت بازیچه خواهد از من — شست جانی که مرا بود ندامت کردم

هر سر دیگه تو دارد بکن ای عشق که من — سر سودا زده را کوچ سلامت کردم

دیده ام در سر زلف تو بهار سحری — حاش لله که عجب صبح ز شامت کردم

رفتم از خود کہ زمن باز نہ اندیشہ کنی | اے حیا مست بہ بین تا کہ چہ کامت کردم

عشقی از صومعہ باز آے کہ من با دل و جان
حالیا بر در میخانہ اقامت کردم

بادشاہیم و گدائیم و سپاہی مائیم | سرخی و زردی و خود سبز و سیاہی مائیم
زمن و ارض و سموات ہمہ در ما اند | انجم و شمس و ہمہ ماہ ز ماہی مائیم
مستی و بیخودی و باخودی و ہر چہ کہ ہست | خم و خمخانہ و ہم جام جہ خواہی مائیم
کرسی و عرش چہ در ماست چگویم خبرے | کفر و اسلام ہمہ عذر و تباہی مائیم
سال و ماہ و سحر و شام چو با ماست بلے | خر و بنیر و دو عالم و واہی مائیم
ہر سہ ارواح و ملک برزخ و اعراف و بہشت | جملہ عالم تو اگر نیک نگاہی مائیم

عشقی از راہ حقیقت نظرے در خود کن
تا بدانی کہ ہمہ سر الٰہی مائیم

چون بخود رفتم سوالے را جوابے یافتم | سیر دل کردم سفینہا کتابے یافتم
تا فنا گشتم جمال جاودانی جلوہ کرد | طرفہ تعبیر از طفیل طرفہ خوابے یافتم
ذرہ و خورشید عالم را ندیدم کہ من | در شب دیجور نور آفتابے یافتم
سوزش دل بیقراری ہای جان اکنون نماند | کز رخ خو کردہ جانان گلابے یافتم

از شکست خود شکایت ہا ندارم کہ این | ناتوانیہا و پیری زان شبابی یافتم
پیچ و تاب گیسوانش دیدہ و دانستم یقین | کز ہمہ اشعار بیت انتخابی یافتم

حالیا بیہودہ گردیہا مکن عشقی کہ من
چون بخود رفتم سوالے را جوابی یافتم

در خود سفرے کردم و صد ہوش گرفتم | تعلیم ولی از لب خاموش گرفتم
تا ساغر تحقیق زدم از خم معنی | ہوشے عجبے از دل بیہوش گرفتم
از شوخی و دیوانگی این دل بیباک | تا چند بگویم کہ کنون گوش گرفتم
صد شکر کہ از ہر دو جہان دست فشاندم | بار غم جانان بسر دوش گرفتم
آہ سحر و چشم تر و گریۂ بیتاب | از نیش نگاہے تو چہا نوش گرفتم
بیداری دل تا نگہ گرم تو بخشید | کار دو جہان خواب فراموش گرفتم

عشقی شدہ ام محمل لیلے پس ازین راہ
خود را ز سر شوق در آغوش گرفتم

گر گدا ہستم ولیکن بادشاہے دیدہ ام | بندہ ام اما بخود بیخود الٰہی دیدہ ام
بر سر بام و درش مشت غبارم باد برد | از طفیل خاکساری طرفہ راہے دیدہ ام
تا نگہ ہستی را شکست و بست کردآن غمزہ اش | دوستان از آرزوہای نہانی دیدہ ام

دوست را دعوئی خدائی به

ردیف یا

جنون دیوانهٔ دلهای بیتاب است پنداری
محبت خانه زا و چشم پُرآب است پنداری

ز حالِ بیخودی آگه نهٔ از خودپرستی ها
وصال گلرخان تعبیر این خواب است پنداری

کدامین آتشین روی ندانم در خیالم شد
که در مینا بسیم طوفان سیماب است پنداری

شکست دل تجلی گاه مهرویان بود سرم
درین محفل کتان همرنگ مهتاب است پنداری

کجا همسر شود خمخانه با کیفیت عاشق
بنزدِ جوش دل صهبا گِل آب است پنداری

باین دردِ جدائی اشکی از چشم نمی آید
محیط سینه ام مانند گرداب است پنداری

ندارد عشق یا جز اشک و آهی بر سرِ کویت
نگر چشم و دولت همرنگ دولاب است پنداری

جهانی که دارد بلندی و پستی
اگر بنگری فی الحقیقت تو هستی

بران رشتهٔ زلف پیچ و تابش
رسائی ندارم ز کوتاه دستی

بده ساقیا بادهٔ مخمور خود را
که گوید دعا بر خیالات هستی

بحیرت درم زین شراب محبت
که اول خمار است وانگاه مستی

مبین خویشتن را که صد بار بستم
ازین خود پرستی سرِ بت پرستی

منادی همین میدہد عشق سرم
چو از خود پرستی برستی برستی

شبے کاشفی گفت با عشقیِ خود
بجائے رسانم کہ تو از نستی

ترجیع بند

سالها بر درِ دل ناله و افغان کردم
دیده را بهرِ تمنائے تو گریان کردم

خواب و آرام ز سر زود نمودم یکسو
آنچه از دست برآید به گریبان کردم

رو بمحراب بسا شب که بروز آوردم
روزها در تگ و دو شام غریبان کردم

چند در بتکده هم رمزِ نهان پرسیدم
آفتے بر سرِ دین و دل و ایمان کردم

بے تکلف بزدم در صفِ دل نیزۂ آه
بر سرِ کشورِ جان کارِ جوانان کردم

حاصل الامر ازین شورش و بیتابیِ دل
سرِ خود را چو نثارِ رهِ جیلان کردم

حلقے رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

گاه در مدرسه ها حل معما جستم
گاه از معبدها جلوۂ مولا جستم

پیش سالک ز تجلی سخنے پرسیدم
گاه از باده کشان جرعۂ صهبا جستم

گاه از برهمن و گاه ز سوسن گفتم — حالت در روز هر پیر و زبر نا جستم
دوش را بار ز زنار و مصلا دادم — سبحه بگرفتم و از اسم مسمی جستم
قصه کوتاه ز کس عقدهٔ من حل نشد — پلی در دامن دوامن به ته پا جستم
از طفیل دل دیوانه که بیتابی داشت — عشقیا تا ز سر فکر چو خود را جستم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

تا که بر خاک در میکده جائی دیدم — تخت جم ملک فریدون ته پائی دیدم
نی جرس خواهم و نی نقش قدم در رهٔ عشق — نغمهٔ مطرب خوش صوت صدائی دیدم
التجائی بکنم نیست کنون باز و جهان — سایهٔ دود خم بال همائی دیدم
نشئهٔ می و گرم چشم تماشا دارد — کاسهٔ باده مگر قبله نمائی دیدم
درد دل پیش طبیبان تمایم هرگز — خندهٔ لعل لب یار دوائی دیدم
فیض میخانه ببین چون بدل افگارم — تا که از پای سبو مرهم لائی دیدم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

حالیا هر چه دلم خواست همان یافته ام — محفل باده کشان و مغان یافته ام

بی می و جام کنون هیچ مرا کاری نیست — زانکه هر گونه ز مقصود نشان یافته ام
دل من رفت بجائی که نه جائی است درو — فارغ از هر دو جهانم که جهان یافته ام
سرمه کز خاک درش تا بکشیدم در چشم — رنگما هر چه نهان بود عیان یافته ام
ماسوای نیست درین کون و مکان تا بسما — حاش لله که نهان هست و همان یافته ام
خاطرم جمع شد و تفرقه از دست برفت — تا که ذات تو بذرات جهان یافته ام

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

برد یار از من و آن جام و سبوی ساقی — داد ما را بین آن روی نکوی ساقی
زان صنم هیچ نماندست ز هستی اثرم — سنگ بر شیشهٔ تقوا است ز خوی ساقی
بستهٔ زلف ندانم که چه حالی دارد — کار زنجیر کند تار ز موی ساقی
فارغ از لذت کوثر شود آنکس که دلش — هست مخمور لب تشنه کدوی ساقی
هیچ چوگان نزد و بروی نماید الم — حالیا گشته ز تسلیم چو گوی ساقی
چه معانی که بجانم نرسیدلی عشقی — تا بخواندم سبق از مصحف روی ساقی

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

تار و پودے عجبے پنبہ برون آوردہ	دل افسردۂ ما را بہ جنون آوردہ
ہمچنان موج کہ از بحر برآید ہر دم	جوشش بیچونی و این رنگ بچون آوردہ
دشمن و دوست بکثرت چو ببینی جانم	ہستی ایست کہ او خوب و زبون آوردہ
نیست خود روئے گل و خار درین باغ جہان	تا بدانی ہمہ از کاف و زنون آوردہ
دیدہ وا کن دگرے نیست درین جلوۂ ذات	مظہر خود ز تعین بہ فنون آوردہ
گنج مخفی بعیان آمدہ چون زیور و سیم	تا بدیدم کہ ہمون ہست و ہمون آوردہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردہ ہویدا گشتہ

دیدم از دیدۂ جان جلوۂ برکات آلہ	یافتم در دو جہان جلوۂ برکات آلہ
طرفہ جائے است در سکینہ کہ انجا دیدم	بر صبوحی زدہ گان جلوۂ برکات آلہ
آنچہ معقول بمحسوس رسیدہ است کنون	یافتم یافتہ ہان جلوۂ برکات آلہ
در صنم خانہ و مسجد نگر از دیدۂ دل	عشقیا ہست عیان جلوۂ برکات آلہ
تو کجا میروی ای دل کہ ہمہ اوست ببین	آشکارا و نہان جلوۂ برکات آلہ
دل سیاح کہ از خویش سفر کرد بدید	بے نشان تا زنشان جلوۂ برکات آلہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ

شور منصور ز سر پرده هویدا گشته

رباعیات

از جهر بباز جمع دل را آشوب — وز ذکر خفی تو خانهٔ دل می کوب
او کار اگرچه هر دو همه به باشند — لیکن ز پی صفا است بهتر جاروب

ولہ

آن دل که ز ما سوای مولیٰ پاک است — هر رتبهٔ کونین ورا املاک است
هستی است نه هستی که ما میداریم — مستی است نه مستیش ز آب تاک است

ولہ

در مدرسه ها دلیل و برهان پیداست — در معبد ها ثنای سبحان پیداست
القصه به بزم اهل عرفان چو رسی — بینی بینی کمال وجدان پیداست

ولہ

شهزاده و شاه از حشم مغرور است — زاهد بخیال زاهدی مغرور است
سالک چو بدل تجلی امید دارد — عاشق بجمال لم یزل مسرور است

ولہ

در رتبهٔ وحدت نه قبول و نه رد است ‌ انساب و اضافات و در و نیک و بد است

بحریست که جز عشق در و می نرود ‌ هرگونه خرد ز حالتش بیخرد است

ولہ

در تن چو تفحص بکنی جان پیداست ‌ در جان تو تجسس کنی ایمان پیداست

گر نیک نظر کنی در ایمان عشقی ‌ بینی بینی جمال جانان پیداست

ولہ

آن شاه نجف که عالمش ممنون است ‌ هرگونه از و جان جهان مرهون است

فیضی است بهر شرب و مذهب از وی ‌ جز فرقهٔ رافضی که آن مطعون است

ولہ

هر صبح صبا رساندم بوت ‌ تفسیر کنان ز آیت آن کاکل روت

فرخنده دمی که تا رسم بر سر کوت ‌ افتان خیزان چو سیل در تشنه جوت

ولہ

بیخود شده را جلوهٔ دیدار بدست است ‌ هجرت زده را نالهٔ افکار بدست است

غافل نشوی هیچگه از رنگ تماشا ‌ آنرا که دل و دیدهٔ بیدار بدست است

ولہ

دل گرچه خیال آن صنم میدارد — لیکن همه کاوش الم میدارد
القصه زهجر وصل آن جان جهان — فکرے نتوان کرد که غم میدارد

وله

رسیدهٔ که چو آهو جریده می ماند — اگر ز خود نرمد نارسیده می ماند
بدیده نشئه عرفان چو سرخوشی نکند — همه شنیده تو ناشنیده می ماند

وله

سر مذهب و مشرب که جهان میدارد — بر خویش زگفتگو گمان میدارد
رندسے که زسر دو می رود می دانم — آن میدارد نه بلکه آن میدارد

وله

زاهد که نماز و روزه دارد در پیش — از ورد و وظیفه خوانده خود در اندیشی
تحسیبت نگفتمش که مقصد نیست — یے خویش ز خویش گر در آئی در خویش

وله

یکچند سطر نوشتم از خط سیاه — فی الحمد و فی النعت و صف صحباه
دانی بیقین که سر رموز عرفان — از ان شده شده زبرکات آله

وله

در خود چو نظر کنی جهان را بینی
کونین و مکانی و زمان را بینی

بیخود چو بخود رسی خدا میدانند
جان را بینی تو جانِ جان را بینی

ولہ

گو باده که از سرزنش جان گزرم
از رنگ وصال و بیم ہجران گزرم

سرمستی و بیخودی گرم دست دہد
از عارف و معرفت و عرفان گزرم

قطعہ

ہمچو نرگس در پئے نظاره آن سرو سہی
دیدہ ہا واکردہ ام اما نگاہی برنخاست

دیدہ را کردم سپید از انتظارش یاد لے
در شبستان سیاہم نور یا سہی برنخاست

فرد

این چہ صحرا بود و این صیاد صید افگن کہ بود
ہیچ نخچیرے نشد پیدا کہ او تیری نداشت

تمت



بسم الله الرحمن الرحیم

بنام آنکه از هر مذهب و کیش ‌‌ ‌ لباس تازه دارد در بر خویش

ندائے داده در هر خانه از راز ‌ ‌ جهانے از صداها گشته دمساز

خُم پر جوش و شور مستی انگیز ‌ ‌ که از وے جامها هستند لبریز

گدا این ذره کز مهر دل افروز ‌ ‌ ندارد روشنی طلعت روز

هزاران خانه و یکخانه سازے ‌ ‌ هزاران شیشه و یک جلوه بازے

نماید رنگها یک پنبه زار ‌ ‌ تو خواهی جامه گوے وخواه دستار

ببین آن رشته فرخنده اطوار ‌ ‌ که سازی گشته در تسبیح و زنار

چه نازست این ازان عصمت مآبی   که عالم گشته حیرت انتسابی

زلال حسن بجانم گشته مفتوح   که او خود حامد و حمد است و ممدوح

نهان سبے پرده در پرده عیان شد   بزید و عمر نامیده جهان شد

جهان یک دور پرکار است ای یار   شده از نقطهٔ احمد نمودار

سبلی از نقطه گردد دور پیدا   درخت از تخم میگردد هویدا

مهیا شد ز نور شاه لولاک   همه عالم ز ماهی تا بافلاک

احد را پردهٔ از میم او شد   جهان چون زیورے از سیم او شد

احد چون بحر و ذاتش هست چون دُر   جهانے چون صدف از نور او پُر

ز نور حق روانش هست پر نور   جهان از نور او نورٌ علی نور

چو همدم گشت از علّمک ما لم   صلاے رهبری زد بر دو عالم

نبودے گر چنین مهر دل افروز   نگشتے امتیازے از شب و روز

چه جانها از ضیاے آن مه تام   تمیزے یافتند از کفر و اسلام

بیانش کام دل را انگبین است   که نامش رحمة للعالمین است

بصحرایش فلک یک سبزه سینے   ملک داغ غلامی بر جبینے

کمال انبیا در پیش آن شاه   همان ماند که خور را پرتو از ماه

ندانم بیش ازین وصفش کنم چون | برنگ چون هویدا گشته بیچون
خوشش آمد مگر شو و ازما درود سے | قبول خاطر ان فیض و دود سے
درود و از ما نیاز از ما بر و باد | بر اصحاب کرام و آل امجاد
ابی بکر و عمر عثمان علی گوسے | کہ ہریک برده انداز کا ملی گوسے
سر ایا فکر شان در کار دین بود | چنین بود و چنین بود و چنین بود
سیہ بخت است آن بیدین و بد کیش | کز اینہا میکند یاد از کم و بیش
مخالف را سزا ہر دم ہمین است | لعین است و لعین است و لعین است

بیان عاشق و معشوق و آشفتگی عاشق

بیا اے عندلیب نغمہ پرداز | کہ می یا بم ترا ہمدرد و ہمراز
من و تو بندہ یک گلستانیم | بدرد عشق از یک خاندانیم
بیا برخوان ازان گل داستانے | وزان برہم زن یک خانمانے
کہ از سوزش جگر شد اخگرستان | سپندے بر سر آتش ببین و ایمان
شرار و دود از یک نوک رانش | تب خور بندہ از بند گانش
بیانش کردنم خود ہست مشکل | ہوست آتش اندر کیسۂ دل

بیا ای آتش اندر سینه ام زود | که از مغز طبیعت بر کشم دود
بیا ای آتش اندر سینهٔ ریش | طفیلی کن بجان آذر خویش
بیا ای آتش سوزنده القاب | که از سوزت جهانی می برد آب
مرا گویندم همه هشیار و مستی | یکی آتش پرست آتش پرستی
مغنی گر نفس داری جگر دوز | خرد سوز و خمر و سوز و خرد سوز
خرد را بازی طفلانه میدان | سراپا هوش را بیگانه میدان
خیال آگهی داری ازین درد | خرد را پوست بر کش ای جوانمرد
اگر هوش و خرد این دانه سفتی | فلاطون بو علی مردانه رفتی
روم القصه گرو قصهٔ خویش | که دیگر بر نتابد سینهٔ ریش
چه ریشی فارغ از تار رفوئی | نیاید مرا هش در گفتگوئی
درین ره عالمی رفت است پر خون | ندانم چه سازم چون رسم چون
ز جور نفس کافر بیقرارم | شبی خون میزند بر حال زارم
نقابی تیره دارد بر رخ روح | ازین آشفتگی دل گشت مجروح
بروزم میکند سر در کمین شب | مبادا هیچکس را اینچنین شب
الهی وا نما بنما الهی | که آب خضر دارد این سیاهی

خدایا نمایان کن بهارشس
بحقِ مصطفی هم چار یارشس

بحقِ مصطفی جسان را امان ده
خدایا بادهٔ عرفان بجان ده

بحقِ چار یار انشس الّمی
و مے بزداے از جانم سیاهی

بحقِ فاطمه و ان شاه حسنین
که بوند آن نبی را قرة العین

بحقِ شاهِ جیلان غوث اعظم رض
بدستم جام عرفان بخش هردم

بحقِ نقشبند خواجه احرار
ز سوز و ساز خود سازی خبردار

بحقِ خواجهٔ سلطانِ اجمیر
کنی بر نفس کافر جانمن چیر

بحقِ سهروردی شاه ملتان
بجانم جان ایمان بخش ای جان

بحقِ اهل دل زین این و آنم
امانم ده امانم ده امانم

در سبب تالیف گوید

بیا اے خامه برگو اینچنین راز
که انجامستی همی بایم ترا ساز

ز سر گر با کنی وانم روی تو
ز خود بیخود شوی تا خود شوی تو

و مے اشعار وحدت خیز سر کن
جهانِ کثرتم زیر و زبر کن

نشانم ده ز حالِ بے نشانے
که وصفِ او شده فی کل شانے

صورت چمن صفتی یکسر هست پرجوش
صلاوه بلبلانرا از هم آغوشش

ریاض عشق از عشقی بکن نام
برای عندلیبان واکن این دام

کشاده حلقه اش افتد حریفی
ز گل در پرده اش بیند ردیفی

چه گلها در سرشت ما سرشتند
بهار آموز گلزار بهشتند

دلم یک عندلیبی تن شده دام
خوش آن بوده که برگ گل کنم رام

و زین واسطه که لیلی یافت قیسی
برای جلوهٔ گل گشته صیدی

غرض این معنیم گل لفظ واسی
دلی کو تا شود شوریده کاسی

ریاضم یافت پر توزان ریاضی
کنون عیسیم بین اندر ریاضی

خیال عیب بینی بر کن ای یار
که در هر قطره ام جوئی است سرشار

عیان است این سخن بر سر که وه
نه جنبد ذره الا باذنه

چو رنگ نامهٔ عرفان دستگاه است
مدان از من ز برکات اله است

ز بحر احمدی دارم سبوئی
ازان جاری است از ما گفتگوئی

که نامش کاشفی شد در جهان فاش
چو خواهی کشف کفش پای او باش

جملی گوشت آن مهر دل افروز
که یادش مینماید ماو من سوز

درود و فاتحه هر روم بر انخاص
همی گوئیم واز اخلاص خلاص

شروع داستان

بیا ای خامهٔ مشکین شمامه — ز حسن دوست رنگین ساز نامه
نخود آن بهتر که وصف آن پری روی — بیان دیگران انداز و برگوی
غلط فهمی مکن زنهار ای دوست — که شعرم هست پنهان زیر سرپوست
بعهد شاه پشین بود بیتال — که در وصفش زبانم میشود لال
زبان کز وصف او گوئی ربوده — بدلها این خرابیها نبوده
دل اینجا نیز یک حیرت شعار است — بوصفش عقل کل زار و نزار است
بسان چارهٔ فرخنده ماهی — بملک حسن یک حشمت پناهی
سیه چشمی وفا بیگانهٔ او — نگه دزدی حیا هم خانهٔ او
ز شیرینیش جهان در تلخکامی — نه تلخیهاش شیرینی تمامی
تغافل همعنانش از وفا دور — جوانی چابکی بیباک و مغرور
جبینش صفحهٔ نور الهی — بچینش عالمی کرده تباهی
کمان ابروش همواره در زه — بوصف او همان بهتر که جان ده
بچشمی مست اما خون ریز — نگاهش تیر اما تیر جان بیز

نگاہے یک بلاے ناگہان داشت | نہ تیرے بلکہ نوکے از سنان داشت
بہ پیشِ نرگسِ آن غمزہ بارے | سپر انداختن خود بود کارے
بہ مژگان چاک فرما پردۂ جان | بہ ہندو ترک تارے دین و ایمان
دو گیسویش بگر جان را کمندے | کہ آغشتہ در و صد ستمندے
کسے کاندر خیالے دیدہ روے | ز سر تا پا پریشان گشتہ ہے ہے
بہ پیچش بود یک کفر فرنگی | کہ پیشش نام دین گفتن ز تنگی
غلط کردم کہ گفتم مد حتش آن | فرنگِ شمۂ زان کافرستان
ز بوے نافہ اش در کوی و بازار | صبا بر دست خود میداشت طومار
غرض این قصہ را رشتہ دراز است | کہ انجایش بگفتن عین راز است
دران دام از پے آن دانۂ خال | جہانِ مرغ دل میزد پر و بال
بموئے مشک چین را حسرت آموز | بروئے رشک جنت آن دل افروز
عذارش بکجائے داشت لبریز | خیالش سینہ را میساخت گل خیز
ز وصف بینیش جان ہست مسرور | بورق ماہ گوئی مصرعِ نور
ندانم تا چہ بہا داشت آن یار | کہ در وصفش قلم گردد شکر بار
بوصف آن لب سیگونِ سیراب | سخن مستانہ میخیزد درین باب

ازان ولهائی شیدا در غمی بود | که جان می کشت و خود عیسی دمی بود

دهان تنگ او چون در سخن بود | تو گوئی غنچهٔ مقصود بکشود

بوصف آن زنخدان آه صد آه | بیانم چون رسد چاهیست در راه

چه آرم از میانش گفتگوئی | قلم باریک میگردد ز موئی

چه گویم قامتش را خاصه من | قیامت میشود در نامهٔ من

بقدش سرو گرچه تو امان بود | ولی سرو خرامان آن جوان بود

ز بالایش دل من گشت شیدا | نشانی نیست بالا دست پیدا

بعالم گر بیان ما بلند است | ز وصف آن بلند است آن بلند است

چو آن جان جهان رفتار کردی | چو دستی با گریبان کار کردی

ادایش را چه سان طبعم گراید | که وصفش در ادای خامه ناید

نمیگویم چنین بود و چنان بود | سراپا قامتش ایمان جان بود

کنم القصه زان کان نمک شور | دکانی داشت در بازار لاهور

سر جوهر فروشی آن جوان داشت | ز رخشان لعل و گوهر در دکان داشت

بهای سر گهر ز اندازه بیرون | که جان هم سنگ نبود بود افزون

سراپا عقد خود پوشیده از شرم | شده هنگامهٔ بیع و شرای گرم

براین فهم آشکارا شد و کانش ‌ ثوابت در رشک بر واز لولو انش

کسے پرسان ز گوهر ها بهائے ‌ کسے حیران بحسن دلربائے

ولے کو جان دهد پیدا نبوده ‌ بران لعل لبش شیدا نبوده

نبوده مشتری کو رشته جان ‌ کند پیدا وران دُرهای دندان

نبوده یک خریدار غرض مند ‌ بران جوهر که باشد چون غرض بند

غرض یعنی رهِ تسلیم رفتن ‌ چه رفتن از امید و بیم رستن

چو بگذاری امید و بیم اے دوست ‌ شود حق الحقیقت مغز تا پوست

بجائے میرسی کز جا برون است ‌ که لاخوفٌ ولاهم یحزنون است

بخویشِ خویش رو بیخویشی آموز ‌ ز بیخویشی چراغ خویش افروز

آمدن فقیرے و عاشق شدن بر آن جوان

چو شمعے نور خود را بر ملا زد ‌ بپر پروانه را گوئی صلا زد

جهان پروانه سان گردید مسرور ‌ چو شمعے سرورے ماگشت پرنور

کس از نزدیک و کس از دو دیده ‌ مر آن نور دیده نور دیده

غرض دو کانِ جنبش چون بهم شد ‌ نهال حُسن او چون پر ثمر شد

چو آنجا حسن یوسف شد نمودار ‌‌‌ ضرورت میشود کاید خریدار
که ناگه در رسید آشفته مردے ‌‌‌ چه مردے خورده جام گرم و سردے
دلش پروانه هر دم شمع جویان ‌‌‌ ز جانِ خویش انّی تُبتُ گویان
کتانش دمبدم جویاے مه روے ‌‌‌ سپندش آتشی میجواست هر کوی
گیاهش برق را میگفت برسوز ‌‌‌ کبابش سیخ را میگفت بردوز
ز مژگانِ کسے در جُست وجوئے ‌‌‌ که ساز د چاک وهم ساز د رفوئے
جهان پیما بسانِ گردبادے ‌‌‌ بهر شهرے ز پئے مقصد شادے
بعالم این مثل پاینده دیدم ‌‌‌ که هر جوینده را یابنده دیدم
ولے این عشق را کارے نکوهست ‌‌‌ که اوّل یافت بازش جستجوهست
بسے آهو ز جُست وجو خرد شد ‌‌‌ چو اول نافه ور نافش بجو شد
ببازار آمده دیده پری زاد ‌‌‌ شده دیوانه تر دادش جنون داد
به دام عشق افتادن همان بود ‌‌‌ تو گوئی حال جان دادن همان بود
خوشش آنکس که درین بازارها کان ‌‌‌ ز نقدِ جان خریده جام عرفان
فتاده بر زمین بیهوش گشته ‌‌‌ جهانِ بیخودی در جوش گشته
همه بازاریان گردش دویدند ‌‌‌ بسوز او ز سازِ خود بریدند

علاجے خواستند از سرو دو کوے ‌‌ کہ صحت یابد آن سروِ نکوروے

کسے با مصرع نسبت کرد او را ‌‌ کسے از آب شستہ گرد رو را

اگر دارے خیالِ عشقِ خوبان ‌‌ تکلف نیست خود را ناشدہ دان

کسے از غم بر ویش آب می زد ‌‌ چگویم نالہ شیب و شباب میزد

کسے گفت آسیبِ پری ہست ‌‌ کسے حیران کہ سحر سامری ہست

ز چشمش سلسبیلِ اشک میرفت ‌‌ ز حیرت جانِ آن پر رشک میرفت

فسون افسانہ خواندندے ہمہ کس ‌‌ ہمان بودے کہ کردے شعلہ با خس

ز ہر معجون کہ کردندے وسیلہ ‌‌ تو گوئی رفت روغن در فتیلہ

بجز جانان طبیبے نیست اے جان ‌‌ بدردِ عشق درمان آن را تو درمان

چو دردِ عشق شد بر جانِ مجنون ‌‌ بجز لیلے نشد درمانِ مجنون

ہمہ کس گفتگو کردند با خویش ‌‌ کہ بیمارے ندارد مرد درویش

دلش ژولیدہ از غوغای عشق است ‌‌ سرش شوریدہ از سودای عشق است

پری روئے کہ در دکان نشستہ ‌‌ مر این درویش را در جان نشستہ

جمالِ آن جوان بیتاب کردہ ‌‌ سراپا گیسوش در تاب کردہ

برفتند از سرِ دیوانہ یک یک ‌‌ بدانند آتش و آہنگر اینک

چو آن دیوانۂ از رفر مو توا
چشیدہ لذتے قبل ان تمو توا

شدہ از بیخودی وز خویشتن گم
خیال آن مسیحا گفت قم قم

بہوش آمد ولے از خویش بیہوش
ہمہ تن چشم گشتہ یا شدہ گوش

زخود رفتن ہم آغوشی ست اید وست
بیابی تا کہ مغزت ہست در پوست

چہ بیند نوجوانی جان جہانے
نشستہ بر دکانے سومیانے

جمالے دید کز حور و پری بیش
ہمہ خوبان بہ پیشش ہیچو درویش

تعالے اللہ چہ فیاض است دادار
شکر را میرساند بر شکر خوار

بدر و خویش صادق یافت اورا
چگویم صبح صادق یافت اورا

بہ بستہ مرغ دل در دام سویش
رخ و جبت وجہی کرد سویش

ز دین بگزشت و باعث بست پیمان
مسلمانان مسلمانان مسلمان

چو عشق بت گسے را دل نشین است
ز دین بگزشتن او را عین دین است

ندارد عشق تیا تا ئید زین بہ
کہ الناس علی دین ملوکہ

ہمدرین حکایت یاد آمدہ

زنے بد بیوہ در شہر اٹاوہ
نمودہ صرف عمر خویش یا وہ

بنام فاحشه شد در جهان فاش — بگرد خانه اش سرگشته اوباش
ز اوباشان جوانی بود بیباک — باوباشی ازان مجموعه چالاک
دل آن بیوه شد باآنجوان بند — جوان هم گشت زین انعام خورسند
بیکدیگر کنار و بوس دادند — زخود ها پردهٔ ناموس دادند
زن از فرخندگی در خود نگنجید — بهار وصل را هر گونه میدید
گهی نیلوفر اویش ز نبور — نمیکردی جدا چون مردهٔ گور
بهمنیوال عشرت می نمودند — ز عشرت رنگ حسرت می زدودند
کس از همسایگان چون دید این حال — نصیحت کرد بر زن کای بد افعال
نه آخر دوزخ است انجام این کار — ازین بگریز و گفتارم نگهدار
چو کردی توبه کن تا ره روی تو — زحال مغفرت آگه شوی تو
چو آنجا عشق دل را داد آرام — بگفتار خرد کی می شود رام
زن از ناصح چو بشنید این حکایت — بدو پرسید کای اهل درایت
چه جاییم دوزخ است اما بیان کن — کجا خواهد شد آن یارم عیان کن
بگفت او نیز در دوزخ رود زود — سر انجامش همین است آتش دود
زن از قول نصیحت گو نه آشفت — جواب نغز بین کو چون گهر سفت

چو دوزخ مسکن آن یار باشد
مرا خود جنت دیدار باشد

بدوزخ گر بیابم آن جهان است
سر من در سر آن نوجوان است

مرا از دوزخ و جنت نه کارے
همین دانم که با تستم به یارے

چرا او گرد دوزخم گرد بهشتم
با او در کعبه ام گر در کنشتم

چو دوزخ جائے وصلم گشت امید دوست
دلم را خواهش جنت نه نیکوست

چو در ویرانه با او هم کنارم
به از معموره کانجا نیست یارم

امید و بیم از خود کرده ام دور
چو با او میروم نور علی نور

مکن عیبم که من با دوست مستم
کنون بگزر که هستم هرچه هستم

منم آنجا که آنجا خیر و شر نیست
بغیر از عشق و میل دگر نیست

وصال دوست میدارم در آغوش
جهان موعظت بادیست در گوش

دلے کز عشق جانان دردمند است
نصیحت بر سر شورش سپند است

دلے کز عشق جانان چون شود گم
نه جنت میشمارد نے جهنم

نه دین داند نداند مذهب و کیش
بجز مقصود کو خود کرده در پیش

چو آن شوریده در حسن جوانے
بدیده مے نشان را در نشانے

بپیش قامت آن سرو آزاد
بسان بندگان مے بود دلشاد

زحسنش دیده ها را نور میداد | بدل از غمزه اش ناسور میداد
گهے مفتون آسیب پری بود | زہوش خویشتن زاندم بری بود
بمحراب ابروے آن دلربائے | پیلے پے ساختے عاشق دعائے
نمودے سینه را بهر دم نشانه | به پیش نرگس ناوک زبانه
زچشمش گز جان نومیدمی بود | زلعلش زنده جاویدمی بود
گهے بر هندوش میباخت ایمان | گهے بر چهره اش بودے مسلمان
گهے شایستۀ انعام میداد | زبالایش کشیدے گاه فریاد
اگرچه هجر جانسوز است فی الاصل | نمک دیگر نزخمی می نهد وصل
که این دیده کو از دید خورشید | نمی گردند از بینائی اسپید
بفهمد این سخن کو سینه ریش است | که حیرانی به نزدیکان چو بیش است
گهے در پیچ زلف چون شب تار | نمودے کوچه گردی با عسس وار
گهے از بخت خود میکرد نازے | که صیدم ساخت عشق شاه بازے
زگلزارش چو بلبل داشت شیون | ز سروش طوق چون قمری بگردن
به عشاقان خوش آن وقت خوش آنروز | که تیر عشق جانان شد جگردوز
ندانم کے رسد فرخنده آنے | که یابد عشقیا هم جان جانے

چنین میساخت سر دم قرة العین | جمال جوهری را بی شک و شین
بصورت گرچه او خود بود مائل | ولی صد معنی آنجا کرد حاصل
بلی عشق مجازی هست پایه | بدان عشق حقیقی کوست مایه
بصورت سیر کن تا میتوانی | که این نهریست از بحر معانی
کجا معنی که بی صورت برآرد | کجا صورت که او معنی ندارد
چو معنی رنگ از صورت گرفته | ازین صورت بصورت عشق رفته
همه نور است از مه تا بماهی | ولا هرگز نیفتی در سیاهی
ندیدم بی مسمی هیچ اسمی | نه ظاهر بی مظاهر یافت جسمی
خصوص انسان ز خلقت هست اولی | انا سره ثنایش گفت مولی
ببر دو دل بانسان عشق در باز | درین جو بحر در جوش است کن ساز
کلام قدسی اینجا گفت رحمن | بشکل خویش آوردیم انسان
چگویم تا چها گویم کمالش | که مسجود ملایک شد جمالش
شنو از من دلیل من رآنی | فقد یعنی رای الله گر بدانی
ولا عشق همیشه دار در دل | که او خود بوده است انسان کامل
بعشق او ز عشق او نجات است | درود از ما بران فرخنده ذات است

غرض آن جوہری از نازگاہی
بشوریدہ نمیکردے نگاہے

نگہ با دیگران از وے تغافل
بدیگر ہمرہان از وے تکاسل

نگہ دزدیدن اینجا عین دید است
بداند کو ہمعنی رشید است

تغافل ہست بر عاشق ترحم
خموشی دارد اندر از تکلّم

حکایت فی المثل

بہ مجنون گفت شخصی کاے جنون بیز
نگر نشنیدہ بشتاب و برخیز

طعامے پختہ است امروز لیلےٰ
بہ بسیارے کہ دیدم ہیچو سیلے

ز دست خویش یک یک کفچہ آشے
بہر کس میرساند خوش معاشے

تو ہم رو تا ز دستش آش یابی
بہار جلوہ اش ہم فاش یابی

چو قیس این قصۂ نیکو شنیدہ
بسان اشک عشاقان دویدہ

رسیدہ پیش لیلےٰ ہمچو ہالہ
بگرد ماہ و بر دستے پیالہ

چو ہر کس کاسہ میکردے فراز
شدی زانعام لیلےٰ آن ہمہ پر

نمودہ قیس ہم پیشش پیالہ
کہ تا یابد ز بخشش خود نوالہ

چو اینجا حسن بیدرد است و بیداد
شکستہ کاسہ اش آن سرو آزاد

بهوش آمد جنون در جانِ مجنون — دوبالا گشت عشقِ آن مجنون
تغافل گر ز محبوبان نبودے — بعاشق شورِ نشئے در جان نبودے
تغافل فی الحقیقت هست تعلیم — که قلبِ عاشقان گردد سراسیم
چو آرد عشق اندر جان تغافل — تغافل چون کنم زین سان تغافل
فی الحاصل جلوۂ جوهر فروشے — در آن شوریده می آورد جوشے
نگه بے بر جمالِ یار میکرد — ز سینه ناله را تکرار میکرد
بجز زاری نباشد کار بلبل — به بیند ورنه بیند جلوۂ گل
برین منوال دیدے رنگِ و رویش — معطر ساختے جان از بویش
ولے چون شب شدی آن نوجوانے — بسوے خانه رفتے از دوکانے
چو خود در روز تابان بر دکان بود — بشب در مغربِ خانه نهان بود
چگویم حال آن شوریده درویش — بسانِ عشقبازے بود دلریش
چو بودے روز بر دکان رسیدے — شبش را صبحِ صادق بر دمیدے
شدے شب چون جوان در خانه رفتے — تو گوئی جانِ آن دیوانه رفتے
نباشد امتی را هیچ رهبر — چو در ماهی رود یونس پیمبر
بشب از هجرِ او بیتاب بودے — بروز از لعلِ او سیراب بودے

بروز از دیدنش میبافت جانے | بشب مے از دوے آه و فغانے
نبود آن ناله و آه و فغانش | بیاپے کوس رحلت کوفت جانش
دلش چون ناله را آهنگ دادے | ز دود آه و شب را زنگ دادے
چنان از سینه کردے آه جانکاه | که عالم بود در استغفر الله
بروز اندر جمال جلوهٔ یار | نمودے عندلیبش سیر گلزار
چو بودی شب زدے فوارهٔ خون | نگر چشمش شد اصطرلاب جیحون
بدینسان روز و شب میبود حیران | مسلمان از جفاے نامسلمان

آزرده شدن خوشیان آنجوان و فقیر را بحیله در دریا انداختن

بیا اے عشق تا گویم فسانه | ز مهر کینه‌ات جانها نشانه
به لیلی حسنها اهدا کردی | ز مجنون کوه نجد آباد کردی
ز شیرین کاریت خسرو دل یافت | ز تلخیهاے تو فرهاد جان تافت
بعذرا رنگها افزود از تو | بوامق هر چه بود آن بود از تو
جمال یوسف از فرسودهٔ تست | سرود کار زلیخا سودهٔ تست
به مهرویان تو ناز آموز باشی | بعاشقان نیاز آموز باشی

ز لست این عاشق و معشوق پیدا — گل و بلبل ز تو گشته هویدا
نئی پیدا و لے پیدا است کارت — ز وحدت عالمے گشته است غارت
غرض چون حال شوریده سمر شد — بیان عشق او چون در بدر شد
ز معشوقی چو شهرت یافت آن ماه — پدر هم مادرش گشتند آگاه
بخویشان نیز این افسانه شد فاش — که بر نو باوه عاشق گشته اوباش
همه کس یکدگر کردند افسوس — که اکنون سیر و وا ز دست ناموس
خجل خواهیم شد از خاص و زعام — بخویش و اقربا باشیم بدنام
همان بهتر که این آشوب پرواز — برون ناید ز خانه هیچگه باز
بماند در سرا خود نشسته — درے بر خویش و بر بیگانه بسته
فی الحاصل هر چه گفتند آن همان شد — پری در شیشه خانه اش نهان شد
بقید آمد خرامان سرو آزاد — شده خود صید کو بود است صیاد
پسر را مادرش در خانه کرده — نهان از چشم آن دیوانه کرده
برادر هم پدر کردند قیدے — که تا رویش نه بیند عمر و زیدے
زمانے هم برون نگذاشتندے — بدرجے همچو گوهر داشتندے
چو سازد شمع از فانوس مسکن — چگویم حالت پروانه را من

اگر پنهان شود در ابر خورشید | نباشد ذره را از هستی امید

بر همنوال چون بگذشت یکروز | نیامد بر دکان مهر دل افروز

گذشته روز چون آن جان نیامد | خرامان بر سر دکان نیامد

ندید آشفته چون دیدار دلبر | شده آشفته تر آن زار دلبر

دو چندان گشت شورے در دل او | ز هجر گل فغان زد بلبل او

بسان رعد هر دم ناله میکرد | ز ناخن سینه را گل لاله میکرد

فغان سینه اش از هجر معشوق | بپایے میرسیدے تا بعیوق

زدے بر سنگ سر آن عاشق زار | که با سنگ است عاشق را سروکار

ز دود آه شب می ساخت بر روز | بشب از شعله می افروخت شب روز

همه بازاریان در کاروبارے | فقیر افتاده آنجا سوگوارے

ندیده یار را در صحن بازار | خلیده خارسان بازار بازار

بدنیان در غم آن شوخ دلبر | ز سر پا می نمودی پاے از سر

رسیده همدرین یک پیر زالے | بسا محتاله و یک بدتالے

سراپا مکر و از زورے سرشته | بسیرت دیو و بر صورت فرشته

بسر وقت فقیر آمد شتابان | بکاه خشک گوئی نار تابان

بگفت ای دل شده افتاده چون ... مگر نشنیده بنویسش اکنون
بیارست مادرا او داد دشنام ... چه گویم تا چه گویم با تو ای رام
ازین غیرت برفت از خانه ساده ... ز ننگ طعنه در دریا فتاده
مرا رحم آمده بر حال زارت ... که آگاهت کنم از کار و بارت
چو بشنید این سخن مرد پریشان ... بلائی بر بلائی دید بر جان
بگفت از زال کای از بهر بیچون ... زمانی همرهم شو تا بجیحون
ببر تا آن لب جو این تنم را ... چه بحر است آنکه برده آن صنم را
غرض رفتند هر دو تا بدریا ... که موجش شور میزد تا ثریا
بسان اشک عاشق تیز رو بود ... ز تیزی موج موجش تو بتو بود
خیالش گر گذر کردی بران جوی ... شکسته میشد انداز تکاپوی
بدید آن آشنا چون بحر بیتاب ... چو ماهی بی تکلف رفت در آب
وصال خویش در این کار دانست ... نه دریا بل حریم یار دانست
فرو شد بی تامل در محیطی ... مرکب شد عدم اندر بسیطی
کسی کز عشق جان را در عدم زد ... تکلف بر طرف دم در قدم زد
ز جان دادن مشو ای دوست دلگیر ... بده جان جانها بر گیر بر گیر

چو جان دادی چه جانها بر تو باشند
غمِ جانی ز جانِ تو فدا شند

غم اینجا تا چه گویم شادیِ تست
خرابی باعثِ آبادیِ تست

خرابی گر نداری این خرابی
ز معموری خبر هرگز نیابی

خزان خود یک نویدِ نو بهار است
حصولِ بیقراریها قرار است

رفتن زال و بخویشان از غرق شدن عاشق نوید دادن وازین استماع افتادن معشوق در آن دریا

ندانم چون دهم این قصه را دل
بیانِ عشق بس کاریست مشکل

ادیبِ عشق چون تعلیم گوید
نخست از تخته‌ات نامست بشوید

دهد تعلیمِ وصلِ یار هر دم
شوی با دوست ای مهجور ز غم

نه حاصل واله چون رفت در جو
شده فرخنده آن زالِ سیه رو

برفت اندر سرای آن پریزاد
بخویشش واقربایش مژده برداد

که در جو غرق شد آن مرد شیدا
ز جان بگذشت و نامش نیست پیدا

چه داند این سخن شرمندهٔ عشق
نمیرد جان نمیرد زندهٔ عشق

شنیدند آن همه گشتند تازه
تو گوئی کرده هر یک رنگِ غازه

فرستادند بر دکان پسر را — که تا بفروشد آن لعل و گهر را

بسر القصه بر دکان رسیده — کجا قالب که اکنون جان رسیده

شده مشغول در جوهر فروشی — فروشیدن نبود از تیز هوشی

همه بازاریان را دیده برکار — ندید آن واله را در صحن بازار

حیا نگذاشت تا پرسد که چون شد — ولیکن دل ازین اندوه خون شد

نه در بازار دیده روی عاشق — نه اندر شب شنیده بوی عاشق

دو سه روزی چو بگذشتند بیچون — ملامت بر جوان گردید افزون

چو آنجا حسن را با عشق کار است — بسا پروانه را شمع انتظار است

چه باشد شمع گر پروانه نبود — چه باشد حسن گر دیوانه نبود

خریداری نباشد یوسفی کیست — چو نبود عندلیب این رنگ گل چیست

بحسن و عشق نسبت از ازل شد — بنزد عارفان این رمز حل شد

همه ملزوم و لازم هست ای دوست — بقرآن فاذکرونی گفته اوست

جوان آخر بپرسید از کس ایجال — چه شد آن عاشقِ شوریده احوال

بگفت آنکس مگر حالش ندانی — تعالی الله کنون با من چه خوانی

دو سه روز است کان شوریدهٔ تو — بدریا غرق شد غمدیدهٔ تو

بیرون آوردن آن دو تن القصه بیرون — بچو کمان رفت از خود و گریان

شنید آن ساده چون افسانه از وی — شده دیوانه دیوانه از وی

گرفت او را که ای گوینده اکنون — بیا همراه تا آن روی جیحون

شده استاد آن مهرو زمانی — بران ساحل که عاشق داد جانی

ز یاد عشق او در سینه تف شد — بسان قطره نیسان در صدف شد

فرو شد در عمیق بحر پر جوش — گرفت آن کشته خود را در آغوش

جوان چون غرق شد در قعر دریا — شد از بینندگانش شور برپا

همان دم شد خبر بر هر دو شهر — که طفل جوهری افتاده در بحر

غریو از شهریان برخاست آندم — نماند مرد و زن در خانه از غم

بد نیسان قصه ناگفته استش به — قیامت رفت گوئی بر که و مه

چو غم با دیگران شد بر سر او — چه گویم از پدر و ز مادر او

همه کس دام افگندند در آب — فرو رفتند غواصان بیتاب

پس از دیری ز بسیاری تکاپوی — بدست آمد بسر در قعر آن جوی

چه بینند آنکه با نازک میانی — هم آغوش است آن افسرده جانی

سوی ساحل کشیدند از تهِ آب — تو گوئی یکدگر بودند در خواب

سر معشوق در آغوش آن بود — لب آن هر دو گویا توامان بود

پریشان گشت آن مجموع زنجال — جوان و طفل هم پیر کهن سال

با انبوه بر انبوه بودند — زیارت بر شهیدان مینمودند

بد انسان بند شد عاشق بمعشوق — بزور کس نمیگردید فاروق

چو آن خود رفته بود از خویش ای عور — ندانم رفته را چون میکنی دور

نمیدانم که زو بر دو شمس واله — گره محکم از آن مشکین کلاله

نه بکشا و آن گره کردند بس ساز — نه گشتند آن جدا هرگز دو دمساز

نمی بینم کسی بر سر زمینی — گره بکشاید از حبل المتینی

چو عشق انجا دو کس را داد پیوند — جدا هرگز نگردد از کس این بند

بدلها کز ازل رفت است رشته — نمیسازد جدا هرگز فرشته

عجب زخمی که تیغ عشق دارد — دو کس را بی تکلف یک گارد

یکی گردد دو تن بر کن شکی را — نه تیغی کو دو تا سازد یکی را

کنون بگذر دلا از یکدو گفتن — نمی زیبد بعشق این دانه سفتن

بیا القصه بر آن قصه اکنون — که یادش میکند در سینها خون

چو با معشوق آن عاشق شده بند — ز زور هیچکس نکشاد پیوند

بجود ها گفتگوی رفت بسیار — سنود از هنود و مومن زکفار

مسلمان مسئله گور و کفن گفت ‏ هنود این سر دو تن را سوختن گفت

چو انجام مرده فارغ گشت از غیر ‏ بمسجد افگن ای جان خواه در دیر

سفر جنت نخواهد برده عشق ‏ ثوابی هم عذابی مُرده عشق

ز خیر و شر برون رفت است نالش ‏ ز کفر اسلام بیرون است حالش

پس آنگه پیش شاه عهد رفتند ‏ بیکدیگر ز جد و جهد رفتند

به پیش شحنهٔ لاهور آن لاشش ‏ ببردند آن همه با جنگ و پرخاش

بگفت آن شاه آخر این سخن را ‏ جدا بودن ندیده آن دو تن را

بگور آرند آورند در گور ‏ هنود آن درگذشتند از شر و شور

نه گوری بلکه بود آن پردهٔ غیب ‏ که رفتند از شهادت آن دو بی عیب

ز تشبیه اول در گرفتند ‏ پس آنگه در ختم تنزیه رفتند

یکی تشبیه اول پایه باشد ‏ بدان تنزیه خود کان پایه باشد

چو خواهی جلوهٔ مهتاب بینی ‏ خود اول قرص او در آب بینی

ولا اکنون چه گویم قصه را باز ‏ که در جوش است جانم نشئه راز

بصورت کثرت آمد قصهٔ من ‏ بمعنی وحدت است این حصهٔ من

رموز بیخودی گفتیم در هوش ‏ بفهمی گر مئی عرفان کنی نوش

بتفصیلم ہم اجمال است بے قیل
بپیش رمزدان این نکتہ شد حل
شجر در تخم و تخمے در شجر ہست
ز وحدت سوئے کثرت رفت رایش
خود او عاشق خود او شد دلربائے
بدانی گر ترا عین الیقین است

با جمالم ہمہ پیداست تفصیل
مفصل مجمل و مجمل مفصل
بداند ہر کہ از خود باخبر ہست
ہو الظاہر ہو الباطن ثنایش
بجائے بلبل و گل گشت جائے
حقیقت فی الحقیقت ہست انیست

گفتن قصہ را در سلوک و آوردن بعضے اشغال

بحکم آنکہ چون بیچون بچون شد
بہر رنگے اگر گویم ہمہ اوست
کنون رنگ دگر دارم بیانے
کشم افسانہ را بر حال سالک
نبود آن دلستان بل روح بودہ
بجسم اے جان کنایت شد ہزار
ز نور لعلے کہ پیش آن یار بودند

ز ہر رنگے بدلہا رہنمون شد
غلط فہمی مکن زنہار اید وست
ازان شوریدہ وزان دلستانے
نمایم شرح بر آمال سالک
کہ از جنش دلم ممدوح بودہ
بدکان ورون گشتہ نمودار
یقین دانی کہ آن انوار بودند

خریداران گر گفتم وارد لت است
خیالات است وحالات صفات است

ازان عاشق بدل رفته اشارت
بلے جز دل کہ یابد این بشارت

دلا یکدم ز رنگ آب وگل رو
بدل رو هان بدل رو هان بدل رو

نه شب بود آنکه آن نازک میانے
بخانه میرسیدے از دُکانے

بجانب نفسِ کافر بود بر روح
کہ دل از ظلمتش گردید مجروح

نبود آن روز کان تابنده خورشید
رسید بر دُکان چون عمرِ جاوید

نمایان جلوهائے روح بوده
دل از دیدار او مفروح بوده

گهے در سمع گاهے تفرقه چید
بہ میان قبض وبسطِ راه میدید

نه آن خویشان چو آنرا قید کردند
دل شوریده را نومید کردند

دلا بشنو که اکنون گویم این بات
همه بودند آن وسواس وخطرات

ز نفسانی وشیطانی که هر دم
همی آرند بر دل صدمتِ غم

که در هجرش بپایے ناله میگفت
خواطر را ز ریاضتها همی رفت

نبود آن زال اے جانم بیندیش
که از دستش بدربار رفت درویش

کسے کو بیقرار از عشق مست است
بوقتش امتحان می آید از دست

پس آن زالے نبود آن امتحان بود
نبود آن جان وہی مقصود جان بود

بسر دوم امتحان باریست مشکل — بعارف مینماید مقصد دل

خوش آن کز امتحانِ خوف و جوعے — نمیگردد بحق سازد رجوعے

شود آن بحر کیفیت ربوده — سراپا محو استغراق بوده

بز استغراق چون دل گشت مفتوح — ضرورت ہم کنارش میشود روح

غرض در روح چون دل یافت جائے — بنامند اہلِ دل آن را فنائے

فنا گردید از خود گشت بیخویش — فناء فی الفنا آمد بدان بیش

فنا آنجا چو شد عین بقا ہست — انا گفتن دران حالت روا ہست

شد اینجا روح و نفس و عقل و دل یک — بنزد اہل معنی کے بود شک

بساحل آمدن از قعر آن جوے — بقا بوده است بنگر اے نکوروے

فنا رفتن بقا باز آمدن دان — عروج و ہم نزول اے دوست برخوان

پس انگه جاے او شد در ردائے — که لا یعرفهم غیری سوائے

چگویم پیش ازین رمز نهانی — بدو باقی شده از خویش فانی

نمانده رہبر اینجا رہ رو راه — اذا تم الفقر فہو است الله

اگر خواہی کہ فہمی این بیانے — مشو خودبین خدا بین شو زمانے

خداوندا کہ خودبین است واصل — زخودبینی خدا بینی است حاصل

ولے تا ہستیت کوہیست در پیش
بکن این سنگ را از تیشۂ ذکر
عزیز مصر در بازار دل بین
چو دل بین لعل بین باشی چہ نیکوست
عیان گرود جمالِ سبے تامل

نہ بینی ہان نہ بینی جلوۂ خویش
پس آنکہ در رسان اندیشۂ فکر
درخشان لعل در کہسار دل بین
بشو معقول تو محسوس اید وست
کہ فی الکل ہو الکل است بالکل

در عذر تالیف وخاتمۂ کتاب گوید

دلا این داستانہا گونہ گونہ
شرارِ عشق در اشعار ناید
چو رمزِ عشق در گفتار بودے
بکام در نیاید نشۂ عشق
چو آنجا عشق برگوید فسانہ
کسے از گفتگویش سر بر آرد
چہ باشی تو کہ از عشقش زنی دم
کنون بس کن دمین رائے نداری

ز عشق دوست چون آری نمونہ
بیانش بر لب گفتار ناید
خرد در محفل او یار بودے
درین صحرا نگردد پیشۂ عشق
تو گوئی میزند آتش زبانہ
زبانِ آتشین چون شمع دارد
فضولیہا مکن در عشق اسے کم
نہ رائے بلکہ یارائے نداری

ازین راے که داری لب فرو بند — درین ره می ندارد راے پیوند
سبیلے این درد را ننگ است یارے — بسانِ شیشه و سنگست سنماے
زبیدردی مزن در عشق فرسائے — چو داری درد بر کن قیل و قالے
بجز بیخود نگوید این معانی — معاذ الله زخود گفتن ندانی
زخود تا بیخودی راهِ دراز است — گذشتن از خودی خود عین راز است
خودی کز خود بود آن خود نمائیست — خودی کز بیخودی آید خدائیست
فحاصل از خودی بگذر زمانے — پس آنگه گوے زین معنی بیانے
چو نے از بیخودی زن پرده ہائے — که بر جوشد ندا اندر صدائے
خوش آن گویا که از خویش است خاموش — خوش آن پیدا که خود گشته فراموش
زخود یکسو شو و در عشق زن دم — تو از خود عشقیا می باش ابکم
نگاپوے تگ و دو ساز برخیز — ازان آتش رخ مشتِ شرر ریز
ریاضم تازه کن زین لاله زاری — سمندر مشربان را ده بہارے
بیفشان انچه در جانب شود سوز — ردیفِ شعلها مانند نو روز
ولے در حیرتم زین داغ آتش — بکاغذ چون نشانم باغ آتش
بسوزش چون من و مائی نگنجد — دگر خود کیست تا زنگش بسنجد

همان به تا کنم این گفتگو بس — دهم چون شعله اپیوند با خس
درین ناگفتنی گفتیم رازے — زشور عشق بس راز و نیازے
چو داری عینک عرفان ببیده — نه بینی جلوه هاے این جریده
چو آنجا عینک عرفان دهد نور — بهر رنگے ز بیرنگی کنی سور

حکایت فی المثل

شبے سیرے نمودم در مہرہ — زہر کوی و درے جویاے بہره
بہر سوئے ہمی رفتم پر آشوب — دل آشفتہ و جان عافیت کوب
ز حیرت آنچنان دل بیخبر بود — ندانم کوے دل یا کوے در بود
ببازار آمدم القصہ آن دم — کہ بینم رنگہاے کیف و ہم کم
نہ آن کیف و کمی کو آورد حیف — کم و کیفے زجوش بی کم و کیف
بصحنش پردۂ از چادرے بود — میانش شمع و یک بازی گرے بود
صور با رنگ رنگ از پرتو نور — نمودی داشت بر نزدیک بر دور
چو دیدم آرمیدم از جمالش — چگویم رنگ اعیان داشت حالش
صور از علم می آورد بر عین — تلون مے نمودی ہیتک و شین

زعلم و عین هردم داشت جوشی | ضرورت نارو و آن لحظه هوشی

عیان میساخت هر رنگی زاعیان | ولی خود بود آلان کما کان

ازین هنگامه تغییری نبودش | کم و بیشی تصویری نبودش

چو دیدم نیک نیک این قصه را باز | بشخص ما هویدا است این راز

کجا آن دیده تا بینم بهارش | زجان خویشتن باشم نثارش

ستم نیک پرده در روی احمدی نور | تو از خود عشقیا چون میروی دور

صور های دو عالم در سر تست | بحال و هو معکم در بر تست

عجب نادیده یکتائی دیده | که این هنگامه در تست آرمیده

ندانم پیش ازین گفتن عبارت | بعاقل هست تکفیه الاشارت

ازین پس ختم گشته نامهٔ من | وگر گفتن نداند خامهٔ من

نه رای رمز گفتن بود مارا | نه یارای نهفتن بود مارا

نگفتم آنچه نزدم گفتنی بود | کنون گردان قلم ای عشقیا زود

عروض و قافیه گر در سفینه | نیابی بر نتابی دل زکینه

عروض و قافیه جز در خرد نیست | چو عشق انجا تمیز نیک و بد نیست

زند هردم سرودش عشق این فال | که الفقر است لا یر بهر حال

خرد از عشق بس اندوهناک است — جهان پاکست گر خس کم چه باک است

نمی پاید خرد با عشق هشیار — چو جاء الحق زهق الباطل اے یار

نحاصل این بیاض ناز عشق است — تر و تازه ریاض ناز عشق است

نه بیند جلوه اش جز بلبل عشق — که پیدا نیست در روے جز گل عشق

خدایا تازه کن هر دم بهارش — بحق احمد و اولاد و یارش





رسالہ سوال و جواب



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عصمت پناہے کہ بر فہم و ادراک را سطوت جلال او گداختہ اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ
عَنِ الْعَالَمِیْنَ شوکت دستگاہے کہ در بلدہ جسم سریر دل را تختگاہ خود پرداختہ
قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی حشمت انتباہے کہ شہر تن را با جلوہ جان آباد ساختہ
نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ سلطنت جاہے کہ کارفرمائی رائے و خرد را برائے اہتمام
معمورہ جسد باختہ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ طرفہ شاہے کہ امتیاز لذائذ گونا گوں نعمائے
لون لون را در کام نفس انداختہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا اِعْلَمْ اَیُّہَا الذَّائِقُ اینکہ در بیان آمد

ہمہ اطوار اوست جل شانہ دیروز کثرت در وحدت بود امروز وحدت در کثرت است

ه در مقامے خار و در جائے چو گل * در مقامے سر کہ در جائیست مُل * لمؤلفہ

بہ بزم جان کہ کسے قیل و قال میدارد	و گر بکلبۂ دل شور حال میدارد
یقین بدان دگرے نیست زین ہمہ اطوار	ہم او جواب کند ہم سوال میدارد

آرے شوریدگان بادیۂ فراق کہ از غایت اضطراب با زمین و آسمان سوالہا کردہ اند

و از نہایت پیچ و تاب با جنبیدہ و آرمیدہ سخنہا پرسیدہ اند ه مجنون ز سپہر شکایت

با ماہ و ستارہ در حکایت * فی الحقیقۃ اوست ع گہے بر صورت مجنون بر آمد *

کہ از طور عشق و طلب و اضطراب بر دلہائے شان نمودار گشتہ ه می بر د اَحْبَبْتُ

اَنْ اُعْرَفَ مرا * ورنہ کو اہلیت این صف مرا * مؤید اوست و آسودگان حریم

وصال و رسیدگان محفل جمال چون بجو و بجو در اہی یافتند و جوش انا الحق زدند

و مجیب مشکل و کشایندہ عقدۂ لاحل شدند بے تکلف ہموار ست ع گہے در کسوت

لیلے فرو شد * وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ در بصیرت آمدہ شخصے را دیدم

کہ تنہا نرد می باخت و دست راست با دست چپ مقابلہ نمودہ کعبتین می انداخت

پس بہ بین کہ مات شوندہ و بازی برندہ کیست دریاب ه ہو محب و ہو محب

باز محبوب است * نگر گر چنین جلوہ بس عجب خوب است * مردمان از بے استیانی

افهام این حال را نمی فهمند پری و دیو که بر آدمی می رسند کار فرمائی میکنند و آن آدمی از سیان

سیر وجود تاثیر الٰہی و جلوہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ را منکر اند سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ

صاحبدلے معنی این فقره که ذی الملک والملکوت در مدح انسان منسوب ساخته چنانچه

فرموده ع اے نسخهٔ این فراز و پستی ❊ اما نه بدین صفت که هستی ❊ تو بودی عکس معبو د

ملائک ❊ ازان گشتی تو مسجود ملائک ❊ بود از هر شئی پیش تو جانے ❊ وز و در بسته با تو ریسمانے

ازان گشتند امرت را مسخر ❊ که ذات هر یکے در تست مضمر ❊ جهانِ عقل و جان سرمایه تست ❊

زمین و آسمان پیرایهٔ تست ❊ طبیعی قوتے تو ده هزار است ❊ ارادی برتر از حصر و شمار است ❊

و این تاج بر سر مبارک حضرت محمد مصطفےٰ منور و منجلی است اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِيْمٍ وَمَنْ

رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ دو گواه شاهد حال اوست صلے اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد میگوید فقیر حقیر برکت اللہ که از مدتے اسولہ چند در خاطر جا یافته بود و سیاحان

وارد و صادر نیز استفسار اقوال حقائق که معانی آن جز دلِ آگاه نتواند فهمید و رسیان آورد چون

از کرم کریم و لطف عمیم جلوه بے تعلق و بے بیم در نمود آمد و بحکم آنکه ع تو ئی سر آورده از جیب من

ع هم رنج دهنده و شفا هم ❊ هم درد دهنده و دوا هم ❊ دل با جوبهٔ آن سر افراخته

درین چند اوراق بافته سوال و جواب نام ساخته سازِ مقدمه و پیده همه گفتگو را

بمعنی سلوک کشیده و نوخته واللّٰه الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ سوال این گفتگوے عقاید و مدد

کہ مردمان با خود ہا مکابرہ وارند کسے سنی است وکسے رفضی ودیگر خارجی یکے شیعہ و ہر کسے
بجائے میرود وازدلائل بطرفے راہے میگیرد وآنچہ صدق وراستی وراہ مستقیم است
ہرکدام ازینہا محمول میتوان کرد **جواب** این عاجز بکتب عقائد ومذاہب آگاہی ندارد
وگاہے جز کشی نکردہ کہ ازان مجیب شود لیکن بوجہے کہ دل از نیازمندی حاصل کردہ وبران
مستقیم است اینست کہ ہر چہار یار کبار ایمان بحضرت سرور سالار کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
آوردند ومسلمان شدند وہمہ اوضاع واطوار او درخود ثبت نمودند پس بدان از راہ محبت کہ اینہا بنوعے
نگر ذات او صلے اللہ علیہ وسلم بحکم فنا فی الرسول ہے ہے مجنون پیش لیلی خود را نیافت
پس چنین کسان اگر ازمیان روند عجب مدار جز دار شود بیخبر شو المقصود صدق محمد جسم یافتہ
آنرا صدیق اکبر گویند وعدل محمد صورت گرفتہ آنرا عمر خوانند وحیاے محمد تشخیص یافتہ آنرا
عثمان نامند وجود وعلم محمد ورجلوہ آمدہ آنرا علی دانند پس فی الحقیقۃ اوست کہ بچہار صفت
نمودار گشتہ چراکہ پیش ازین این ہر چہار چنین نبودند تا آنکہ ایمان آوردند اکنون بدانکہ نفرت
کردن یکے ازینہا نفرت ازوست ونفرت او نفرت از خدا است وآن کفرست ودیگر بشنو
صدق وعدل وحیا وعلم ازین ہر چہار صفت اگر یکے گزاری انسان نباشی ہرکہ صدق را
گزارد آدمی نتوان گفت اگر عدل را گزارد ہیچ نیست واگر حیا گزارد واے بر زندگانی او واگر
علم گزارد حیوان است ودیگر بشنو صاحبدلان کہ ارشاد تصور ومراقبہ کردہ اند گوش وچشم

وبینی و دہان را بچہار کتاب و چہار فرشتہ خصوصًا بچہار یار کبار نسبت دادہ اند
باید دید کہ اگر در حالت شغل چشم را گزارد کور دل است و گوش را گزاردن دل را
کر ساختن است و دہان را گزاشتن زبان دل گنگ کردن است و بینی موقوف
نمودن مشام دل را از ان ریاحین محروم داشتن است پس معلوم شد کہ چہ از راہ گفتگوے
ظاہر کہ مذہب خواند و چہ از راہ جستجوے باطن کہ مشرب نامند انکارے و اکراہے
و مخلفتے گنجائی نمی باید اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ این سیارگان آن
ماہ اند کہ از آفتاب حقیقی درخشندگی یافتہ جستجویم زکجا تا بکجا راہے یافت
جلوۂ مہر ستیارہ وزان ماہے یافت ؛ صَلّٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن
عالمے از دہلی آمدہ سوال کرد کہ معنی این عبارت کہ قول حضرت علی است کرم اللہ وجہہ
بیان کن اَلْاِسْلَامُ بَیْنَ السَّیْفَیْنِ الذِّکْرُ بَیْنَ الذِّکْرَیْنِ الذَّنْبُ بَیْنَ
الذَّنْبَیْنِ ہر چند انکسار کردم رہائی نداد بضرورت بر قدر طاقت بہ جواب
ملتمس شدم اَلْاِسْلَامُ بَیْنَ السَّیْفَیْنِ اسلام یعنی سلامت بودن و آن غیر ست
و تا کہ غیر است اسلام حقیقی نیست پس اسلام حقیقی میان دو تیغ است و مراد از دو تیغ
تعلق کونین است و حدیث ہم برین موید است کہ طالب دنیا و عقبےٰ را مونث و مخنث
گفتہ و آنکہ اسلام پاک یعنی حق را خواستہ و این ہر دو را قطع کردہ او را طالب

المولیٰ نذکر فرمودہ واین مرتبہ را تجرید و تفرید خوانند الذاکر بین الذکرین قول اہل کمال است که ذاکر تا که نفی خویش واثبات حق نکند ذکر او فی الحقیقۃ درست نیست و بجائے نمیرساند پس میان این دو ذکر که نفی خود واثبات اوست ذکرے عجیب است که رفته رفته ذکور میسازد چنین ذاکر را آه صد آه سے تا ہستی تست با تو در پوست ☆ ہیہوده ترا حکایت اوست ☆ الذنب بین الذنبین بلعید دانست که خود را نفی نساختن واثبات حق نکردن درین دو گناه است سالک را گناہے است که ہیچ کبیرہ برابری آن نتواند کردے در ہجر و وصل منفعل ہستی خودم ☆ خجلت کدام روز خرابم نمیکند ☆ المقصود معنی قول چنین کسے کرم اللہ وجہہ کرہت زہرہ که در بیان آرد و چه طاقت ادراک را که باستفسار شتابد لیکن بحسب ذہن خود انچه نوشته نوعے مناسبتے دارد وازان الفاظ اینمعنی می خیزد و مطابق طور روندگان این راه که از اعلیٰ تا ادنے متفق بر نفی خویش واثبات حق اند و سالکان ازان مامور شده اند تطبیقے دارد واللہ یہدی الی سبیل الرشاد سوال معنی الولد سر لابیہ چه باشد جواب آدمی از آدمی است وحیوان از حیوان آہو از آہو شیر از شیر جائے نشنیده ام که از شیر روباه واز روباه شیر پیدا شود معنی ہمنست اگر دیگر آرزو است با اہل علم بپرس نے نے ترجمه اش چنین است که اعیان ثابته با عالم مثال در خور دو پیوند گرفت ازان نتیجه بہم رسید که انسان میگویند واسرارے که دارد از سبب نادانی

محرم آن نیست مگر آنکه رجوع باصل خود کند و آنها که باصل رسیده اند آثار سرّ لابیه
را فهمیده اند و ارشاد نموده اند خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ و آدم را بر نمونہ خویش آفریدم
این دلائل بر سر لابیه موید و موجہات صاحبدلے بر ہمین معنی در جوش مستی فرموده
ماورسے دارم که او جفت خداست * من ازان ماور زنار آزاده ام * لیکن چه حاصل
برخود لقب از حواس کردی * حیوان دگر قیاس کردی * **سوال**
شرح اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ باز گو **جواب** مدعا ظاہر است چه گویم و حقایق او
انیست انسان که نام گرفته بسبب لبس یعنی خلقت و تعین که درو گنجائی یافته و نهان
شده و گرنه در اصل حق است در باللباس بار سببیه توان گفت
گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببین * شخص را بشناس کو ہم اول و ہم آخر است
لمؤلفه بنام آنکه از سر مذہب و کیش * لباس تازه وارد و در بر خویش * نهان بی پرده
در پرده عیان شد * بزید و عمر نامید و جهان شد **لمؤلفه** ہمایون قطره ام بحر عدم
و صفم نمیدانی * که از خم خانه سیرے کرده ام در کشور مینا * **سوال** حضرت
ابراہیم ادہم با چند اولیا بر کوہے نشسته بودند نَوَّرَ اللّٰہُ رُوْحَهُمْ یکے ازان گفت
که ولی کرامی گویند فرمود که اگر کوه را گوید که روان شو روان شود ہمدرین کوه از جا
بجنبید و روان شد فرمود که بر جا باش من بر تو مثلے میزنم حکم نمیکنم آخر کوه بر جا ماند

این یافته نمی شود بیان کن هرچند از کرامت اولیا بعید نیست لیکن ولیلے بیار
تا فهمیده شود آدمی ضعیف را کجا طاقت که کوه بر شکوه را جنبش دهد **جواب** آنجا که وجوب
است امکان جز وہم وخیال بیش نیست پس وہم وخیال را دور ساختن چہ قدر کار است
این فرقه که عین ذات اند ممکن در نظر ایشان وجودے ندارد و گر دارد از آن ایشان است
چنانچہ قول حضرت جنید است علیه الرحمة که تمام عالم بندهٔ من است و آفتاب را نفت
پاس باز داشتن از غروب که مشهور از شاه شرف بوعلی قلندر است رحمة الله علیه از ہمین قبیل
باید فهمید و این فرد فرموده او است ؎ گر شبے وست دہد وصل تو از غایتِ شوق*
تا قیامت نشود صبح دمیدن ندہم * تمثیل بشنو خیال را صورت بستن ونشاندن
و دور ساختن و آفتاب حاضر و غائب کردن چنانچہ در ہر شب شده است ہمچنان ممکنات
پیش رسیدگان نوات است ؎ گفتم چہ بود عالم و آدم گفتا * فانوس خیالی و چراغی ورسے
سوال اہل کمال می گویند که ہمہ حق است غیرے نیست و این فرد ہم مشهور ہمین معنی
است که ؎ بیزارم از ان کہنہ خدائی که تو داری * ہر لحظہ مرا تازه خدائی دگر است*
و در خصوص ہم فرموده اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ این فهمیده نمیشود اگر بیان
واقع است من چرا خود را غیر می یابم و اگر آن اقوال را غلط گوئیم پس چنین کسان غلطی
کردن کے است زہره باید که در شرح آری **جواب** اینچنین جلوه را مشاہده کردن

نہ کار چشم سر است بلکہ دیدۂ جان بین باید در بیان نمی آید المقصود ذات دریا کہ ہمہ آب است
وموج صفات وتعین اوست اگر فی الحقیقۃ نگری موج ہم آب است اگرچہ موج است
سے ہے سے اے موج ز آب کے جدائی داری ✤ دانی او لیکن وگرنہ دانی اولی ✤
بحر بین می باید اینجا موج بینی کار نیست ✤ گرچہ موج از آب دریا ہیچگہ اغیار نیست ✤
دیگر شنو سیاہی ذات است وحروف صفات وے واین صفات را تا کجا شرح
وہم کہ الفاظ عربی وپارسی وہندوی ودیگر اقسام از وی دلمود آمدہ چون بسیاہی
نظر کنی ہمہ ذات است واگر بحروف نگری ہمہ اغیار خبردار خبردار ازین ہم آسان گویم مثلاً
مسافرے آمد نشست کہ دل را ہیچ بسوے او الفتے نشد بعد وی را اظہار کرد کہ من
فلان وفلانے آنکہ جان ودل مشتاق ومنتظر او بود ہمان زمان بر سر نشانند وخدمتہا
کردند باید دید کہ ہمان ذات واحد بود بیگانگی ونادانی وحشت آورد ویگانگی ویکرنگی
الفت بخشید سے آب نیل است وبقبطی خون نمود ✤ سبطیان را خون نبود وآب بود ✤
آہ صد آہ این وہم وپندار آشنا را بیگانہ ساختہ در ضلالت انداختہ نقل است کہ بچہ شیر
در دشت افتادہ بود شبان آوردہ در رمہ میشان پرورید ومدام ہمراہ میشان بچراگاہ
می برد وشیر مید او روزے شیر از بیشہ آمد گوسپندان گریختند بچہ استادہ ماند آن
شیر از ان بچہ پرسید کہ تو کیستی گفت کہ من میشم او گفت کہ غلط میگوئی تو شیری آن

بچہ گفت کہ چہ طور شیرم گفت بیا ہمراہ من پس برد برلب آب دریا وانجا برابر استادہ کردہ عکس او وعکس خود در آب بنمود وگفت بشناس کہ من وتو یک شکل وصورتم چون دید بشناخت وراہ صحرا گرفت وشیر شد ے شیر بیدا سے تجرد بودہ گردن فراز ٭ گردن شیرے نہ زین وسنے لجام انداختی ٭ پس بدان کہ فی الواقع شیر بود واندیا نداند مگر وہم او میش ساختہ بود وآنہم درست ہست اگرچہ نادرست من فہم فہم نے نے برغلط رفتم کہ وہم وپندار را بد گفتم وہم نعمتے است عظمی کہ دوئی ثابت کردہ قول فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ را سر انجام دادہ سر ہجران واضطراب کشیدہ رنگہا افزودہ چنانچہ در زبدۃ الاروح مندرج است ہر کہ دوئی را نداند نسبت یگانگی رانشناخت اگرچہ معنی این قول دیگر است اینجا موافق مذکور باید فہمید وفی الواقع اگر دوئی نمی بود این شور واضطراب نمودار نمی گشت صحرا نوردی ودشت پیمائی کہ میکرد وکوہ بجز از مجنون آباد نمی باشد وبر بے ستون تیشہ فرہاد نمیرسید برہمین حال حضرت شبلی علیہ الرحمۃ فرمودہ اَللّٰھُمَّ اَحْشُرْنِیْ عَمِیَاناً کہ درانوقت ہم اضطراب واشتیاق باقی باشد فافہم حیف صد حیف کہ این حرمان زدہ نفس گم کردہ کہ مولف این عبارت است نہ شور ہجر وارد ونہ جلوہ وصل از ہر دو محروم است ع کندۂ دوزخ نہ نہال بہشت ٭ لیکن ازین وسیلہ کہ ہموارہ نقال سخنان بزرگان وحاکی قول صاحبدلان میباشد البتہ بجائے خواہد رسید وبجائے خواہد پیوست انشاء اللہ تعالے

تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیءٍ قدیر **سوال**
العلم حجاب الاکبر علم را چطور حجاب باید گفت بزرگے فرمودہ ع کہ بے علم تواں
خدا را شناخت ٭ و نیز متقدمین و متاخرین تا این زمان برائے طلب علم گردیدہ اند دیگر زنہم
و حدیث ہم وارد شدہ کہ اطلبوا العلم ولو بالصین **جواب** معنی احادیث
بے شان نزول دریافتہ نمیشود شاید کہ این حدیث بر حال مبتدیان باشد لیکن مفہوم العلم
حجاب الاکبر نزد عارف برین نوع است کہ علم در لغت دانستن را میگویند ودانست
تمام خلل و سد راہ است اینجا فنا فی الفنا می باید اگر گوئی کمال کمل اولیا ہم دانست دانستہ بودند
بشنو آنہا علیہم الرحمۃ بمرتبہ بے نطق و بے سمع و بے بصر رسیدہ بودند
گویا و شنوا و بینا حق بود ایشان نبودند تا فرمودند کہ اسمے کاسم الاعظم پس ازین راہ معلوم
شد کہ علم حجاب اکبر است یالیت رب محمد لم یخلق محمدا کسے را درین بزم
ساغر دہند ٭ کہ دار وے بیہوشیش در دہند ع چو گشتم مست لایعقل نقاب از چہرہ بکشادند
یعنی اولاً دانست او بر سید اند بعد ازان دانش من لدنا علما می بخشند علم حق در علم
صوفی گم شود ٭ این سخن کسے باور مردم شود ٭ شخصے **سوال** کرد کہ در حالت سرود شوق
و بے اختیاری غالب میشود اگر ضبط کند در جگر خون پیدا میسازد و اگر اظہار کند حجاب مجلسیان
کہ بعضے جا مجموعہ مخالفان ہم میرسد سد راہ میگردد چہ باید کرد **جواب** آنجا گرمی شوق

حجاب راگنجائی نیست ع بچۂ مغزانِ جنون راکے حیا زنجیرِ پاست ❊ وفی الواقع
در ابتدا ءِ حال و شروع شوق خطرہ امتیاز نمودار میشود ؎ ہر جا کہ من و یار بہم باز
رسیدیم ❊ از بیم بد اندیش لب خویش گزیدیم ❊ بے واسطۂ گوش و زبان
از طرفِ چشم ❊ بسیار سخن بود کہ گفتیم و شنیدیم ❊ پس اگر آشنا است چرا در بحر
بیخودی غوطہ زند کہ نہ در جگر خون است و نہ حجاب ہمنشینان زبون وہ وہ ؎
چنان در خود فرو رفتم کہ ہر دم ❊ جنون پرسد چہ شد دیوانۂ من ❊ نہ خبر حال و بجا لی
می ماند و نہ اثر شوق و بے شوقی نمودار میگردد صفائی محض است دیگرے سوال کرد
کہ در حالت شغل سالک چون در خود آید گاہ صورت نسا گاہ شکل امرد و انوار
میگردد این محمود است یا مذموم جواب باید دید کہ از دیدن آن اشکال دل اگر
بجانب عرفان می رود محمود است کہ رایت ربی بصورۃ الامرد و بصورۃ النساء
بیان اوست و اگر خیالات شیطانی سر بر میکند مذموم توان گفت لیکن صورت خود
دیدن از انہا بہتر است سنے نفی ع ہر چہ بنماید ہمیشہ دید نیست ❊ یعنی ہر چہ در نمود
می آید و بقاے ندارد پس چہ حاصل مرد باید کہ صاف رود و بلونے ازین الوان بند نشود
رفتار مردان پیچ است در اینحال سالک را خللے عظیم است ازین تعین بر آمدن دشوار
اکثر کسان در نظر آمدہ اند کہ باین اشکال گرفتار روا از کار اصلی بیکار شدہ اند ہشدار ؎ تا عکس ہستی

تو نماید در آئینہ ؛ معبود تو خیال تو باشد ہر آئینہ ؛ بعضے کسان را باین مرتبہ شکل نسا ء

ظاہر و باطن پیدا گشتہ کہ خود را بہمان شکل متشکل یافتند و لباس و زیور زنان وانچہ لوازم

آنہا است پوشیدند و از مقصود باز ماندند اگر مردی کنند و ازین خلل برآیند جلوۂ طالب المولیٰ

مذکر و یابند **سوال** حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى تفسیر آن مفسران

فرمودہ اند اہل باطن چہ میگویند **جواب** صلوٰۃ وسطیٰ نزد یک سالکان نماز قلب است

کہ آنرا صلوٰۃ دائمی خوانند در اکل و شرب و خواب و بیداری و ہمہ حال جاریست

وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ مؤید اوست آیہ کریمہ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ؎ صلوٰۃ وقت

کار زاہد است ؛ نماز دائمی از عارفانست ؛ **سوال** نماز جماعت را تاکید است وَارْكَعُوْا

مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ونیز در حدیثات و کتب فقہ بیانہا است کہ یک نماز جماعت بہتر از ہفتاد

نماز تنہا این را در مقدمہ سلوک چہ باید گفت **جواب** حواس را گرد آوردن و متفق ساختن

جماعتے است عجیب از آن جماعت ظاہری کہ دل در انتشار و حواس بے اختیار است

باید دانست کہ آدمی را بہ پنج چیز مرکب میگویند چنانچہ در کتب شغل سطور است و مجستہ قادریہ

عالمی ماسور آتش و باد و آب و خاک و ہوا وازین پنج ہر یکے پنج پنج توابعان دارد

کہ جملہ اصل و فرع ہر پنج بیست و پنج میشوند اگر این ہمہ متفق شدہ برکوع و سجود درآیند نماز جماعت

سر انجام باید چنانچہ مطلع شدہ می ازین فقیر است ؎ جب بس کیجے پانچ پچیس ؛

تب نروری ہیم ہے کے مارک ملین بہانوتی ایس * ونیز خضوع تن وحضور دل وشہود جان
در میان است اکثر فقیران نماز جماعت در شبہا با عالم ارواح میگزارند و این ہم شدہ است و میشود
کہ در مقام خود حاضر اند و در بیت اللہ آمدہ ہم بجماعت داخل میشوند الحال یاران انصاف
کنند و ہر جائے از نیہا کہ نوشتہ شدہ پسندیدہ باشد و در ترجمہ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ
ثبت نمایند فقیرے **سوال** کرد کہ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ چہ معنی دارد حق تعالیٰ
بیچون و بیچگون است و آدم بچون و چگون نمودار است چطور این مقدمہ راست آید **جواب**
سوالے کہ کردی در اصل غلط است کہ از تنزیہ سائل شدن و جواب از تشبیہ خواستن
مناسبتے ندارد و نے آب یخ میشود و تعین میگیرد مضائقہ نیست **نقل** روزے
فاما عجب روزے کہ نہ روزے و نہ شبے برف راگفتم کہ تو آب ہستی بمجرد استماع این
سخن سر فرو ماند چرا کہ لذت سینہ تنگافی و گرم دلی ندیدہ بود بجواب نپرداخت ہمدرین تاب
آفتاب عشق نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ درخشندگی کردہ دل بستگی او را
گداز نشی داد یافت انچہ یافت و دید انچہ دید آرے * ہر کہ مانند حباب از قید خود وا شنح
بے تکلف صاف میگویم کہ دریا میشود * المقصود اسم اللہ جامع جمیع صفات
و مقام تعین و از احدیت کہ تنزیہ محض است چہارم مرتبہ فروتر این مقام است کہ آنجا باسم اللہ
موسوم شدہ این را واحدانیت می نامند و انسان ہم جامع جمیع صفات است بالقوۃ اگر

خود را بشگافد وآتش طلب وعرفان برسر رساند بالفعل هم باید انچه که هست چنانچه رسیدگان
سبحانی ما اعظم شانی تا انا الحق گفته اند چرا که هر مرتبه که تو خواهی علو و دنو در وحدانیت مملو است
و در بشر هم که پیر و جوان خورد و کلان هندو و مسلمان اے عزیز این انسان سایه آن شخص است
که وحدانیت نام دارد عراقی فرموده علیه الرحمة ؎ بهشتے صحن گشته خانه امروز + مگر خوبان
گذر بربام کردند + پس لازم که انچه در اصل باشد در فرع نیز نمودار گردد و هر جنبش و حرکت
که در شخص است در سایه نیز پیدا و هویدا است و کارکنان و جانبازان ازین سایه گذشته به اصل
قرار گرفته و جوش ع من خدایم من خدایم من خدا + زده بلکه ازین هم رفته ذات محض شدند
؎ رفت رسم و یک جمله صفات بشر + آنکه همان ذات بود باز همان ذات شد +
که دران مقام تعین را گنجائی نیست ع انجا اگر آنکه بگوئیم قاصریم + ؎ آنها که سر بسجده
وحدت فروکنند + گر یاد دوست سینه خراشد وضو کنند + زیاده ازین گفتن طاقت نیست
ع سکی رے اکتین پرت پنائی + سوال جلوۀ محمدی صلی الله علیه وسلم لولاک لما
خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ وَاَظْهَرْتُ الرُّبُوبِيَّةَ نعت اوست در آخر چون ظهور کرده بایستے
که اول نمودار میشدے بعد ازان دگر انبیاء علیهم السلام جواب مصورے که تصویر
میساز و چندان تصویرها میکشد چون تصویر مقصود میرسد بس میکند ازین راه خاتمیت ثابت
شده چنانچه کاتب که مشق میکند وقتے که حرف صاف می برآید ختم مشق میکند نے بزاند

که پارچه می فروشد اول چند تهان گزی می برآرد آخر کار تهان قیمتی می نماید اگر اول آن قیمتی
نمودار کند اعتبارے ووقارے پیش خریداران نیابد واین همه دیر آمدا محض انتظار ہی
مشتاقان جمال اوست صلی الله علیه وسلم خلوت ملبے وحشمت انتسابے که از خلوتخانه
برملا می آید اول پیشکاران وتوابعان وعهده داران وارکان دولت می برآیند بعد ازان
خود خرامان میشود پس موجب ظهور آخریت او نیست واگرنه سرگونه اولیت داشت
که كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ ٭ تو اصل وجود آمدی از نخست ٭ دگر هرچه
موجود شد فرع تست ٭ سوال انبیا علیهم السلام واولیا علیهم الرحمة که خاصان درگاه
ومقربان آله بودند چرا ذلت وپریشانی بدیشان رسید بایستے که بحو بخی شد جواب آیه کریمه
است وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى پس هرکه نهی کند نفس را از هوا
وحرص که مِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ یقین که درین دنیا انتشار وپراگنده حال ماند وهرکه
موافقت نفس کند که مِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا است لازم والزم ظاهر حال او معمور
باشد ویران حال کلام قدسی مؤید است که اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ الْقُلُوْبِ لِاَجْلِيْ ونیز
حدیث هم گواه است اَجِيْعُوْا اَبْطَانَكُمْ وَاَظْمَاؤُا اَكْبَادَكُمْ وَاَعْرُوْا اَجْسَادَكُمْ
تَرَوْنَ اللّٰهَ عَيَانًا عَيَانًا عَيَانًا ٭ ع ولا بسوز که سوز تو کارها بکند ٭ نیست
موجب ذلت عاشقان صادق درین دار فانی در مزد دیگر آنست که آنجا عشق وطلب است

خاکساری وخرابی لزوم ولازم آمده ۔ تو معشوقی ترا باغم چہ کار است ❊ منم عاشق مرا غم سازوار است ❊ ۔ چو شمع شعلہ در تن زو کہ او لہاے ناز است این ❊ سراپا سوختم من ہم کہ آغاز نیاز است این ❊ اینجا شبہ سر میکشد کہ ذلت وخرابی بر حال مبتدیان است وچنین کسے کہ گوید مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ وَاَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ است پس چرا بے حلاوت باشد اے عزیز مگر نشنیدۂ کہ ۔ گہے بطارم اعلیٰ نشینم ❊ گہے بر پشت پاے خود نہ بینم ❊ گاہ بودے کہ ۔ در بر پیرزن سیر و پیمبر ❊ کہ اے زن دردعا یاد آور ❊ وقتیکہ رسیدی لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ الحال تفصیل نوشتن را دفترہا باید سیدانند ہر کہ سیداند در تذکرۃ الاولیا مندرج است کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ در حالت سکر بر دریا عبور کرد کہ پاے ہم تر نشد و بر حوض وضو میساخت و پاے لغزید و در حوض بیفتاد شخصے بدو در رسید و بر آورد و اگر نرسیدے در ہلاکت ہیچ باقی نماندہ بود من فہم فہم سوال خطرات کہ در نماز و دیگر اوقات و عبادات می آیند این را چہ علاج جواب صاحبدلان علاج آن در رسالہاے خود نوشتہ اند و رفع خطرات از بسیار ذکر و قوت حلال و از ماکولات خشک و نرم است لیکن مولوی معنوی علیہ الرحمۃ چنین فرمودہ ۔ پور نبد وسوسہ عشق است وبس ❊ ورنہ کے وسواس را بستہ است کس ❊ در نسخہ یکے از عارفان دیدہ شد کہ آدمی مثال آئنہ است ازین راہ عکس

ہر شئے درو نمودار است لیکن دیدۂ پاک باید تا شکل مقصود در نظر دارد ہر چند قبلہ نما ہر سو میگردد
فاما استقامت او بسوئے مطلوب است نہ نے بر غلط رفتم کہ خطرات گفتم و علاج نوشتم
کیست خطرہ و کجاست وسواس ای عزیز بشنو انسان مرتبہ جامعیت دارد چنانچہ تفصیل
آن بالائے کتاب نوشتہ از علوی تا سفلی ہرچہ تعینات است کہ آنرا خطرات خمس نامند
ہمہ درو مندمج پس ہرچہ در دل او پدیدار میشود خالی ازین مقامات نیست آگاہ دلانرا
تماشا است مخالفت گنجائی نمی یابد ہرچہ ظاہر و باطن نمودار است پرتو جلال و جمال آشکار است
آرے کاسنی تلخ از بوستان است بزرگے فرمودہ کہ در حال برون و درون جلوہ نمودنہ
نامی بینیم گاہے بصفت قہار و جبار مضل و قابض صورت میگیرد و گاہ بصفت
رحمن و رحیم و غفور و رزاق و عزیز ملبس میشود پس کیست کہ ازو گریزم و علاج نمایم ظاہر اسمہ زین
معنی کسے گفتہ ع ماشتم ہفتاد و جا ہفتاد و جا یکجا مقید نیستم ٭ یار گر ہر جائی آمد بندہ ہم ہرجائیستم ٭
سوال در کتب سلف دیدہ شد کہ فلان بزرگ در طرفۃ العین ختم ہفتاد مصحف میکرد
و نیز جائے دیدہ کہ بزرگے وقت سواری بر رکاب پائے نہاد و تا بخانۂ زین رسید
ختم قرآن میفرمود جا من این فہمیدہ نمیشود جواب معنی این سخن بر فہیمان و روشندلان
مکشوف است اگر در تحریر آید تطویل می انجامد لیکن تمثیل بشنو بحکم المجاز قنطرۃ الحقیقۃ
عصائے است گرہ دار کسی گرہ دار در رنگ مختلف سو ہرچہ ضعیف راہ بر ہر گرہ عبور کردن

بدشواری میسر می آید و آدمی بمجرد دیدن همہ را دریک لمحہ می بیند من فہم فہم بشنو مرو بینا شجر در
تخم می بیند مفصل را در مجمل آری سیر معنی دیگر است و سیر الفاظ دیگر تا کجا نویسم کہ این بیان
حدے ندارد و قتیکہ از خود برآید آنزمان این جام بادۂ معرفت بپاید ہمدرین نقلے عجیب
یاد آمد روزے ازین کار بیقرار زار و نزار گرم در بازار افتادم برنج دیدم کہ بقال در سبد
نہادہ می فروخت صاف و سپید و بوے خوش داشت گفتم کہ این صفا و لطافت
و نظافت از کجا یافتہ گفت یکچند بر سر سبز گیاہ با آب و ہوا سروری داشتم ناگاہ درو ید
و روزہا در بوتہ ریاضت سوختند و خشک ساختند بعد ازان بچوب درشت چندان لگد کوب
دادند کہ از پوست برآمدم و سراپا مغز شدم بر نہیم خامم و درین دُکان افتادہ و بے سرانجام
و سر حال نگرانم کہ کسے بپزند و کدام وقت گزارشی دہند تا باشاہم طبق شوم آہ صد آہ
بکار سوختنم شعلہ چون کند تقصیر * نخواندہ است مگر سرنوشت داغ مرا لطیفہ نادر از زبدۃ الارواح
درین باب یاد آمدہ خواستند کہ شناختہ شوی اول گفتند کہ گداختہ شوی نے نے
در طمع عشق جز نکو رانکشند * لاغر صفتان و زشت خورا نکشند * گر عاشق صادقی
ز کشتن مگریز * مُردار بود ہر آنچہ او را نکشند * کار ہر کسے نیست کہ درین دیار بار یابد دل
در جوش و زبان خموش و یاد فرداودی فراموش و از ہوش بیہوش و زہر درد و بلا نوشا
نوش آنگاہ یار آید در آغوش دلا بکوش و خود را زود فروش و این ہستی موہوم را بپوش

وہر دمے خروش تا بہوش رسی اسے بیہوش **سوال** یعنی این فرو چہ باید گفت کہ کدام ماہ جبین دوش محفل آرا بود کہ شمع از در فانوس در تماشا بود **جواب** مضمون آن نعت زیبندہ است بحکم حدیث اَلْاِنْسَانُ مِنْ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ پس باید دید کہ آن نور شمع در فانوس تنزیہ از بصائر عوام مخفی است نگران آن ماہ جبین محفل آرای کثرت است کہ لَوْلَاکَ وَاَظْھَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ درباب اوست وَکُلُّھُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائِکَ یَا مُحَمَّدُ خطاب بر او صلی اللہ علیہ وسلم دیگر بشنو بوجہے حق آئینہ خلق است کہ اہل بصیرت نگران آن جلوہ بحکم فَاذْکُرُوْنِیْ سالہا در حیرت ماندہ اند و از خود رفتہ این را مشرب فنا خوانند مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ بیان اوست و بوجہے خلق آئینہ حق است بحکم لطیفہ نزہۃ الارواح کہ او را نظیرے است با تو وَلَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ این را مشرب بقا خوانند کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ طَالَ لِسَانُہٗ شرح اوست وَلَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ وَاِسْمِیْ کَاِسْمِ الْاَعْظَمِ دلیلے است ناطق پس آنجا کہ حسن حقیقی و مرتبہ جمع کہ اہل تفرقہ ازان آگاہی ندارند متوجہ بآئینہ باشد در محفل آرائی او شبہے نیست ع پر بہہ جوجب تم جیتی موتن میا کرتب جگ موتن جیتو ؛ و رمزے دیگر ہم ہست لیکن از ادب گفتن نمیتوانم من فہم فہم کاشفی علیہ الرحمۃ فرمودہ کہ بحمد اللہ نیم در دام

مشرب ۵ گہی برلب نکردم جام مشرب ❊ فردے از جلال اسیر طرفہ معنی دارد

چو مجنون رام آبادی نگردد ❊ بیابان گرد شوقِ سرکش ما ❊ یعنی مجنون ہر چند صحرا نوردی

میکرد لیکن او رام آبادی و تعین بود کہ بسوے شہر لیلی خاطر نگران داشت و دلم را شوقیست

کہ بر تنزیہ افتادہ کہ ہیچ تعین ندارد بحکم يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ سوال بزرگے فرمودہ

کہ بیزارم ازان خداے کہ در سگ و خوک نباشد دیگرے گفتہ بیزارم ازان خداے

کہ در سگ و خوک باشد پس ازین اختلاف تردد خاطر شدہ جواب آنکہ نفی کردہ روندہ ذات

مستغرق تنزیہ است و آنکہ اثبات کردہ سیاح صفات است کہ ذات را در صفات می بیند

تنزیہ در تشبیہ دریا را در موج فی الواقع پرتو آفتاب بر ہر گلشن و گلخن درخشان است و آنکہ تو وصم

او نگران است از پرتو او خبرے ندارد سوال اَلصُّوْفِيُّ لَا مَذْهَبَ لَهٗ چہ باشد

جواب اینکہ اہل ظاہر میگویند کہ صوفی را نفی مذہب است یعنی لا و اینہمہ غلط است بلکہ

عیب صوفی است چراکہ صوفی آنرا میگویند کہ بصفا رسیدہ ہیچ کدر و غیر در دل و دیدہ او باقی

نماندہ اَلصُّوْفِيُّ سُمِّيَ صُوْفِيًّا لِاَنَّهٗ صَافٍ عَنْ كُدُوْرَاتِ الْبَشَرِيَّةِ وَالْغَيْرِيَّةِ

پس معنی آنست کہ جاے رفتار نماندہ و عین گشتہ و این در لفظ لا مذہب لہ پیدا است فافہم

رباعی صوفی شدہ نیست نیست را مذہب نیست ❊ با دوست رسیدہ را دگر مطلب نیست

رب رس رب شد رب را رب نیست ❊ جائے کہ بود شمس در انجا شب نیست سوال لی

بر دو نوع است یکے آنکہ خود را میداند و دیگرے خود را نمی شناسد این یافتہ نمی شود
جواب مثلاً دو طفل از خاندان شریف اند یکے اطلاعے دارد کہ من از فلانم و دویمی
نمی فہمد کہ کیستم اگرچہ ہست دیگر شنو انسان را باید دید کہ در مرتبہ جامعیت بحکم نَفَخْتُ فِيْهِ
مِنْ رُّوْحِيْ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہمہ سمو اند لیکن آنکہ حالات بالقوۃ
بالفعل آوردہ خود را شناختہ است و دیگرے در نیامدہ نشناختہ اگرچہ ہست نفسے آنکہ میداند
مرتبہ ایجاب است کہ تنزیہ را با تشبیہ یافتہ و آنکہ نمیداند مرتبہ سلب است ؎
بدل گفتم کہ از دلبر خبر جو ٭ دل آنجا رفت و او ہم بیخبر شد ٭

تمت
بالخیر

محمد مبارک الہی کاپی نویس ساکن مارہرہ ضلع ایٹہ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

بالاتر از سیاہی رنگ دگر نباشد۔ وصف نور ذات میکند
کہ سیاہ است وہمہ انوار وتجلیات فرع اوست چنانچہ در گلشن راز گوید

سیاہی گر بدانی نور ذات ست		بتاریکی درون آب حیات ست

النور فی الاسود ساجن ساجن رہٹر سلے چھوٹے پڑے
بسیٹہ آرے ع کہ در سدرہ جبریل از و بازماند

حدیث ز مسعود یک جملہ صفات بشر		آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان فرا اشد

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل ۔ نعت اوست صلی اللہ علیہ وسلم

وعلی آله واصحابه وازواجه اجمعین اما بعد میگوید فقیر حقیر برکت الله اویس حسینی
الواسطی البلگرامی که از مدتے در ماہرو استقامت دارد اکثر امثال ہندی از
زبان عوام می شنید و در پے معانی آن مید وید چون دید که رموزات معارف
واشارات حقایق از انها می شونه پدید پس شرح آن امثال موافق وجدان
وحال نموده درین مختصر گنجانید و این چند سطر ازان کوشید که مستمعان
بر غلط نروند بلکه ازین راه ره بحقیقت برند اگرچه بر صاحبدلان واہل عرفان
بیان این سخنان نمودن بحقیقت حاصل است اما برائے مجاز دانان که جز ہستی
موہوم در نظر شان پیدا نیست تشریح داده واین خود ہویداست که کھیو
سوندھا توکو بره کوتھ و سانجھ کے مرے کون کیا لے رو ئیے
یعنی کسی که محروم ابدی ومرده دل سرمدی است بادی اظہار این حال تاکجا
باید کرد لیکن شاید که از معنی مثلی مفصلی وکسلی دو رسانه ند به اذواق علوی پردازند
وخیالات نسبی واضافی در بازند ونداننده که کھچڑی کھائے دن بھلائے
یعنی بر گفتار راضی باشند وبکردار در نروند اے عزیز از زبان تا بوجدان
تفاوت بسیار است واز بیان تا بعرفان منازل بیشمار سه علم رسمی
سربسر قیل است وقال + نه از وکیفیتی حاصل نه حال + پس باید که گرانید

دبر آینہ یعنی ہستی موہوم را بزدایند نیازمند چون اکثر اوقات گوشہ
اختیار کردہ و خیال ملاقات از سر نوردہ از خوف آنکہ تنہائی دیوانگی انگیزد
و سودا آویزد ازین راہ کاغذ را ہمدم خود ساختہ و قلم را محرم پرداختہ۔ دمری
کے چنین نرالی ٹاہ سخنان ذوق و وجدان درین اوراق باختہ
اگرچہ این بیچارہ را چہ یارا کہ اونٹ بوڑے بھیڑ تھاہ لیہ۔ مصرع
ہمہ سر در نقاب ماء فناک + نہان را عیان گمارد و لابیان را دربیان آرد
و بے نشان را در نشان سپارد فاما چہ کند کہ بتعبیہ ع لیس فی الدار غیرنا دیار
این بے نشان و نہان و لابیان بے تکلف عیان و در نشان و بیان است
کہ ع نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش ما + پس بہ ضرورت قلم را دوانیدہ
و بعوارف ہیندی نامید سوال اگر کسے گوید کہ نہان عیان ست
ولابیان در بیان پس عیان را بیان چیست جواب ؎

خود گوید و از خود زخود می شنود	و از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند مصرع

ہمو بیندہ ہم دید است و دیدار + دیگرے درمیان نہ لا احصی ثناء علیک
انت کما اثنیت علی نفسک المقصود توقع از خوانندگان آن دارد
کہ سہو رفتہ و خطائے گفتہ را بہ اصلاحے کوشند و بذیل کرم بپوشند

نوند انند که با عبارت ادنی معانی اعلی را مناسبت نموده و ادب از دست
ربوده و باستہا پیش آیند کہنیا دھنیا موبخ کی تانت یا آنکہ
نئی چکنیاں انڈی کا پھلیل بدعتو و اختراعی کرده معانی لطیف را
با عبارت کثیف در نورده بلکه ؎ گفت وگوے عاشقان در کار رب ٭
جوشش عشق است نه ترک ادب ٭ اے عزیز ہر دنوی که در نظرت
می آید اگر بدیدهٔ تحقیق نگری علو است که ع ہر موری سلیمانی است ہر چند پست
عنقائے ؎ مگس را بچشم حقارت مبین ٭ که او نیز در بارگہ مہتر یست ٭
دلا تو کجا میروی ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ با کار خود محفوظ باش
و در یار خود ملحوظ تا محفوظ گردی ؎ اگر ابلہے مشک را گند ه گفت ٭
تو مجموع باش او پراگنده گفت ٭ الٰہی چون برکات خود موسوم
گردی لبسیات خطیات منسوب مگردان و ہر سکنات و حرکاتش
بخویش سپے خویشش جاری و ساری گردان تا این نمود نا نمود گردد
و نا نمود در نمود آید تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدك الخير
انك علے كل شئ قدير لمولفہ ؎

یک چند سطر نوشتم از خط سیاه	فی الحمد و فی النعت و وصف صحباه

ازمانشده شده زبرکات الله	دانی به یقین که هر رموز عرفان

کاہو بہٹا پیاری کاہو پہٹہ سہم اشارت باین امثال میکند که اگرچه خرافات است اما صاحب ہوش را ترجمه ذات و برنا دان مزخرفات سے

گزان پندی نگیرد صاحب ہوش	نگویند از سر بازیچه حرفی
بخوانی آیدش بازیچه در گوش	وگر صد باب حکمت پیش نادان

دیگر شنو ممکن که مقام سراب است نوشیدگان بادۂ عرفان را شراب است وچشم ظاہر بین ازو خراب آرے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ دلی کی دلوالی مُنھ چکنیان پیٹ خالی اشارت به ساکنان وحدت است که روے شان از نور منور است وباطن شان از ماسواے مبرا کپڑے پھاٹے کیا دیکھو گھر دلی آئے این ہر دو مثل از یک قبیله است یعنے شاه است بکسوت گدا سو سیانی ایک مت پرتوے عقل کل بیان میکند که ہمه خردمندان وخرد عالم فیض یاب ازوے اند نولاکھ کا پور وا ایکی وہ وار الطرق الی الله بعدد انفاس الخلایق اگرچه معنی این قول دیگر است لیکن اینجا موافق

مثل مجمول نمودہ شدہ پس باید دانست کہ مذاہب و مشاہب کہ در عالم پیداست ہرچند بایکدیگر مختلف الطریق است اما مرجع ہمہ یکسان اوست جل جلالہ ؎

عالم خراب فتنۂ یک جلوہ بیش نیست	ہرکس کہ ہست چشم براہ عنبار اوست ؎
ہم در طلب تو خرقہ پوشان +	ہم در ہوس تو بادہ نوشان
ترسا کہ زند ہمیشہ ناقوس	چوبک زن تو شدہ بناموس
چندین کہ نہان و آشکار اند	این گفت و گوے باتو دارند

جوئے تین بیسی سوئے ساٹھ ؎

تا طرح بری کہ ہست این رشتہ دو تو	یکتو ست خود اصل و فرع بنگر تو نکو

نزد بینا دل وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت ؎

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت است	ما را شکے نماند اگرچہ تراشکی است

چنانچہ تخم در شجر و شجر در تخم - ع

ترمین بیج کے بیج ماہنہ تر وہی مین ایک نہ نیارہ

پس بنگر کہ در شمار بیست کثرت پیدا است و در لفظ شست وحدت ہویدا فی الحقیقۃ ہر دو یکے است آرے تا در شست او نہ در آئی

نہ بینی جاوہ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ مارسے کھونٹا سے ہلے خیر آباد طرفہ
تماشا است قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی اگر کسے دلش را آزارد
پس عرش اللہ تعالیٰ را در حرکت آوردہ باشد رمز دیگر شنو

اگر یک ذرہ را برگیری از جا	خلل یابد ہمہ عالم سراپا
دل یک قطرہ را گر بر شگافے	برون آید ازو صد بحر صافے

مَنْ فَهِمَ فَهِمَ آرسے کُلُّ شَیْءٍ فِیْہِ کُلُّ شَیْءٍ ع

باشد ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز	

و دل مومن را بخیر آباد ازان مناسبت دادہ کہ محض خیر و بصلح کل آمادہ است
مارسے بھٹیاری روئے کوتوال از ہمین قبیلہ است آئی نہ گئی
کولین لاگی کیا بہن بھئی نادر مثل است آئی یعنی در خود آمدم و نگئی
یعنے در ظاہر نہ پیوستم و الفتے نکردم ۶ اے بیخبر از حسن مقید چہ کسی
پس خلوت آب و عزلت انتساب بحکم وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ چون در خود آمد
معمور و مسرور گشت یعنے کولین لاگی کیا بہن بھئی و درین حال عشق
صغیر کہ یُحِبُّهُمْ بیان اوست جنبشے کردہ و سیر الی اللہ ہمین معنی دارد
رمز دیگر بشنو ذرہ را با آمد و رفت چہ کار یعنے آئی نہ گئی ہر چند تنازہ گرنہ

یعنے کولین لاگی لیکن آفتاب درکنار اوست اینجا عشق کبیر کہ جیون
طغرا ے اوست جلوہ نمودہ واشرقت الارض بنور ربھا قربان آن کسم
کہ مریم صفت حیات ابدی عیسی وار درکنارش نمودار است بھینسا
بھینسون ہین کہ کسائی کے کھونٹے قول عاشق است مصرع
میروم اینک بحر لیفان عنیب ٭ ومختصر آنکہ ع یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید
نلچ نچانون آنگن ٹیڑھا درین مثل حال مبتدی است صحن امکان کہ
وصف او ع چہ جسم وچہ جان جملہ جہان صورت اوست ٭ کج پنداشتہ
یعنے غیر انگاشتہ واین نمی داند کہ درماقابلیت رقاصی نیست وگرنہ
می گفت جوئی ناچ نچاوے سوئی ناچون ناچ ے

کہ بہر رنگ برائی کہ بہم رنگ توام	گل شوی بلبلم وسروشوی فاختہ ام

پس باید کہ بجز دش وبر جوش وبہوش آے مصرع
بردار قدم کہ ہر قدم معراج است جوئی کا چھ کا سپچھیئے سوئی
ناچ ناچیئے ۔ از حق بہ بین ۔ ے

گھے برصورت مجنون برآمد	گھے درکسوت لیلی فرو شد

آرے از آنجا کہ برصورت مجنونست شورش وناشکیبائی نمودار است

ودر کسوت لیلائے عشوہ جان ستائی سزاوار سے

در مقامی خار ودر جائے چو گل		در مقامے سر کہ در جائے چو گل

پس باید کہ چنان باشی کہ نمائی وچنان نمائی کہ باشی گندم نمائی
وجو فروشی را از دل بتراشی نا چن نکسی گھونگھٹ کیسا
ع محبوب وعشق چون نمی آید راست ہے

اگر مے کشی بار فیلان در آئے		وگر نہ بہر زہ مجنبان درائے

رمز دیگر شنو جان من چون جلوہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ از بطون بہ
ظہور زدہ پس نقاب بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ مارا درکش نکش
می اندازد و اگرچہ آفتاب در آب تابان است لیکن عجائب چشمی
کہ بیواسطہ در آفتاب نگران پس ازین راہ می گوید ع

	پردہ بردار کہ صاحب نظران منتظر اندے ع	

زلف یکسو کن کہ خورشید از نقاب آید بردن۔ جو جل گئی پھلیا بھونا و
چین سے کیے۔ درین مثل آشفتگی پیدا است یعنے ہر عمل وکوشش
کہ کردم محبوب از کمال استغناسے خود منظور نکرد ویعنے سوختہ دمن
در پے آن کار زار ونزار وخوار گردیدہ آہ سے

درد دل گفتم تغافل کرد خواری ازین بین	گریه کردم خنده زد بے اعتباری ازین بین

سورداس پربھ بھلی بینی سے ہے کجی گئی اور پون من چنگا تو کٹھوتی مین گنگا
با اہل ظاہر ارشاد میکند کہ اگر وجدانی داری پس دولت بہتر از کعبہ است ؎

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل	یک کعبۂ صورت است و یک کعبۂ دل

شخصی را دیدم کہ از حلاوت دل بیگانہ تسبیح ہزار دانہ در دست داشت
و میخواند و میگفت کہ مارا از بزرگ این ور د رسیدہ است کہ از خواندنش
نماز پنجگانہ را در کعبہ معظمہ ہر روز خواہم گذارد و از وسیلہ اش بہر صلوٰۃ خمسہ
در بیت اللہ خواہم رسید در خاطرم رسید کہ ہنوز نارسیدہ است
پیش ازین چون می فروشد و برنادانی خود نمی خروشد ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کین رہ کہ تو میروی بترکستان است

سبحان اللہ این خود بوسے از کعبہ نشمیدہ و از بیخبردی بر خود نازیدہ
و حال آنکہ حاجیان کعبہ معنے طالبان کعبہ صوری را در حساب نمی آرند ؎

کمال از کعبہ رفتی در رہ یار	ہزارت آفرین مردانہ رفتی

؎

بکعبہ رفتم و شوق درست فزود آنجا	بگریہ آمدم و جاے گریہ بود آنجا

قول ایشان است۔ دیگر شنو۔ کٹھوتی کہ عبارت بدل است و گنگا

اشارت بہ بحر بے پایان پس چون اندیشہ تو از ماسوائے روے تافت
واز تنگ و پوے شفا یافت بے تکلف جلوہ وحدت بر تو تافت
لی قلب ان عصیۃ عصمت اللہ ہ

مرا کہ جنت دیدار در درون دل است	چہ احتیاج بجنات حور عین باشد
مرا بہ ہیچ کتابے دگر حوالہ مکن	کہ من حقیقت خود را کتاب می بینم

دگر شنو کاسہ چوبین پر از آب کہ آنرا بہندوی کٹھوتی گویند در نظر عارف
گنگا است یعنے بحر بیکران آرے از بسکہ جلوہ شہود بر وے
متجلی است ع

در ہر چہ نظر کند خدا را بیند ہ	

اے حباب از خود تو در زندان غفلت ماندۂ	ورنہ جز دریا بسویت ہیچ دامنگیر نیست

جب تب گنگا سورون پار اشارت بموت میکند
سورون عبارت از جسم و گنگا عبارت از روح یعنے
روح را کہ پس پشت کردہ وبکشا فت جسمی رو آوردہ نزدیک است
کہ او ہم از تو در گذرد و ترا پس پشت انداز د بیل نہ کو دا کودی
گون اشارت بہ بار امانت میکند کہ در تنگ دل ودیعت است

وتن مرکب اوست یعنے بار امانت عشق وعرفان است پس میگوید
که درحالت جوشش وحببت اوتن که مرکب اوست معطل است
وناکاره مصرع

زہستی تاعدم یک جست میدارد شرار من

اندہلی کلکل پاتال کہینوا نابینا اشارت ازان است که چشم
خلق بین را دور وکور وعور کرده درجوف دل که عمق آن حدے ندارد
آشیانه زده است شنیده ام غاریست در آله آباد که حد آن
کسے نیافته چنانچه بادشاہی بود چندان روغن وشمع ہمراه
داشته ویک ماه راه دران غار رفته وباز آمده وبانتہا آن نرسیده
واضع باد که این وصف وصف دل است وآن شمع که ہست تجلی است
ونام دل ہم اله آباد دانی پس چون گدایان برو تا بادشاه گردی ودیگر
ازوسعت دل تاچه گویم لمولفه

لعل گران بہا ست چو آلی بغار دل

ودرین مثل طریق شغل است ازمرشد معلوم خواہد شد ۶

چو در دل می روم سیری کنم در لامکان ہردم

اندہلا ملان پھوئی مسیت حال سالک است کہ ازہمہ
چشم بستہ بردل صنوبری نگران است حضرت بایزید بسطامی
قدس اللہ روحہ فرمودہ کہ سی سال است کہ بردر حجرۂ دل نشستم۔
پھوئی مسیت اشارت بشکستگی دل میکند کہ انا عند المنکسرۃ
القلوب لاجلی آرے فقیر را چہار چیز باید دو شکستہ و دو درست
دین درست و یقین درست دل شکستہ و پا شکستہ۔ ع

	بُرد ند شکستگان ازین میدان گوئے	

اُٹھ نہ سکون ساڑھے تین ہجری آرے روندۂ این راہ نشستہ
باید اشارت بافتادگی است ع

	تا نیفتادم ندیدم کعبۂ مقصود را	

پس جائے کہ اینچنین افتادگی است حصہ زیادہ تر از حصہ
ایستادگان است کہ باخود اند و مشتاق مرتبہ کمال اند و خواہان
بہبود و این نمی دانند کہ۔ ع

	کہ ہر بہبود نابود ست و نابود است بود اینجا	

المقصود سہ نیم حصہ کہ گفتہ ناسوت و ملکوت و جبروت را سطے

کردہ و در لاہوت چندان بارے نیافتہ اگرچہ یاری گرفتہ
پس این مرتبہ متوسط است از تعین و تشخص عیان می گردد
نہ مبتدی است نہ منتہی کہ تعین در حال منتہی معلوم و مبتدی از ہمہ
مراتب محروم پس بے تردد مفہوم می شود کہ متوسط است۔ **دہوبی**
کا کُتا گھر کا نہ گھاٹ کا اشارت بر نفس سالک است حضوری
دوست کہ ساحل دریاے بیکران است بحکم دَعْ نفسکَ
وتعال در آنجا بارے نہ ودر خانہ یعنی خود از تعبیہ الجوع طعام
الصدیقین کارے نہ و گاذر اشارت بہ شست و شوی ماسوائے کردہ
کُتا چوک چڑھاے چاکی چاٹن جائے ۔عزیز من سگ نفس
بد بلائے است ہر چند دوست میداری دشمن میگردد واعمال پاک
ترا انجاس دہد پس ۔ع

	خلاف نفس کا ذکر کہ رستی۔	

رمز دیگر شنو **چوک چڑھائی** ۔ اشارت بہ تزکیہ نفس میکند
اگر تو تزکیہ نفس کنی بر نفس کل کہ عبارت از کمال اوست میرسد
ہمدرین معنے قول پیر بسطام یاد آمدہ کہ اگر پیش ازین خوبی نفس

می دانستی لقمۂ زمید ادمی وہلاک نکردمی ناحق چوٹ جولا ہا کھاے گر گھر چھوڑ تماشے جاے۔ ہ

خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجت است	چون کوے دوست ہست بصحرا چہ حاجت است ہ
باپری روے اگر ہمخانہ باشد کسے	میل بیرون میکند دیوانہ باشد کسے

فی الواقع مردان راہ بخلق آویختہ یہ نہ باخلق آمیختہ یا اشارۃ بہ تنزیہ است کہ تماشاے تشبیہ اورا تیر کارسیت چونکہ بحلاوت علم الیقین رسیدہ و بادہ عین الیقین نہ چشیدہ وگرنہ میگفت۔ ع

یار گر ہرجائی آمد بندہ ہم کم نیستم

وجولاہا۔ عبارت ازان است کہ درین رشتہ گرہی نمی فگند یعنی از عیز صاف ویکتامی برآرد کڑ ہری جانو ملار گانون حال خود رستہ است کہ درچشم مردمان حقیر وخوار است امادلش در ترانہ مصرع۔

وغنی لی منی قلبی وغنیت کما غنی

مترنم ومسرور است دافع غم وہم رافع وہم دالم حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ شبے در مسجد خوابید والی مسجد پاے حضرت گرفتہ

وکشید تا بزینه پایهاے مسجد رسانید و در وقت کشیدن
از ہر زینہ پایہ از آنہا بر سر مبارک ضربے وشکستے میر سید و آن
حضرت بر ہر ضرب وشکست کہ میر سید می خندید و خوشیها
میکرد ناگاہ یکدو پایہ ازان زینہ باقی ماندہ بود کہ والی مسجد پایہاے
مبارک گذاشت ایشان در گریہ آمدند والی گفت کہ در کشیدن و
ضرب خوردن خندہ می کردی و در گذاشتن گریہ می کنی بارے
بیانش کن حضرت فرمود کہ بر ہر ضرب مرا مقامے حاصل می شد
ازان می خندیدم و در گذاشتن از یکدو مقام باز ماندم ازان می گریم پس
ازین نقل معنی مثل ہویدا می گردد اندہلی کون سوجھے کندیری
کا گھر۔ آرے بتندی راہ از صحبت پیر نیست چونکہ او نجی و نا راستی
رامی تراشد ع جز آستانِ توام در جہان پناہے نیست دیگر بات
کی دوڑ بار تائین برہمین معنے محمول نمودہ بھوئین پڑا آسمان
جالی اشارت بہ سیر الی اللہ میکند بلکہ فی اللہ۔ ع

گرچہ من افتادہ ام دل یک فلک پیما است این ۵

خیال گوشہ گیری خانہ زین است پنداری	من و سیر دو عالم باد پاے شوق را نازم

بھکھاری اور پچھوڑ مانگے۔ اینجا تعلیم رضا و تسلیم میکند یعنے بر کردہ و دادہ او راضی باشی ۔ ہ

رضا بدادہ بدہ واز جبین گرہ بکشا	ہ	کہ بر من و تو در اختیار نکشادہ است
ادم ابر ہر چہ میدارد خوشم		اینچنین خوش باش ہر گز دیدہ

سنے سنے پچھوڑ مانگے اشارت بہ صفائے حال است کہ ہرگز شرک خفی ہم گنجایشی نیابد ۔ ہ

این کار از ان فتادہ مشکل	معشوق غنی و ماگدائیم

بھیک کی ٹکری بازارین ڈکار۔ اینجا ممانعت انانیت میکند ہ

نمود کفر درین رہ زخود نمائی بہ	بہ نزد ما زخودی دعوہ خدائی بہ

و نیز ارشاد باخفای حال میکند کہ اظہار نباید کرد آرے عاشقان را روشی است کہ راز خود پوشیدہ دارند بلکہ خود را از خود۔ تالی دولون ہاتھ باجے معنے مثل ظاہر است من تقرب الی شبرًا التقربت الیہ ذراعًا فاذکرونی اذکرکم برہان است یحبہم ویحبونہ فرمان ع

سور داس کہین گے نہ بھئے ایک در کونہیا

کمل کا کچھوٹا نواب سون لیوا دیئی ۔ ع

	عاشقانرا درجہان لنگٹے بس است۔	

المقصود ظاہر شان مجکم الدنیا سجن المومنین درغایت خرابی و نہایت
دوزخ ۱۲
بے تابی است اما باطن شان از رابطہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید
بکمال سیرابی دانی اگر یابی۔ منڈلی باندی لو پلی تیل۔ یعنے
سر ماسوی اللہ از سر بدر کردہ و تراشیدہ ۵

سرم بدنیا و عقبے فرو نمی آید	تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست

بظاہر تنگی و ناموسی ندارد باندی عبارت از عبدیت گفتہ و لو پلی
تیل اشارت بر زینت کردہ پس شخصی کہ اینچنین ترک ماسوی کردہ
فاذا فرغت فانصب از نیاز تمام والی ربک فارغب رجوع بحق
آرد نہ مراتب فلکی نے نہ رتبہ فقر کہ تفصیل آن برائے اختصار
نگفتہ بر سر شں متجلی و منور گردند۔ اندہلا موستے سرک چڑھ
مجھ کوئی نہ دیکھے۔ آرے مردی کہ چشم غیر بین بستہ و نابینا کردہ
بمقام علوی کہ۔ ۶

	ما ز فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم	

رسیدہ بر سر دون ہمتان و تن پرستان از نفرت اولئک کالانعام

طعنہ میکنند و بر سر لذات دنیا کہ الدنیا ملعون و ما فیہا الا ذکر اللہ و اعانہ پشت پا میزند و حالانکہ کسے نمی بیند و نمیداند آرے اولیائی تحت قبای لا یعرفہم غیری دونون دین سون اترے پانڈے کہیر گئی اور پانڈے حال کامل است کہ باین مرتبہ رسیدہ و از تکلفات کونین رہیدہ بجدی کہ ریاضت و عبادت و کفر و اسلام یعنے کہیر و پانڈے را ہم دخلی نماندہ و برمرتبہ ہیچ کہ متکاسے مردان بر ہیچ کسے است آرمیدہ ؎

سواد الوجہ فی الدارین درویش	سواد اعظم آمد بے و کم بیش ؎
رندی دیدم نشستہ بر خنگ زمین	نہ کفر نہ اسلام نہ دنیا و نہ دین
نے حق نہ حقیقت نہ طریقت نہ یقین	اندر دو جہان کرا بود زہرہ این

دوہرہ

کبیر جو ہر بہیا تو کیا بہیا ہر مین سب کچھو ہوے	ہر جن ایسا چاہیئے جا بین کچھو نہ ہوے

ولفظ پانڈے مشیر بکفر حقیقی است ؎

چو پیر ما شو اندر کفر فردے	اگر مردی بدہ دل را بمردے

صاحب گلشن راز فرمودہ و قول حافظ شیراز است قدس اللہ روحہ ؎

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است	آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

مویداوست اگنین ناتھ نہ پچھون پگھا این حال اہل تجرید وتفرید است کہ بہ تحقیق رسیدہ وجز خود را ندیدہ ہ

میان لا و الا یک الف یافت	درین میدان دلم بشتافت بسیار

قول اوست دیگر بشنو حالت تردامن ولب خشک آنست کہ بآمدہ یعنے باستقبال منتظر اند یعنے اگون ناتھ و بافعال واعمال ماضی یعنے برفتہ در خجالت اند وعفو خواہ یعنے پچھون پگھا ومحقق از ہر دو رہیدہ ودیدم حال مشغول گردیدہ ہ

حالی خوش باش وان کہ مقصود انیست	با آمدہ و رفتہ دگر یاد مکن
با سوختہ دم زن کہ در وخوش گیرد	تردامن وخشک ولب سخن بپذیرد

بھاگتے چور کچھوٹا لابھ لفظ چور برائے آن گفتہ کہ در بار امانت خیانت کردہ یعنے عشق وعرفان کہ در وودیعت بود آنرا بشناخت ہوا وحرص صرف کردہ بہ تعلق ماسوا خرچ کردہ پس مرشد میگوید کہ ہرچہ کردنی است بکن وکوششے کہ داری بہوش آسے ورنہ ع

آخر نہ بزیر گور می باید بود ہ

ایکو کام نہ کر سکے آئے برس گنا دن	رے من بہور نہ ہوئی ہے آون

سے لئے لفظ چوربر عارف حمل کردہ می شود کہ از دنیا واہل دنیا بحکم

خذ ما صفا ودع ماکدر چیزہا حاصل کردہ وگرفتہ وایشانرا چیزے

نیست چنانچہ حضرت حسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ کہ من دنیا

را بازی دادم یعنے نان این جہان خوردم وکار آن جہان کردم یا آنکہ

اشارت بر بے وفائی معشوق میکند کہ گریختن از عاشق کار اوست وزدیدن جان شعار او ست

وزد از خانۂ مفلس خجل آید بیرون	غمنت آمد پئے دل بردن و در سینہ نیافت

تونکی بوند اشارت برگرمی دل است کہ خطرہ سوختہ می گردد ونمی ماند عمرے ہمایون دل کہ آن برای

اوست کوبری بن گئی فی الواقع شکستہ قدمی دارد کہ بجای میرسد کہوے کہائے مت ہوے کنوار آرے تاکہ خراب نشود

عقل معاد حاصل نمی شود - دہوبی بیٹا چاندسی کیا پہاسے لئے چرا رے سے

گر زخار وخارہ سازد بستر وبالین غریب	خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینی راچہ غم

وگاذر آن معنی دارد کہ ہرچہ دل عاشق را از خیال غیر شستست وشوی

میدہد صاحب لمعات میگوید غیرت معشوق آن اقتضا کرد کہ عاشق

غیر او را دوست ندارد لاجرم خود را عین ہمہ اشیا کرد تا ہرچہ را دوست دارد او را دوست داشتہ باشد

لاجرم عین جملہ اشیا شد	غیرتش غیر در جہان نگذاشت

کانوین کمل سہپوٹہادی کلیم را اشارت بنور ذات میکند

که سیاه است - ع

اهو نندلال بهجت هون نیک کام کا هے نه دیهو

یعنے در هر تلوین افتاده ام چنان کن که به تمکین رسم المقصود هر وقتیکه آن نور بر سر و دوش سالک منور می شود بمقام اصلی که تمکین است میسر -

باندر کے هاته ناریل - ه

رموز عشق مگو زاهد ریائی را | مکن بشهر بد آموز روستائی را

و ناریل را با رموز عشق ازان مناسبت کرده که در کشادن آن هر دو تردد است - ع

که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

بسنی اور بے خرچ - ه

پیر دُرد کش ما گرچه ندارد زر و سیم | خوش عطا بخش خطا پوش خدائی دارد

قول حسین واعظ رحمة الله علیه مشهور است که صوفی را دو حالت روی دهد یکے سوختن بے تکلف دوم ساختن بے تصرف

دوهره

دیرا بلی جو تیل سون هم بن تیل بلانهه | نان هم بلنهه نه بالینهه یوهین بل بل جانهه

گھریں میری مالوا دُکھ چندیری جاسے۔ ۵

باغ مرا چہ حاجت سرو صنوبر است	شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمتر است

آرسے۔ ۶

در زیر گلیم تست ہشدار سے ۵

درون خانۂ خود ہر گدا شہنشاہ است	قدم برون منہ از حد خویش سلطان باش

مُنہ سوں مئی پیٹ کوئین۔ اگرچہ لسان حیرت زدگان ظاہر حال گنگ می نماید یعنے مجال سخن نیست۔ ۶

زمقامی حرف میگویم کہ دم نامحرم است

لیکن باطن شان وسعتی تمام دارد کہ حدش نہایتی ندارد سے ۵

کشیدہ جملہ را ماندہ دہن باز	زہے دریا دل رند سر فراز
بتی کر حسن در عالم نمی گنجد عجب دارم	کہ دایم در دل تنگم چگونہ خانہ مان دارد

لا یسعنی فی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی فی قلب عبدی المومن

سارا دن چلی پا کھے تل بھور۔ ۶

صد مرحلہ پیمایم در بر جاسے خودم

روندگان منازل معنی طے مقامات میکنند و باز بہ یوار جسم

استقامت می گیرند چه خوش است - ع

بے زحمت پا گرد جہان گردیدن

تیلی کی بیل کون گھر مین کوس پچاس ہمین معنی دارد واین وصف اہل دل است که خود سیاح است - ع

بنشین و سفر کن که بغایت خوب است

تانت باجی راگ بوجھا اشارت بر ساز آہند و ساز ناہد میکند که ہاے ہویت نام اوست پس از استماع آن ساز پردۂ حقیقت بر مستمع منکشف میگردد و خیال غیر را گنجائی نمیدہد - ف

در کنج دماغم مطلب جاے نصیحت | کین حجره پر از زمزمۂ چنگ و رباب است

که بیان اوست پیٹ کا پہان جیبھ سبحان اللہ حلاوت باطن بے تکلف از ظاہر ہویدا است فا ما بر آنکسے که شید است - ع

درختی گوید ت انی انا اللہ

ہو الظاہر ہو الباطن - ف

مغربی آنچه تو اش میطلبی در خلوت | من عیان بر سر ہر کوچه دکو می بینم

ہاتھ کنگن کو آرسی - ف

چشمی داری عالم اندر نظر است | دیگر چه علم چه کتابت باید

کوڑی مار بٹورھ چوگے طعن بر زبا دمیکند که نقد را گذاشته بر نسیه راضی و بنیاز سے بسته اند بمدرین معنی کسے گفته ؎

بیزارم از ان کہنہ خدائے که تو داری | ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر است

منکه امروزم بہشت نقد حاصل میکنم ؎ | نسیهٔ فردا سے زاہد را کجا باور کنم

مورکھ کی دس رات چھیل کی ایک گھڑی - این مثل نیز برزباد است که بدام معتکف می مانند و حصول به نه ؎

اے جہالت نشین کمان نه گشتی | تیری نزدی نشانه گشتی

و حقیقت از خود رفته را معلوم که ؎

نماز بیخودی تکلیف ارکان کی نمی تابد | چو وجد شبلیم یک سجده شوق زمین گیری

ہر شب را شب قدر گویند و ہر روز را نوروز یعنے بہار تازه چنانچه قول کاملان است شب خدائی است و روز محمدی باز از خدا خرید ار مصطفی صلی اللہ علیه وسلم آرے دل شب داند که جگر شان سوخته کیست و نسیم سحر داند که چراغ شان افروخته کیست و چھیل برائے آن گفته که لذات ہر مقام یافته و از سیر تلوین به تمکین رسیده دررو تافته پس حال زاہد آنکه ؎

عمر بگذشت و حدیث درد من آخر نشد | | شب بپایان شد کنون کوته کنم افسانہ را

وقول کامل آنکہ ع

زہستی تا عدم یک جست میدار د شرار من

بٹیان آؤن بٹیان جاؤن کہیت نہ روند ون پہلی نہ کہاؤن ؏

ما براہ استقامت میرویم | | نے پئے کشف وکرامت میرویم

پس میگوید مرد اہل سفر را الذات و حالات تلوین این راہ کہ معاملہ ومعائنہ ومکاشفہ گویند رومیدہد و ہیچ مرتبہ را در نظر نمی آرد ما زاغ البصر وما طغےٰ بلکہ میگوید ع

نہ ایم چو قطبی و غوثی نہ ایم چو بسطامی

د مرکز اعلے ومرجع معلّے کہ مشاہدہ می نامند می رسد روزی در موسم گرما کہ حرارتش با سوز عشق لاف ہمدمی زدی و تپش زمین باسینۂ عشاق خیال ہمسری کردی مسافر شدم یاری ہمراہ ما بود خود در وقت ظہر بمنزل رسیدم و یارم در وقت مغرب رسید پرسیدم کہ تا حال کجا بودی گفت کہ ہر جا کہ درختان سبز و اشجار تازہ می یافتم خوابے واستراحتے میکردم ازین سبب بمنزل نرسیدم المجاز قنطرۃ

الحقیقة پس باید دانست که مردان راه جز مقصود اصلی دیگر در نظر نمی آرند بلکه خطره هم نگمارند ع

برنگ غنچه خوابی دیده ام آے صبح تعبیرے		فریبم مید ہد آسودگی اے شوق تدبیرے

الاستقامت فوق الکرامت کہتی پر جھینگر بیٹھا ساہ کہایا وصف اندیشہ میکند که ع

باقی تو استخوان وریشہ		اے برادر تو ہمین اندیشہ

چون اندیشه بر دل صنوبری که مجمع خزاین است استقامت یافت شاه گردید ع

	من تہر کین سدہ سب پانوہ ناٹھ تو کاوُ دکیت	

آرے دل بادشاه است و جوارح رعیت اوست اما چون خبر یابی از معیت او جوگی شقداری پاوے تو جہاڑ تو بٹری بواوے معنی مثل ازین فرد باید فہمید ع

مستانه هم از دو عالم همدم و بیگانه را		از لب میگوینت آیا گر بیابم جرعہ

بابهن مارین پروا کچی ع

مردار مجوے ہیچو کرگس		اے بلبل روضۂ مقدس

صد حیف کہ یوسف خود را در زندان وچاہ افگندۂ نا قدر دانا و کوتہ نظر را۔ ۶

بشناس خویش را کہ تو شاہی نئی گدا ۵	

حیوان دگر قیاس کردی		بر خود لقب از حواس کردی

ننگی نہاوے تو کیا نچوڑے - اشارت بر اہل تجرید و تفرید میکند کہ از ہمہ علایق یکتا است معنے لفظ نہاوے آنست کہ ہر چند در دریاے امکان غریق است اما نہ ازین فریق است ۵

گرچہ ماند در نوشتن سیر و شیر		کار پاکان را قیاس از خود مگیر

قول حضرت مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا است قدس اللہ روحہ العزیز کہ میخ طویلہ را در گل نہادم نہ در دل پس از روز حساب باکی ندارند ۵

کار عاشق جز تماشاے جمال یار نیست		عاشقان را روز محشر با قیامت کار نیست

آم کہانے کہ پیڑ گننے یعنے نظر بر کیفیت باید کرد نہ بر کمیت *

وکالی کہائین کہ کلہاڑ باندہین درین ہر دو مثل حال نقل مشاہدہ عیان است کہ مجذوب دانند و بالعکس اینہا کہ اہل مکاشفہ کہ ہر چند صاحب کمال اند لیکن جویاے مقام و حال اند و درین نقل

بیان اہل کشف وشہود پیدا است کو پانی بود زنی داشت حریصہ
سارقہ چنانچہ شیر و دوغ ومسکہ و ہرچہ فرعیات شیر است نمیگذاشت
ومیخورد روزی پدر آن زن رسید شوہرش با پدرش شکوہ کرد کہ
دخترت شیر وروغن وغیرہ نمیگذارد من از دست او بجان آمدہ ام آخر الامر
پدر با دختر نصیحت کرد کہ تو تنہا شیر را خوردہ باشی وبدیگر فرعیات
او دست نیالائی کہ در شیر ہمہ موجود است پس باید دانست کہ اہل
شہود مقامی یافتہ اند کہ ہمہ حالات وفرعیات مراتب تابع اوست
آم سے آم گٹھلی کے دام ۔ سبحان اللہ عجب کیفیتی کہ ہمہ کمیتہا
وابستہ از وست آرے من لہ المولےٰ فلہ الکل ع

	سب رنگ لایو لال بنان	

گھرین کھانے کو نانھہ بیتیرسے پھر کا بیاہ این مثل راست
ودرست است گھرین کھانے کو نانھہ اشارت بر فنائے
سالک است کہ ہیچ ندارد پس جائے کہ فنا است آنجا بے تردد
نوید بقا است ۔ ع

	چو گشتم مست ولا یعقل نقاب از چہرہ بکشودی ۵	

فغان زیار می آید بآئینی که میدانی		ترا دیدار ارزانی که من خود از میان رفتم

نانون نہ جانون تیرا تون چیڑا میرا - اشارت بر غیب میکند
که بنا سے ہم در تعین می آید و شوکتش بر ما غالب یومنون بالغیب
لقبیہ اوست ف

اے عشق ندانم از کجائی		بیگانہ نما سے آشنائی
این ست آشنائی این است مہربانی	ف	ما نام او ندانیم و حال ما نپرسد

درزی کا کیا کوچ کیا مقام این حال علایق و عوایق بریده است
که سیر معنویش را لواحق صوری خللی ندارد بمرتبه فاذا فرغت فانصب
والی ربک فارغب سر افراختہ و ذائقہ موتوا قبل انتموتوا داشتہ
آر سے ۔ ف

غلام ہمت آنم که زیر چرخ کبود		ز ہرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

و درزی اشارت بر آنست که قطع و برید تعلقات کرده ۔
گدہی کی کون مین نونپنسیری کا چولا اگرچہ اولئک کالانعام
وہلک المتقلون در باب تن پرستان است اما فی الحقیقہ نہ مراتب
علوی و سفلی در تنگ دل شان ودیعت است ف

در نسبت سہ ہرچہ میطلبی ہان غلط مکن		بشناس خویش راکہ تو شاہی نئی گدا
اے شحنۂ این فراز و پستی	ه	امانہ بدین صفت کہ ہستی
کاینجا نرود خر تو وا گر د		کین رہ دل صد ہزار خون کرد

پاو سیر کی لوکھڑی تین پاؤ کی پونچھ این مثل رانیز بر معنے اول محمول نمودہ من فہم ہم پوت بھیئے سیاین دار در کی بیاین وصف وجود ثانی میکند لم یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین ه

تا وجود ت وجود ثانی نیست		در تو از کاہلی نشانی نیست

پس چون وجود ثانی متولد از سالک شدہ وکمال گرفتہ الزم والنسب کہ نحوست دخلی ندارد ونقصانے خیال نہ گمارد حلاوت این مثل از کسب معلوم خواہد شد دودھ ہو دہو لا چھا چھ ہو دہولی ۶

یکسان ظہور اوست چہ در کعبہ و کنشت

المقصود قول عارف است کہ خلق را در حق وحق را در خلق می بیند مفصل را در مجمل ومجمل را در مفصل یعنے یکرنگ است پنچ مل خدا خدا مل پنچ معنے مثل ہم در حکایت پیدا گردیدہ ه

یاری دارم کہ جسم وجان صورت اوست | چہ جسم وچہ جان جملہ جہان صورت اوست

پس۔ ۶

ہرجا کہ ما مقام نمایم دیار ماست

دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پیئے۔ آرے چشمے کہ در نظارہ انتاب سوزند پس آفتاب را در آب بہ تکلف دوزند یعنے سالک تیرتی کہ از ذات یافتہ۔ ۶

جن ڈار ونزکن سمند مُنہ بھرنیا پہوجاہین

و صفات ہم کہ تنزلات است یعنے چھاچھ بنظر عبرت می نگرد در این فرد سطوت ذات وصفات باز جو سہ

تا بعزم جلوہ آن بے باک می آید برون | خون زچشم حلقۂ فتراک می آید برون

ہمدرین معنی است سہ

بہوئت زندہ می گردند سوے کشتگان مگذر | کہ این آسودگانرا باز بے آرام خواہی کرد

نرو رکوٹ جو ہار۔ ۶

دگر ناموس راز ما سلامے

حال سالک است کہ نفرت بہ خودی خود مینماید کہ محکم ترین از حصن وحصار

است تا سفر دعٔ کفسنگ وقتعال پیماید۔ ع

	توخود حجاب خودی حافظ ازمیان برخیز	

کا یا راکھین دہرم الشریعت افعالی آرسے دہرم یعنے دین موقوف بر جسم است کہ یافت دین از افعال است و آن بے جسم میسر نیست والطریقتہ اقوالی۔ ع

	ترسم کہ من بمیرم دغم در بدر شود	

ازین حسرت محافظت او میخواہد والحقیقتہ حالی چون حلاوت ہ

گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببین		شخص ابشناس کو ہم اول وہم آخر است

یافتہ در مرمت آن کوشیدہ مشہور است کہ حضرت ما حضرت غوث الاعظم ہموارہ لباس فاخرہ پوشیدی وطعام لذیز خوردی و گفتی اسمی کاسم الاعظم وسبحانی ما اعظم شانی قول بایزید است قدس اللہ روحہ واین حال اہل شہود است کا یا راکھین یاپ نہ پین۔ ہ

مسافران تو از قید جسم آزاد اند		چہ احتیاج بکشتی بود شناور را

مسافران منازل معنے را آزاد ور اخلہ صوری چہ در کار دیگر بشنو

کلام قدسی است لا ینظر الی ابدانکم وافعالکم واعمالکم
ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم پس ازین قول نیز ہویدا گردید
کہ جسم موقوف علیہ نیست بلکہ سببے حاصل است ومفصل درین
مثل احوال اہل کشف یافتہ می شود وگرنہ درمیان معنے مثلین
تناقض رودہا کا پیارا کاچھ ہین پنیان، درین مثل بیان آن
شخص است کہ این شفقت را نشناختہ وخود را در علائق کثیف
انداختہ وآن آنیست

ترا زکنگرہ عرش میزنند صفیر		ندانمت کہ درین دامگہ چہ افتادہ است

دوہرہ

تین لک کوٹھا کرٹھاڈ ہوتمین کچھ کوری		تیرونا نولیت مرلی مین ٹیرت دہمدہوری

رمز دیگر شنو لفظ ما محمول برمقام اصلی است کہ آنرا صور علمیہ گویند ازان زائیدہ
درمین آمدہ وپیارا آنکہ چون خواستم کہ خود را ظاہر کنم آدم را آفریدم یا
آنکہ آدم را برنمونہ خود آفریدم خلق آدم علی صورتہ وبہ الانسان سری
وصفتی موسوم کردم پس معنی مثل باید دانست کہ باین کمال وظہور اتم
خود با عاجز وحقیر نمودہ وبنابود شاد گردیدہ

ازحادثات دوصف آن صوفیان گمرہیز | کز بود غم خورند زنا بود شادمان

بیان اوست آرے ؎

کسی مرد تمام ہست از تمامی | کند باخواجگی کار غلامی

چکنا گھڑا وصف دل عاشق است کہ خطرہ ماسوائے بروقیام نگیرد واز ملامت خلق ہیچ گرانی ندارد گھڑین چکین چو ہے باہر بے این مثل نیز حال عاشق است و شرحش درین فرد پیداست ؎

بظاہرم منگر گرچہ درنظر سبزم | بسان برگ حنا باطنم ہمہ خون است

گاے کھڑی اوجھ کاڑہ لیا۔ درین مثل خوشش حالتی است۔ ؎

قالبم اینجا است جان درکوئی دوست | خلق راوہمی کہ جان درقالب است

کاشفی فرمودہ ؎

زچشم وغمزہ وخط سیاہ وزلف ورا ز | بحیلہ جان کہ چنان درکشتم اداگذاشت

سہالا بنیان بہر بہر تو لے۔ ازان قبیلہ است کہ بتمکین رسیدہ واز جبست وجوے معطل گردیدہ ولذت ملک چشیدہ و بنیان آن معنی دارد کہ دوکان دلشش ازلذت ہر مقام متلذذ است پس ہیچ

از حادثات وصف آن صوفیان گریز		گر بود غم خورند ز نا بود شادمان

بیان اوست آرے ہ

کسے مرد تمامست از تمامی		کند با خواجگی کار غلامی

چکنا گھڑا وصف دل عاشق است که خطره ما سوی بر و قیام نگیرد
و از ملامت خلق ہیچ گرانی ندارد گھر مین ملپین چوہے باہر پی
این مثل نیز حال عاشق است و شرحش درین فرد پیدا است ہ

بظاہرم منگر گرچہ در نظر سبزم		بسان برگ حنا باطنم ہمہ خونست

گای گھڑی او جہد کا ڑھ لیا درین مثل خوش حالتی ست ہ

قالبم اینجاست جان در کوی دوست		خلق را وہمے که جان در قالب است

کاشفی فرموده ہ

ز چشم و غمزه و خط سیاه زلف دراز		بحیله جان که نگہداشتم اما نگذاشت

ٹھالا بنیان پھر پھر تولے ٹھالا از ان قبیله است که بتمکین رسیده
و از جست و جوی معطل گردیده و لذت ملکه چشیده و بنیان آن
معنی دارد که دکان دلش از لذت ہر مقام متلذذ است پس ہمچو
کاملے ملکه داشته و خود را معطل انگاشته ہر دم ہمان یک حسن

حقیقی را در ہر لباس می سنجد ٥

که من آن جلوۂ قدمی شناسم		تو ہر رنگے که خواہی جامہ می پوش

واز خوشی در خودنمی گنجد و میگوید ٥

عاشقم ہفتاد جا ہشتاد جا یکجا مقید نیستم
یار گر ہر جائی آمد بندہ ہم کم نیستم

لاکھ اہیر بنکل پڑھے تو ایک بھوس لاکی بہی
ترجمہ حدیث ست اشارت به شرک خفی میکند که ہر چند بمرتبہ
یکے رسیده اما از شرک تمام نه رہیده الشرك فی امتی اخفی من
دبیب النملة التی تدب فی لیلة مظلمة علی صخرة السوداء ٥

گر تست ہمین حجاب باقی		اے کاش نبو دمے عراقی

اذکر لیلة اللبن خطاب با ابایزید بسطامی بود واہیر براے آن گفته
که محرومان چراگاہ فضای انس را شبانی میکند و میرساند اپنین مری
بن سرک نه دیکھی آرے از خود گذشتن معراج مردانست ٥

بیفشان بال و پر از امیزشِ خاک
بپر تا کنگرہ ایوان افلاک

دلا بر سعی دیگران منشین کہ برای تو نہ رفتہ اند و از گفتہ کسان خورسند مشو کہ براے تو نگفتہ اند کانو کا جوگی آن کانو کا سدہ درین مثل اشارت بہ نفخت فیہ من روحی میکند کہ در شہر وجود از کثافت نفسانی لطف او یافتہ نمی شود و باآنکہ در مقام علوی بشرافت و براقت متجلی و منور است دیگر شنو درین مثل صفت انسان کامل است کانو کا جوگی یعنی در مقام ناسوت کہ امکان است بحکم انا بشر مثلکم طعنہ بدخواہان و بے بصران گشتہ و در دار القرار وجوب از سلطنت انا احمد بلا میم بر مسند شاہی نشستہ کافرے با حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در ایامے کہ حضرت قاسم وفات یافتہ بود این ابتر گفتہ و ہذا ساحر او مجنون و مہتر جبرئیل علیہ السلام در لامکان از پس پردہ لالی وحی از و سفتہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ چہ رمز رفتہ

ما ہیچ نئیم و جملہ مائیم	گہ چون مگسیم و گہ ہمائیم

بلی سے کے مجنون چھینکا ٹوٹا گربہ فی الحقیقت حریص آمال است و عاشق ہم حریص جمال و جویان وصال پس عاشق میگوید کہ انچہ نابود

بوجود آمد و از غیب بشہود آرسے مد د طالبے بود کارے کہ از بازوے
سعی نمی کشود خود بخود از ہر رنگے جلوہ فرمود ؎

ہر لباسے کہ بہ پیش نظرت می آید		خلعت تازہ براے قد دلجوی کسی است

اپنا دام کھوٹا تو پرکھانوں کیا دوس ۔ اپنا دام اشارت
از عمل سالک است کہ گشودی از دنیا فتہ وقلب گشتہ ع

قلب سیاہ بود از ان در حرام رفت ۔

پس ترک اعتراض از مرشد می کند و میگوید اگرچہ خورشید علی السویہ
برفع ظلمت ور نوید است اما روے گاذر سیاہ و روے جامہ
سپید است ؎

طبیب عشق مسیحا دم است و مشفق لیک
چو درد در تو نیابد کرا دوا بکند

اکروں اور پھونک ؎

دلے داریم اندوہی سرے داریم سودائی
نمیدارم جز اندوہی و سودائی من محزون

مری پوت کی بڑی بڑی آنکھیں قول عاشق است

مصروف و نثار آن گردیده روزے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میفرمود کہ با
اہل برص نشست مقابل نباید شد و مدارا سے شراب وطعام نباید کرد ہمدرین بود
کہ شلنجی درباغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ نشست فی الفور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حلواسے گرم پختہ پیشش برد و از دست مبارک
خود لقمہ در دہن او مے انداخت و او بر ہر لقمہ گریہ میکرد و ناخوشیہا
می نمود کہ لقمہ را آہستگی چون می اندازی کہ دہنم درد میکند و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بسیار ملول می شد و عجز و عذر می فرمود باید دانست
کہ حمایت ذات درین حال نمودار بودہ و گرنہ شلنج را خود امر فرمودہ
چنانچہ بالا گفتہ گیئی نہ کوڑھی تر کش کہان ٹانگون درین مثل
حال درویشان اہل ظاہر است کہ کارے و کردارے ندارند و
شمارے خواہند گنتھہ نہ پوچھے باتری مجھو ہین سہاگن نانو
ببین این حال است لمولفہ

زخود رفتن ہمہ آغوشی ست با دلستان ما را		بلے جز آب نماید غو اعمان دریا را

نانو لیوری اکلی ابن حیف بران کسے کہ نامش انسان و قول و فعلش
حیوان ای ابدی دریدی مرد بلکہ چرا آمدہ حیوان نہ کہ بہر چرا آمدہ کونکی

کاکر مصرع -

هر آن ذوقے کہ من دارم بگفتارم نمے آید

آرے در مغز جان سرشتہ اند بر روے کاغذ کم نبشتہ اند من عرف اللہ کل لسانہ سونان اور سگندہ وصف انسان کامل است کہ ہر چند بالقوہ مخزن اسرار الہی ست اما بالفعل ہم متجلی بجلیہ جمال نامتناہی است اندھلا بانٹے ریوڑی پھر پھر اپنون دے بشنو اندھلا یعنی غیر را نہ بیند و بر حال یگانگی نشیند پس ہر عرفان کہ مے کمار د و ہر ذوقے کہ مے برارد و بہر کہ جان مے سپارد بدوست سپیدادہ باشد فاینما تولو فثم وجہ اللہ موتڈ منڈایا اورا ولی پڑی باید دانست کہ موتڈ منڈایا عبارت از فقر و طالب میکند یعنے طمع دیگر از سر بدر کردہ اولی پڑی اشارت از سودا و واردات و تصدیقات و امتحان این راہ میکند ع

انیقدر بس کہ براہست سر و سودا دارم

مشہور است کہ ارّہ بر سر ذکریا علیہ السلام راندند بات پرائی جو کہے اپنجا کھینچا پھرے جاے مقولہ کامل است بات پرائی

اشارت بغیر ما سوا کردہ یعنی غیرت معشوق سخن غیر را گنجائی نمیدہد بر تقدیر اگر بوقوع ہم آید موجب کشمکش عارف است چنانچہ خطاب با با بایزید بسطامی رحمہ اللہ علیہ شدہ بود اذکر لیلۃ اللبن دیگر شنوبات پرائی اشارت بالوہیت میکند یعنے در اظہار آن حالتے است کہ بر منصور حلاج رفتہ قدس اللہ روحہ آرے سنہنان دری بیار مین کوکھ پری ہوئی معنی این مثل در حکایت حل گشتہ و حاصلش آنکہ مصرع –

	در زیر کلیم تست ہشدار

رو یکین راج نہ پائے ٥

عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال		صدسال میتوان بتمنا گریستن

جہان روکھ نا نکھ تہان انڈہی روکھ میگوید جہان روکھ نا نکھ یعنے صحرائے لامکان و فضائے بے نشان کہ تعینے و نشانے ندارد ہمین تشخص شخصی پیدا است کہ شجرۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ الآیہ وصف اوست قول حسن واعظ رحمہ اللہ علیہ است کہ تا تو درمیان نا آمدی کرا نہ پیدا نشد ٥

یقینم می شود ہر دم کہ ما باشیم ساحلہا		محیط مطلق و پایان ندارد بحر احدیت

جب گھر آئے پاہنے تب گئے کروندے کھان رمقدمہ
سلوک میگوید یعنی جوانے مورد و مرکز عرفان و طفل و پیر یا از ین
حالت حرمان بس موسمے کہ مہبط انوار الہی باشد گذاشتہ در طلب
باطل نفسانی چون رفتہ ہ

پاس دارش کہ بہتر از جانے است		ہر نفس نو رسیدہ مہمانے است

گھر کا قاضی دو درے اگلے ہ

کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد		من از بیگانگان چندان ننالم

روزے لیلی را آزار شدہ بود عہدے درمیان آوردہ اگر صحت یابم
دیگے پختہ از دست خود یک یک کفچہ در کاسۂ ہر یک فقرا و غربا
میداد کسے بمجنون اطلاع داد کہ لیلی امروز فرصت یافتہ طعام
بفقرا میدہد ترا ہر گونہ رفتن و از دست او طعام ستدن و او را دیدن
لازم است بہر حال فی الفور مجنون کاسہ گرفتہ خوشان و شادان پیش
لیلی رسید کاسہ فرا کرد لیلی بر کاسہ اش کفچہ چنان زد کہ پارہ شد
مجنون برقص آمد و خوشیہا کرد عزیز من رمز یگانگی درین شش پیدا

الٰہی شوخ خونریزے رسان کز تیغ استغنا	سر امید من ببریدہ دردامانم اندازد

۵

تو نظر باز نہ ورنہ تغافل نگہ است	تو سخن فہم نہ ورنہ خموشی سخن است

مری بچھیا پانڈے کی نا وتحقیق است مری بچھیا اشارت
ہمو تو قبل انتمو تو میکند آرے نیاز تو ہمین کہ خود را دربازی تا باد و ست
بسازی مصرعہ

تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

اگون دوڑ پچھون چھوڑ حال کامل است کہ ہر رتبہ را پس پشت داد
طے مراتب کردہ ۵

اگر طالبی کاین زمین طے کنی	نخست اسپ باز آمدن پے کنی

مردے کہ درصفت ہیجا بہ ہیچ پشت دادہ روے نیاورد در منقبت
علی ست کرم اللہ وجہہ یعنی ہر مرتبہ را کہ پس پشت کرد باز بدو روے
نیاورد جوئے پانڈے کی پوتھی سوئے ملکھ بچن اشارت
بدل وزبان صدیقان است کہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب
وصف ایشان است نفاق را گنجائی نیست اونٹ کی چوری

نہورے نہورے طرفہ تماشاست نہورے نہورے اشارت
بمراقبہ میکند یعنی مراقبان معانی چون سر در گریبان کشند حلاوت
عرفان کہ علو الدرجات است در بر میگیرند و چوری عبارت از آنکہ
دیگران نمی فہمند کہ چہ میکنند دوہرہ

احمد نت اونگھے رہین لوگ جانیں اونگھانھ
بورا لوگ نہ جانیے اونگھے اونگھے جانھ

تیتر کے منہ لچھمین اشارت بگفتار دل کردہ کہ ہمہ لذات تابع
اوست جوئی ستی جو بھانڈے سیمٹے ؎

ہم خدا خواہی وہم دنیاے دون		این خیال است و محال است و جنون

آرے چھوڑے گانو کا کیا ناتا ومرن چلی سوک سامنے از ہمین
قبیل است ومعنی ہر دو مثل یکے است ؎

اگر بسیل این راہ داری درست		بکام نہنگ است منزل نخست

کھیتی کھسم سیتی اشارت بہ ممکنات می کند یعنی رونق اسمی و صفات
بے مسمی وذات نیست ونفخت فیہ من روحی ؎

چو یکساعت کند پنہان ازان روے		فتد در عرصہ نابود شان گوے

ازمعنی مثل گفتگوے معطلہ غلط شدہ اندا ندھلے کو اپنا گھر سوکوس
مین سوجھے وصف نابیناست کہ بالاگذشتہ واکثر جاگفتہ شدہ
پس عجب نابینائے کہ مقام اصلی خودرا کل شئے یرجع الی اصلہ ہموارہ
می بیند کول کوئے بلرام سیکا آرسے

تو قائم بخود و نیستی یک قدم		ز غیبت مدد میرسد دمبدم

میری سین آگ لیائی نانو دھرا پلسا اندر ارشاد بر تنبیہ امانت
میکند. و اشارت بر بار امانت می سازد کہ ہر چہ ہست از وست
از خود شمردن نادانیست کہ الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق
لہ اثر باید دانست کہ غیر از جلوہ رایت ربی بربی دیگرے دخلے
و نامے ندارد بے ینطق و بی یسمع و بی یبصر بیان اوست آرسے
کھانے کو علاو الدین چرنے کو فروز گفتن لائق نیست
چونکہ ہر چہ ہست از وست و بدوست و ہموست بدیگرے
منسوب نمودن نادانی است ع

	عبارت را اشارت گفت برخیز	
	مصرعہ	

نظارۂ جمال خدا جز خدا نکرد

عزیز من موزات معارف در عبارت نمی گنجد تعلق از اشارت است پس از علم رسمی حصول نہ تھو تھا پھٹکیئے اڑ اُڑ جاے واین بیچارہ کہ درین امر عاجز است وحیران کو استعداد وے وطاقتے کہ بدیگران اشما نماید آپ ہی بابا مانگنی دوار کھڑے درویش لیکن ذوقی وجدانی درآنی کہ سرہ برکند این کس معطل می ماند وتاب اخفاے آن نمیدارد کون کہے راجا دھانا بیٹھے پس لازم وانسب آنست گوینده ہمانست نہ این ناتوان وہیچدانست اسیر کی ڈھینڈی مہتیا سرخروے یا آنکہ تیل تیلی کا بھگت بھیا جوگی گفتن و منسوب نمودن کار نادان است آرے ؎

نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند	فی الحقیقت از دم نائی کند

مرے پر سو ورتے وہ وہ چہ خوش است ناز معشوق جز نیاز عاشق برنتابد ؎

من اندر خاک سیدانش لکدکوب بلا گشتم	ہنوز آن شہسوار من سرجولانگری دارد

مختصر آنکہ مصرع۔

نزدیکان را بیش بود حیرانی

یعنی نزدیکان مردگان حقیقی کھانے کو اونٹ لادنے کو مرغی
عبارت از نفس میکند کہ حریص آمال است و در پے لجاجت و سماجت
کمال آنرو ساز کہ اگر عالمے در اختیارش دہند قانع نشود و در بارکشی یاد
حق تحمل نمی آرد مصرع

خلاف نفس کافر کن کہ رستی

پس باید کہ خصائل نامحمودہ اش تراشی کہ در سوختگیش عین فرخنگی است
کٹے تو کسان کا سکھے تونائی کا اینجا کسان را با نفس مشابہ
کردہ یک تماشائے است در نوشتن مے اید من فہم و نالی
با سالک مناسبت دادہ کہ خیال غیر می تراشد
مین تیری لیچری کھانو تو میری لڑکی کھلاونا در مثلے کہ بیابش
این باشد یعنی اے رحمن رحیم من از لذات نعیم تو و حلاوت ماورا
امید و بیم تو متلذذ شوم و ہر بارے و تعلق کہ ہست بتو سپردم ہمہ یعنی
بزرگے فرمودہ رباعی

توآن نہ کہ بہ ز خدا وند پروری	فرزند بندہ ایست خدا را تو غم مخور

گر مقبل است گنج سعادت برای اوست | ورمد براست رنج زیادت چہمی بری

درین مثل معنی توکل پیدا است آرے نجی المخفون ہویدا ست

سپردم بتو مائیہ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را

آہ صد آہ رباعی

طفل تا گیرا و تا پو یا نبود | مرکبش جز گردن بابا نبود

چون درستی کرد و دست و پا نمود | در عنا افتاد در کور کبود

میرے میان کی الٹی ریت سانون مانس اٹھاوی بھینٹ

حال سالک است سانون مانس اشارت بر جریان اشک کردہ

و اُٹھاوے بھینٹ بہ قیام عبارت دل منسوب نمودہ یعنی سرانجام

و قیام عاشق در زاریست مصرع

کہ ما دو عاشق زاریم و کار ما زاریست

سوداز دگان را جز زاری کارے نیست و غیر این وسیلہ در حریم جانان

بارے نہ فلیضحکو قلیلاً والیبکو کثیراً

زین واقعہ ہیچ دوست دستم نگرفت | جز دیدہ کہ ہرچہ داشت در پایم ریخت

و این خود ہویدا است کہ درین حال چشم را آب و تاب بے نمایش آفتابست

میرے میان کی الٹی ریت اشارت بزمار معشوق نمودہ آرے
ڈھار گاے کی دولائین سہئین رمزنا در رفت جیسا منھ
تیسی تھپیڑ آرے تکلموا الناس علی قدر عقولہم بوالہوسان و
اہل خرد سخن عرفان ہمچو دری پیش خیران فی الواقعہ خرد اچہ یارا ے

اے کہ از دفتر عقل آیت عشق آموزی		ترسم این نکتہ بتحقیق ندانی دانست

بوڑھے منھ منہاسے فی الواقع ے

عشق ہر جا کہ سر بر افرازد		پیر صد سالہ را جوان سازد

چہ خوش است مصرع

ہر گہ کہ یاد روے تو کردم جوان شدم

سوت کے بنولے ہو جایہ بڑھیا بیٹھ بن رہی حال شوریدہ
راست سوت عبارت از تعلق و تدبیر است یعنی ماند یا نماند مصرع

جیسی ہو سو آج جا ہو مادھو جو کی بیت جن جا ہو یے من تین

و بڑھیا بمعنی کبری کہ درین حال کمال دارد بیٹھ اشارت بہ لبس جدید
کہ ہر آن لباس تازہ و صفات بے اندازہ در نظرش مے آید المقصود
ہمہ را باخت ہر دم با جمال نامتناہی کہ چندان حروف از یک سیاہی است

ساخت خرید و فروخت دارد ؎

خریداران جانان جان فروشند		بگردہندوشش ایمان فروشند

اوچھی لڑائی کا کالا منہ فی الواقع جہاد کبیر باید تا لشکر ہستی رباید ؎

سیستان ہر صفہای مژگان ستم خود را		عزیزان ہمتے یاران دعائے دوستان ہوئے

منواں گنگا نہایا ہے کھا کھدائی کسکی ہے لاف من منم میزند

در تذکرہ نوشتہ کہ حضرت جنید علیہ الرحمہ بعد بیست سال بہوش آمدند و گفتند تمام عالم بندہ من است اندہلون کا ہاتھی بیان این مثل در مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ مبین است عاشقی او رمان جی کا ڈر آرے ؎

تعلق حجاب است و بیحاصلی		جو پیوند ہا بگسلی واصلی

بھولے جوگی دونا لابھ باید دانست بھولے جوگی اشارت بہ محویت میکند یعنی ہر چند سالک را محو بیشتر یافت معنی ہم بیشتر ؎

کسان را درین بزم ساغر دہند		کہ دارو سے بیہوشیش در دہند

آگ کھائے سو انگارا اگلے سبحان اللہ وقتے کہ آتش نار اللہ

الموقدة التي تطلع على الافئدہ در دلہا نیازہ میزند و دز بانہا و بیانہا نمودار میگردد ؎

برزبان چون حرف عشق آرد گذار		شعلۂ بر شعلۂ بینی سوار

وزرے حضرت بہاء الدین سہروردی قدس اللہ روحہ ہمدرین معنی سخن می فرمود ناگاہ شعلۂ آتش از زبان مبارکش جدا شد و در ہوا ناپدید گردید آہ صد آہ مصرع

	دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند	

دیس چوری پردیس بکھ حال کامل است یعنی در امکان سرسان است و خراب الدنیا سجن المومنین و در لامکان نہایت سیراب و فیض یاب مصرع

	گدائے کوے تو از ہشت خلد مستغنی است	

رتبۂ علوی را کہ پردیس گفتہ دیس نگفتہ مقدمہ سلوک است کہ مسافر معنوی عبارت ازوست و طریقہ عروج در گفتگوست والا نہ وطن اصلی ہموست کل شئ یرجع الی اصلہ خصوصًا نزد ما مردم نادان کہ با تعلق چندان متعلق شدہ ایم کہ سوائے امکان دیگر از جان رفتہ و نا یاد است

راجا چھوڑی نگری جبن بھاوی تس لیہو منقوله مردان دین است
لیہہ پروسن چھوٹڑانت آٹھ کرتی را لطیفہ رہروان یقین
گنگا گیئن منڈا این سده ہر کرا محالست کہ محانست یا این قوم
کنند کو ہرچہ محالست از سر بنہ شناوری درین بحر کردن آسان نیست ع

	بکام نہنگ ست منزل نخست	

اینجا من مانی گھر جانی نیست قاضی نیا و نگر نیکے تو گھر نہ جان
دینگے چنانچہ قول دیوانہ مصرع

	چہ دامنگیر یا رب منزلے بود	

گتے کو پنڈول ہی ہیٹھا اشارت بر نفس است کہ امتیازے ندارد
تیر نہ کمان اللہ کی امان باید دانست کہ تیر و کمان اشارت بر تدبیر
است و آنجا کہ تدبیر را گنجائی نیست عین سلامتی و امان است چیری
جیو سون سینان کہی الونین درین مثل نیاز عاشق است و استغنائے
محبوب ۵

بے فقر دبود بود منت ہر چہ ہستی کردم		یا رب مباد کس را مخدوم بی عنایت

نے نے پیٹ چلے چنون پر ہونس احوال ایشان است کہ ہر چند

شکست بیشتر ہے یا بندبست زیادہ تر سازند چنانچہ کسے گفتہ دُہرہ

ہریا ہرسون ہیت کر جیون کسان کی ریت || دام چوگنے دکھ کہنان توں ولکھیت سوں بیت

ملان کی دوڑ مسیت تا ئین بشنو مسیت اشارت بدل است

یعنی مرد آگاہ راہموارہ توجہ طرف دل صنوبری است ؎

کس ندانست کہ آن شوخ لکاشانہ کیست || ہر در دل کشینیم و یک آواز دہیم

ٹوٹی بانہہ کل جندی بدانکہ ٹوٹی بانہہ بر رفع علائق ولواحق کردہ

یعنی از ہمہ گسستہ در خود پیوستہ آرے لمولفہ

در خود چو نظر کنی جہان رابینی || کون و مکانین و زمان را بینی

بیخود جو بخود رسی خدا میداند || جان رابینی تو جان جان را بینی

اس ہاتھہ کا مانڈا اس ہاتھہ مصرع

ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد

مانگ کھانا مسیت مین سونونان جانم بنگر مانگ کھانا

از مظہر کہ مرائی جمال اوست کردہ و مسیت بدل مناسبت دادہ

آرے اہل دلان راہردم افطار از نگاہ است افطر وابرویتہ

بیان اوست وہموارہ دردل آرامگاہ است کہ لی قلب ان

عصیتہ فعصیت اللہ درشان او ہو نہوئے گیہون توکرے کا کیہون درین مثل ماضی و مستقبل را گنجائی نمیدہد و از دم حال ارشاد مے کند ہ

حالی خوش باش و آنکہ مقصود اینست		از آمدہ و رفتہ دگر یاد مکن

دنان چار کی چاندنی پھر اندھیارا پاکھ بیان واردات است کہ بر سالک میگذرد و چاندنی عبارت از تجلیات تلوین مے کند و اندھیارا اشارت بر نور ذات کہ لایزال است مے نماید و معنے اش آنکہ در حالت کسب از اشتیاق تمام و طلب مالا کلام میگوید یعنی تلوین را طے نمودہ تمکین سے رسم ہ

سود عمر او ہمہ تاوان بود		ہر کرا دو روز او یکسان بود

کانے چوٹ کنوڈے بھینٹ درین مثل حال نظر بازان است کانا چشم یک بین و حق بین دارد و دو بین نیست پس و ہمی ہم از غیر نزدش ضرر کی شدید و کنوڈے بھینٹ ازین قبیل است بر دانا ست پدید العاقل تکفیتہ الاشارہ جھینگا مول ر دو ہو رو کا نو نین سُنو جوانمردے کہ بہ نقطہ وحدت رسیدہ ہمہ مراتب تجلیات

تابع اوست من له ہیولی فله الکل پر بہہ جو جب تم جہتی ہوتن
میا کر تب جاک ہوتن جہتہی چلیتی بیل نہ دیکھی آرطول کامل آت
یعنے ہر دم کہ ہست دریا دمولی مے آید و میرود احتیاج بقید نیست مصرع

	یادش کنم ار شود فراموش	

سوختن سے تکلف و ساختن بے تصرف رمزے عجیب گھر بیاہ
بہو کنڈون کو جاے مصرع

	درست ہر چہ مطلبی ہان غلط مکن	

پس میگوید یعنی بظاہر مقید مشو لمولفہ

حیف لعل ہے بہائے درنیست		کوہ مایا لالہ و گل رو کند

گھر آئے سانپ نپوجیے بانبی پوجن جاے این ہر دو مثل یک
معنی دارد

شب با تو غنودم و نمے دانستم		روزت بتو بودم و نمے دانستم

گود کی چھوڑ ہی پیٹ کے آس این مثل رنگین است و معنیش بالعکس
عوام است یعنی گود را اشارت بظاہر کردہ کہ بیج اصل است و پیٹ را
بباطن مراد نمودہ و حصول جاویدگی از و کشودہ لکھین پھنان بانچین تار

مردے کہ بمرتبہ الوہیت رسیدہ ہر رمزے کہ ازو بوقوع آید جز خدا دیگرے نداند
جوگی کا کی میت جوانمردان کہ سیر تلوین میکنند الفتے و خصوصیتے
بہیچ ازان منظور نمیدارند اگرچہ نمایش ولذات آن تنبات حلقہ بگوش
ایشان است اما تابع بودن نہ کار ورویشان است المقصود باہیچ معاملے استقامتے
استقامت نمیکنند کہ بھٹ پڑا وہ سونا جاسے ٹوٹین کان
کہ گرم روان را در تنزلات تلوین آمدن و ماندن ازان قبیلہ است کہ
بھولے بانبھن گاے کھاے چون باین سخنان سی آزمان
حلاوت آن معلوم نمائی بنظر سرسری نہ بینی چنانچہ اندھا بگلا
کیچ کھاے کار جان باختن است وخود را از خود دور انداختن نہ
آنکہ درین امر مصلحت ساختن کہ سے خرگوش سون جانون یا کوسون پاچک
و درجان دادن چندان جانثار تو سانند او ڈن ہار بھور یا دیہ بلبنڈی
دوس یعنی امر علوی را ردمیکنی و برجا نبازی سخن می آری و مرتکب غیر ماسوی
اللہ میشوی جانم زنہار زنہار کار امروز را بفردا نہ گماری کگھوڑا چاسیے
بنائیگے گون تک پھرتی آیئو پس باید کہ زود آئی تا بیابی وخیال حیوانی
ونادانی را از دل بزداے کوڑھ مین کھاج ہرچند میخواہم کہ باشارت

عرفان بے محابا مشیر نشوم واز تدبیر سرو ہم کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
وازین راہ فاش گفتن مصلحت نمے بینم کو ٹھوسے کھل آتری بھی
بلد ھون جوک راز پوشیدہ را با ہل آزیعنی باحیوان چون بازم
فاما درآنی کہ تعبیہ شوق وتسلط ذوق مستولی میگردد ڈھینگ ڈھینگا
بلو کا راج کاروبار اختیار از دست میرود مصرعہ

	تیر سے ست و ز کمانش در دست کسی است	
	لمولفہ مصرع	
	گفتگوئے باکمانداری مجال تیر نیست	

آرے سخن عشق آمدنی ست آوردنی نیست والا نہ حال این عاجز معلوم کہ کبکی
تبلن کبکا پلا مصرع

	عمرے باید کہ یار آید بکنار	

کالھ ہین بنیا آج ہین سیٹھ بودن دشوار است ویقین است
کہ پوس ہے تین پھاک سبتدی را حال منتہی گفتن کے سزاوار است
کہان راجا بھوج کہان گنگا تیلی مصرع

	چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا	

المقصود ہرگونہ درین امر قاصرم امابحکم آنکہ بھیڈ پسے اٹھی مچھلی پری

مصرع

	کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا	

ازبے استعدادی خود قاصرم ویک چند سطرے کہ نوشتہ ام اندھلی کی بسٹیر یاآنکہ کوبری لات بنگئی تعجب نیست ٹاٹ کا جامان موبج کی بجنیا قال موافق حال خود زدہ ام الٰہی ہرچہ گفتہ ام براے تو گفتہ ام وبتو گفتہ ام واز تن گفتہ ام ؎

گرم جرم بینی مکن عیب من		توئی سر براوردہ ازجیب من

الٰہی ازجلال تو حیرانم ودرجمال تو نگرانم کہ بھوبن پریت نانہ الٰہی از کبریائی تو دلم ترسناک است چنانچہ لکڑی کے ڈر بندری ناچے الٰہی ازحالت خودکہ اوربناسے تومری سے پاتن کرواسے نہایت غمناک ؎

ہمچو من ناقابلے درصلب آدم دیدہ بود		زین سبب ابلیس ملعون سجدہ برآدم نکرد

الٰہی ہمتے بخش کہ سوگز واروں ایک گز نہ پھاڑوں یعنی پردہ تعدد کثرت دریدہ برمرکز یکے مستقیم وآرمیدہ شوم الٰہی درلذات جمال خود

چنان حریص کن کہ چنے چبارے کے انگلی چاٹے یعنی سر موہم
ترک نماند وہیچ ازان نگذارم الیے ہر عملے وفعلے کہ میکنم لایق درگاہ
تو نیست عبادت من نادرست وارادت من سست چنانچہ چیل
ماںڈے لے گئی تپا تمہاری نانون الہی طاقتم طاقست لذت
شوق وذوق را برمن شاق مگردان کہ ادھیلے کی بڑھیا ٹکا
منڈوائین الہی عاجزم وناتوان الہی برکردارم خوردہ مگیر کہ ایک
گھر ڈائن بھی چھوڑے وتو رحیمی وغفوری وستاری آلہی حلاوت
روحی ارزانی فرمائے کہ از سرکشی نفس درآزارم چنانچہ دہی کھات
سون موسل الہی عبادت نفسانی ازان قبیل است کہ چھیری نے
دودھ دیا میگنی بھرا کیفیت روحانی کرامت فرمائے مار گسیان
تیری اولی ہے

ہمچو مرغ نیم بسمل ماندہ ام در دم تو		یا بکش یا وانہ دہ یا از قفس آزاد کن

این بیچارہ راچہ چارہ تن بہ تقدیر تسلیم است فالحاصل از علم رسمی کہ
گفتگوے بیحاصل است یعنی سارا دن پیسا چپنی بھر کر اٹھایا فراغتے
نمودم واختتامے کردم سوت نہ کپاس کولی سون لٹھم لٹھا

نہ قوت وجدان و نہ طاقت بیان بیش ازین احتیاج ندیدم و قلم
دو زبان و سخنان لسان اپیچیدم پس آ رسیدم جھوٹی نند پرائی تین ۹

خواہی بفراق کوش و خواہی بوصال | من فارغم ازین ہر دو مرا عشق تو بس

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا اللھم احفظنا
من شر ما قضیت برحمتک و فضلک و کرمک یا ارحم الراحمین
این دُہرہ نہایت مرغوب دل آمدہ

دُہرہ

پیلی پار ڈگڈ گی باجی سنیو ری بھری | اندھلی نین اپاک چو ربکڑا دو ڑیوری لنگری

باید دانست پیلی پار اشارت بر ما سوی اللہ است و ڈگڈگی ایماے بر صداے
ہویت بلکہ عین ندا است و بھری مقصود از بے لسمع شنوائی خود بر داشت
و اندھلی ہمان معنی دارد کہ ممکن در نظرش نماندہ جلوہ بے بیصر مشاہدہ کرد
و چور عبارت از ذات است اگرچہ کسے نمے بیند و او کار ہا میکند
و چور را با محبوب نسبت دادہ اند

مصرع

شوخ دزدیست کہ در دست چراغے دارد

فالحاصل مردے کہ از حکم بے بیصر جلوہ دیدہ و یافتہ آنزا بجز ترانہ
بے بیسمع شنیدہ نشود و غیر از پا شکستہ برین حال نہ دود

مصرعہ

برد ند شکستگان ازین میدان گوے

تمت



حور مقصورات

یا

اسلام مین تعلیم یافتہ مستورات

جسمین ابتدای اسلام سے زمانہ حال تک کی تعلیم یافتہ خواتین کی سوانح عمریان
اُنکی عفت اور عصمت کا سچا فوٹو۔ اُنکے علم وفضل کے کرشمے۔ اُنکا
فصیح۔ پاک۔ اور آبدار کلام۔ اُنکے استقلال کے ساتھ جوانمردیان۔
اُنکے تخت سلطنت پر جلوہ افروزیان یعنے تمامی اسلامی دنیا عرب وعجم شام
وروم مصر وایران اور ہندوستان کی مخدرات کے حالات لکھے گئے ہین۔
قیمت علاوہ محصول ڈاک ایکروپیہ چار آنہ (عہ/) ہے۔ جلد طلب فرمائیے
ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا فقط